الف......

اے زود رنج	ایام الصلح ص ۸۳	خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۰
ان حاسد	ایام الصلح ص ۸۶	خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۲
اے بد قسمت، بدگمانو	ایام الصلح ص ۱۰۳	خزائن ج ۱۴ ص ۳۴۱
اے مردار خور مولویو	ضمیمہ انجام آتھم ۲۱/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵
اندھیرے کے کیڑو	ضمیمہ انجام آتھم ۲۱/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵
اندھے	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۲/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۶
اے اندھو	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۰
اے بدذات	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۵	خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹
اے خبیث	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۵	خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹
اے پلید دجال	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰
ان احمقو	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰
اے نادانو	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰
آنکھوں کے اندھو	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰
اسلام کے عار	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲
احمق	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۹	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳
اے نابکار	ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴
او میرے مخالف	ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۳	خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۷
اے بدذات فرقہ	انجام آتھم ص ۱	خزائن ج ۱۱ ص ۲۱
اعدی الاعداء	انجام آتھم ص ۵۹/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۵۹
امام المتکبرین	انجام آتھم ص ۲۴۱	خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱
امی	انجام آتھم ص ۲۵۲	خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲
اغولی	انجام آتھم ص ۲۵۲	خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲

Scanned with CamScanner

﴿۸۴﴾ ہمارے مقابل پر تقویٰ کو ضائع کیا اور راستی سے دشمنی کی وہ نہایت خطرناک حالت میں ہیں اور اگر وہ اس بدسیرت میں اَور بھی ترقی کریں اور رفتہ رفتہ کھلے کھلے طور پر قرآن شریف سے مُنہ پھیر لیں تو ان سے کیا تعجب ہے!!

حالات موجودہ سخت خوف میں ڈالتے ہیں کیونکہ وہ زیر کی جو زمانہ کے مناسب حال اِن لوگوں میں پیدا ہونی چاہیے تھی وہ ان کو چھو بھی نہیں گئی۔ آج تک یہ لوگ اس قابل بھی نہیں ہوئے کہ ان موٹے اور خائنانہ اعتراضات کا جواب دے سکیں جو پادریوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ حالانکہ پادریوں کے اعتراض ایسے بیہودہ ہیں کہ گو بظاہر کیسے ہی ملمع کر کے دکھلائے جائیں لیکن اگر پردہ اُٹھا کر دیکھو تو بالکل کمزور اور ہنسی کے لائق ہیں۔ یہ لوگ یعنی عیسائی علوم عربیہ اور ہماری کتب دینیہ سے سخت غافل سخت بے خبر اور قابلِ شرم باتیں پیش کرتے ہیں تاہم ان مولویوں کی حالت پر افسوس جو ہمیں تو کافر اور کاذب قرار دیں لیکن جو واقعی طور پر اُن کو خدمت دینی کرنی چاہیے تھی نہ وہ خدمت کرتے ہیں اور نہ اس لائق ہیں کہ کر سکیں۔ افسوس! نہیں سوچتے کہ ایسے دعوے پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے رُو سے ایک دن ضرور ہی واقع ہونے والا تھا اس قدر تکذیب کا زور دینا پرہیز گاری کی شان سے بہت ہی بعید تھا۔ پھر جس حالت میں وہ دعویٰ مجرد دعویٰ ہی نہ تھا اس کے ساتھ قرآن اور حدیث کی شہادتیں تھیں۔ اس کے ساتھ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ شہادتیں تھیں۔ اس کے ساتھ آسمانی نشان تھے اس کے ساتھ صدی کا سر بھی تھا اس کے ساتھ علامات قرار دادہ کا وقوع تھا تو یہ شتاب کاریاں کب مناسب تھیں! اے زود رنج اور بداخلاقی اور بدظنّی میں غرق ہونے والو! وہ پیشگوئی جو بڑے شدّ و مدّ سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور خود اس کا وقت بھی مقرر فرما دیا تھا اور وصیّت کی تھی کہ اس شخص کو قبول کرو تو کیا ایسا دعویٰ جو رسول کریم کی پیشگوئی کی بنا پر اور عین وقت پر تھا جس میں اس پیشگوئی کی تصدیق تھی ایسی چیز تھی کہ ایک معمولی نظر سے اُس کو دیکھا جائے اور اس سے بے پروائی ظاہر کی جائے۔ یہ بات تو کوئی نئی نہ تھی کہ آنے والا خواہ

آثار میں یہ خبر موجود ہے اور شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی جیسا بزرگوار بھی شہادت دیتا ہے کہ مسیح موعود سے ضرور علماء کا اختلاف ہوگا حتّٰی کہ آمادۂ فساد ہو جائیں گے تو پھر اس جھگڑے کو ذہن میں رکھ کر یہ شہادت دینی ضروری ہے کہ ایسے اختلاف کے وقت مسیح موعود حق پر ہوگا اور اُس کا فہم سند پکڑنے کے لائق ہوگا اور اس کے مقابل پر جو دوسروں نے سمجھا ہے وہ ردّ کرنے کے لائق ہوگا اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب پہلی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی ﴿۸۶﴾
نسبت پیشگوئی کی گئی تھی اس میں بھی یہی لکھا گیا تھا کہ یہود اُس مسیح موعود سے بعض مسائل میں اختلاف اور جھگڑا کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بڑا جھگڑا یہود نے یہ کیا کہ ایلیا دوبارہ دُنیا میں نہیں آیا اور لکھا گیا تھا کہ جب تک ایلیا دوبارہ دنیا میں نہ آوے مسیح موعود نہیں آوے گا پھر یہ شخص کیونکر آ گیا؟ اس وقت نیک دل انسانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ شخص یعنی عیسیٰ جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہ نشان دکھلاتا ہے اس لئے اس کا فہم مقدم اور قبول کے لائق ہے اور دوسرے جاہل لوگ مولویوں سے متفق ہو گئے اور آثار میں تھا کہ اسلام میں جو مسیح موعود آئے گا اُس کے ساتھ بھی علماء بعض مسائل میں جھگڑا کریں گے اور قریب ہوگا کہ اس پر حملہ کریں۔ سو وہی جھگڑا اور اسی رنگ میں اب بھی شروع ہو گیا۔ مگر یہ جھگڑا ایسے شخص کے ساتھ کرنا کہ جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور نشان دکھلاتا ہے سراسر نادانی ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو اوّل تو یہ مان لینا چاہیے کہ مسیح موعود کے ساتھ ضرور جھگڑا ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس وقت مسیح موعود کا فہم اعتبار کے لائق ہوگا نہ دوسروں کا فہم کیونکہ وہ خدا کے فرستادہ کا فہم ہے۔ ہاں اگر یہ شک ہو کہ شاید یہ شخص مسیح موعود نہیں ہے تو اُس کو اسی طرح پرکھنا چاہیے جیسا کہ سچے نبیوں کو نیک نیتی کے ساتھ پرکھا گیا۔ مگر قرآن اور حدیث کی تفسیر کے وقت بہرحال مسیح موعود کا قول قابل قبول ہوگا۔

بالآخر یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص معہ اس کی تمام جماعت کے عقائدِ اسلام اور اصولِ دین سے برگشتہ ہے۔ یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں کہ

مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ’’انّ اللّٰہ لایغیّر مَابقَومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم. اِنّہ اَوَی القَرْیَۃَ ۔یعنی خدا تعالیٰ اُس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شاملِ حال ہے دور نہیں کرتا جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دور نہ کرے جو اُس کے دل میں ہیں۔ اُس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے انتشار سے محفوظ رکھا۔‘‘ افسوس کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام آپ بنالیا ہے۔ ان کے جواب میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اُس کے دستِ قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں ﴿۱۰۴﴾ بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دے گا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں اور کس نے رُوح القدس کی آواز کی پیروی کی۔ خدا کی باتوں کو خدائی نشانوں سے تم شناخت کرو گے سچائی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ باطل مخفی رہے گا۔ وہ خدا جو ہمیشہ اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے وہ اب بھی دکھلائے گا کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو واقعی طور پر اس سے ڈرتے اور نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کرلو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں

﴿۲۱﴾

مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ماسوا اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نااہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہ ہوں۔ میں نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس۱۰ آدمی ان میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آ گئی۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو۔ اور گندی روحو۔ تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو سچ کہو کہ کیا اس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔ سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہوگئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے پندرہ برس

﴿۲۱﴾ مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ماسوا اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نااہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہ ہوں۔ میں نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس[1] آدمی ان میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آ گئی۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو۔ اور گندی روحو۔ تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو سچ کہو کہ کیا اس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔ سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے پندرہ برس

﴿۲۲﴾ یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت لوگ ان کے ساتھ ملیں گے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے۔ اور بہت ایذا دیں گے آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جس کی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو تین جھوٹے بہتانوں کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو قسم کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو اس ایذا اٹھانے کے بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہاموں کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر کے گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے جس سے بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے مگر ان مولویوں کی کن سے تشبیہ دوں وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اس کو کہا کہ اے مادرزاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو بتلاؤں کہ تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دعا کیا کرتا وہ تجھے آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دے دی اور اسی طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا اور اپنی شرط کے موافق پورا ہوا اور پھر دوسرے الہام کے موافق جو اسی زمانہ میں شائع ہو چکا۔ آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا اور سب مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہوا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔

یہ سب کچھ ہوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

﴿۲۶﴾ میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی

گیا تھا اور انہیں میں سے یہ عربی مکتوب ہے جواب نکلا۔ کیا عبد الحق اور کیا اس کے دوسرے بھائی ان رسائل کے مقابل پر مر گئے اور کچھ بھی لکھ نہ سکے اور دنیا نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عربی دانی کی عزت اسی شخص یعنی اس راقم کے لئے مسلّم ہے جس کو کافر ٹھہرایا گیا ہے اور یہ سب مولوی جاہل ہیں۔

اب سوچو کہ یہ عزت کی تعریفیں مجھ کو کس وقت ملیں۔ کیا مباہلہ کے بعد یا اس کے پہلے۔ سو یہ ایک مباہلہ کا اثر تھا کہ خدا نے ظاہر کیا۔ اسی وقت میں خدا نے شیخ حسین بطالوی کا وہ الزام کہ اس شخص کو عربی میں ایک صیغہ نہیں آتا میرے سر پر سے اتارا اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تیسرا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کھل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہوں گے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں۔ اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد جلد نشو ونما پکڑتی اور بڑھتی جاتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ایک ترقی ہو رہی ہے۔ نیک روحیں اس طرف دوڑتی چلی آتی ہیں۔ اور خدا زمین کو ہماری طرف کھینچتا چلا آتا ہے۔ مباہلہ کے بعد ہی ایک ایسی عجیب قبولیت پھیلی ہے کہ اس کو دیکھ کر ایک رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دو اینٹ سے اب ایک محل طیار ہو گیا ہے۔ اور ایک دو قطرہ سے اب ایک نہر معلوم ہوتی ہے۔ ذرہ آنکھیں کھولو اور پنجاب اور ہندوستان میں پھرو۔ اب اکثر جگہ ہماری جماعتیں پاؤ گے۔ فرشتے کام کر رہے ہیں اور دلوں میں نور ڈال رہے ہیں۔ سو دیکھو مباہلہ کے بعد کیسی عزت ہم کو ملی۔ سچ کہو کیا یہ خدا کا فعل ہے یا انسان کا۔

چوتھا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا۔ رمضان میں خسوف کسوف ہے۔ کتب حدیث میں صدہا برسوں سے یہ لکھا ہوا چلا آتا تھا کہ مہدی کی تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ اور آج تک کسی نے نہیں لکھا کہ پہلے اس سے کوئی ایسا مہدویت کا مدعی ظاہر ہوا تھا جس کو خدا نے یہ عزت دی ہو کہ اس کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گیا ہو۔ سو خدا نے مباہلہ کے بعد یہ عزت بھی میرے نصیب کی۔

اے اندھو! اب سوچو کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت کس کو ملی۔ عبد الحق تو میری ذلت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا کہ آسمان بھی مجھے عزت دینے کے لئے جھکا

اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں تین سو تیرہ ۳۱۳ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے۔ سو ہر یک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔ ﴿۴۵﴾

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اول آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیبا کی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ ۱۷ برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبدالحق اور عبدالجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث {۴۵}
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں تین سو تیرہ ۳۱۳ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے۔ سو ہر یک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اول آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ ۱۷ برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبدالحق اور عبدالجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

﴿۴۶﴾ ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ’’انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ‘‘ الخ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ’’انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ‘‘ الخ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوہ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو! ﴿۴۶﴾

(۴۶) ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیهم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دار قطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ’’انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ‘‘ الخ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانوں! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

﴿۴۶﴾ ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیہم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ’’انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ‘‘ الخ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

نشان کو اس کے لئے خاص کر دیا جائے۔ سو پیشگوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ صادق ہو یا کاذب۔ صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ ورنہ **میری عداوت** کے لئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔ ﴿۴۸﴾

اے اسلام کے عار مولویو! ذرہ آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے۔ جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث میں کسوف خسوف کو بے نظیر نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ اس نسبت کو بے نظیر ٹھہرایا گیا ہے جو مہدی کے ساتھ اس کو واقع ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اس طور کا خسوف کسوف جو اپنی **تاریخوں** اور **مہینہ** کے لحاظ سے مہدی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ تعلق اس کا پہلے اس سے کبھی کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور تفسیر اس قول کی اس طرح پر ہے کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا لاحد منذ خلق السّمٰوات والارض ۔ پس اس جگہ غرض تو یہ ہے کہ یہ دونشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دیئے گئے ہیں پہلے اس سے کسی کو نہیں دیئے گئے اور لم تکونا کا لفظ آیتین کی تشریح کرتا ہے کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں۔ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں بلکہ اس عبارت میں دونوں نشانوں کی مہدی کے ساتھ تخصیص منظور ہے۔ نہ یہ کہ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کی جائے۔ اور اگر نرالی حالت بیان کرنا منظور ہوتا تو عبارت یوں چاہیے تھی کہ ینکسف القمر والشمس علی نھج ما انکسفا منذ خلق السّمٰوات والارض یعنی ایسے طور سے چاند اور سورج کا گرہن ہوگا کہ پہلے اس سے جب سے آسمان وزمین پیدا کیا گیا ہے ایسا خسوف کسوف کبھی نہیں ہوا۔ اب میں نے خوب تشریح کر کے اصل معنوں کو ننگا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے گا تو وہ پاگل کہلائے گا۔

اور اگرچہ پیشگوئی کے لفظوں سے یہ بات ہرگز نہیں نکلتی کہ خسوف کسوف کوئی نرالے طور پر ہوگا مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے۔ **چنانچہ مارچ ۱۸۹۴ء پایونیر اور سول ملٹری گزٹ**

نے اقرار کیا ہے کہ یہ خسوف و کسوف جو ۶؍ اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوگا۔ یہ ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہوا۔'' دیکھو کفار گواہی دیتے ہیں کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہے اور مولوی اعتراض کر رہے ہیں۔!!! ﴿۴۹﴾

چو کافر شناسا تر از مولویست بریں مولویت بباید گریست

پھر ایک اور اعتراض سادہ لوح عبدالحق کا یہ ہے کہ ''محدثین نے دارقطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہیے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اس کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے ان کی حماقت ظاہر ہوئی۔ راویوں کی تنقید اور ان کا جرح ایک ظنی امر ہے۔ اور ایک پیشگوئی کا پورا ہو جانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آ جانا یقینی امر ہے اور ظن یقین کو اٹھا نہیں سکتا۔ رؤیت روایت پر مقدم ہے۔ مثلاً ایک بڑے معتبر راوی نے ایک جگہ بیان کیا کہ عبدالحق غزنوی فوت ہوگیا ہے پھر اتنے میں تم خود اس مجلس میں حاضر ہوگئے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ ان مجلس والوں کو جن کے پاس ایک معتبر روایت تمہاری موت کی پہنچ چکی تھی۔ کیا کرنا چاہیئے؟ کیا تمہارا جنازہ پڑھا جائے یا زندہ دیکھ کر روایتوں کو رد کیا جائے۔ اے کسی جنگل کے وحشی! خبر معاینہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ کیا تو نے لیس الخبر کالمعاینۃ کبھی نہیں سنا۔ آثار اور احادیث جو آحاد ہیں وہ مفید ظن ہے اور معاینہ مفید یقین ہے۔ پس کیا ظن یقین کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذّاب ہے مفتری ہے شیعہ ہے۔ مگر جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی تو اس طریق سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہوگئی۔ کسی کا کاذب ہونا قطعی طور پر اس کی روایت کو رد نہیں کر سکتا۔ کبھی کاذب بھی سچ بول سکتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ساری عمر جھوٹ نہ بولا ہو۔ تو کیا یقینی طور پر ان کی گواہی کو رد کر سکتے ہیں۔ پس ذرہ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم نے اس حدیث کے دو راویوں عمرو اور جابر جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر ان کا جھوٹ ثابت نہیں۔ کسی نے ان کے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا۔ بلکہ ان کی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی۔ مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ تم عندالشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ تم نے حقیقت کو چھپانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو باطل ٹھہرانے کی نیت سے گرہن کی **تاریخوں کو بدل ڈالا**۔ سورج چاند کا گرہن جس کی نسبت پیشگوئی ہے تمام

﴿۵۰﴾ ہندو مسلمان عیسائی جانتے ہیں اور اخباروں اور جنتریوں میں مندرج ہے کہ وہ اس طرح پر واقع ہوا کہ چاند گرہن تیرہ ۱۳ رمضان کو ہوا اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو۔ جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ نور الحق میں اسی وقت چھاپ دیا تھا۔ مگر تم نے حق کو چھپانے کیلئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا کہ اپنے اس اشتہار میں جس کا عنوان صیانۃ الانساس عن شر الوسواس الخناس ہے چاند گرہن کی تاریخ بجائے تیرہ ۱۳ رمضان کے چودہ ۱۴ رمضان لکھ دی اور سورج گرہن کی تاریخ بجائے اٹھائیس ۲۸ رمضان کے انتیس ۲۹ رمضان لکھ دی۔ پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف اسی لئے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر مخفی رہے۔ جابر اور عمرو بن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ سچ ثابت ہوا۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ جابر اور عمرو کا سچا ہونا کسوف خسوف سے ثابت ہوگیا۔ اور رؤیت نے روایت کے ضعف کو دور کردیا۔ اب جو شخص ان بزرگوں کو جھوٹا کہے جن کے طفیل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دنیا پر کھلا وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔

اور پھر یہ ایک وسوسہ عبدالحق غزنوی نے پیش کیا ہے کہ ’’خسوف کسوف کے بارے میں جو اقوال ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے بعد مہدی کا ظہور ہو مگر میرزا قادیانی کے دعویٰ اور خروج کا یہ چوتھا سال ہے۔‘‘ لیکن یاد رہے کہ یہ بھی اس نابکار کی تزویر اور تلبیس ہے۔ پیشگوئی کے صاف لفظ یہ ہیں کہ انّ لمھدینا آیتین یعنی ہمارے مہدی کے مصدق موید دو نشان ہیں۔ پس یہ لام جو انتفاع کے لئے آیا ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے اور نشان کسوف خسوف اس کے خروج کے بعد ہوا ہے اور اس کی تصدیق کے لئے ظاہر کیا گیا ہے اور نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کی جائے۔ اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ ان کا نام ارہاص ہے۔ آیت جس کا ترجمہ نشان ہے اصل میں ایواء سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں پناہ دینا۔ سو آیت کے لفظ کا عین محل وہ ہے جب ایک مامور من اللہ کی تکذیب کی جائے اس کو جھوٹا ٹھہرایا جائے۔ تب اس وقت اس بیکس کو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لانے کیلئے جو کچھ خارق عادت امر ظاہر کرتا ہے اس امر کا نام آیت یعنی نشان ہے۔ اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضروری ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو گویا اس کے سچے ہونے پر ایک نشانی لگادی گئی۔ لیکن یہ نشانی اس وقت نفع دے گی کہ جب تکذیب کے وقت ظاہر ہو اور قبل وجود مدعی جو کچھ ظاہر ہو وہ امر مشتبہ ہوتا ہے۔ اور ہر یک اس کو اپنی طرف نسبت کرسکتا ہے۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ اُس کا مصداق فلاں شخص ہے دوسرا نہیں۔ لیکن اگر نشان کے وقت میں دو مدعی ہوں

﴿۶۳﴾ جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔

او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آوٗ۔ میں اتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑ لو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ کیا ایک بھی نہیں۔

”دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے
اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول
کرے گا اور بڑے زور آور حملوں
سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

وَالسّلام علٰی مَن اتّبع الھدٰی

۲۲ ؍جنوری ۱۸۹۷ء

☆☆☆
☆☆
☆

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ {۲۱}
سے آئندہ زندگی کا امن اٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ پھر بھی آتھم نے درگذر اور عفو کو
ہاتھ سے نہ چھوڑا اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے اور
اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو
عیسائیوں کا عین مطلب ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک مدعا علیہ کے
ایسے بیان پر کر سکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو۔ اگر اس نے ان حملوں کا واقعی طور پر
معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔
تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا اور نہ بیان کر سکا یہاں تک کہ
پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

حاشیہ

پھر ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔
ہم تو اس وقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اس کے ہم خیال
آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر
یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی
اور ضرور اس نے پیچھے سے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنا
لیا۔ عدالت میں نالش کر کے ان حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا کیونکہ اس کے بے ثبوت
دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ
تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار
حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیانہ اور فیروز پور میں جو بقول آتھم قتل کے لئے حملے
ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر تھا۔

**اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم
یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا
پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔**

وَیَخسِر الخاسِرُونَ. اَقِمِ الصّلٰوۃ لذکری. انتَ مَعِی و اَنا ﴿۵۹﴾

کھولا جائے گا اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر ہو جائے گا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے

مَعَکَ. سِرّکَ سِرّی. وضعنا عنکَ وزرکَ الّذی انقض

ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی

ظھرکَ. وَرَفَعنَالکَ ذِکرکَ. یخوّفونکَ من دونہٖ.

اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔

ائمّۃ الکفر. لَا تخف اِنّکَ اَنت الْاَعلٰی. غرستُ لکَ بیدی

یہ کفر کے پیشوا ہیں مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے

رحمتی وَقُدرتی. لن یجعل اللّٰہ لِلکافرین علی المؤمِنینَ سبیلا

درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو

ینصرکَ اللّٰہ فی مواطن. کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسُلی. لا مبدّل

خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو

لِکلماتہ. اَللّٰہ الّذی جَعَلکَ المسِیحَ ابْنَ مَریَم. قل ھٰذا فضل ربّی وَ

کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہہ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور

اِنّی اُجرّد نفسِی من ضروب الخطاب یاعیسٰی اِنّی متوفّیکَ ورافِعُکَ

میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا اور

اِلَیَّ وجاعِل الّذین اتبعوک فوق الّذین کفروا اِلٰی یومِ القیامَۃ.

اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

اگرچہ ایسے لفظوں اور ایسی گالیوں میں جو دجال، شیطان، کذاب، کافر، اکفر، مکار کے نام سے ہیں اور دوسرے مولوی بھی اس کے ساتھ شریک ہیں بلکہ باطل پرست بٹالوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعدی الاعداء ہے لیکن اس ہندوزادہ کی خباثت فطرتی اس لئے سب سے بڑھ کر ہے کہ باوجود محض جاہل ہونے کے یہ شعر بھی اردو میں کہتا ہے اور شعروں میں گالیاں نکالتا ہے اور نہایت بدگوئی سے افتراء بھی کرتا ہے اور بہتان کے طور پر ایسی دشنام دہی کرتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے شاعر بے ایمان گالیاں نکالا کرتے تھے۔ سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ ان شانئک ھو الابتر۔ سو اگر اس ہندوزادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔ منہ

﴿۲۴۱﴾ ومن المعترضين المذكورين شيخٌ ضالٌ بطالويٌ وجارٌ غويٌ، يقال له

ویکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست۔ او را

محمّد حُسَيْن، وقد سبق الكلَّ في الكذب والمَين. وإنه أبى

محمد حسین مے گویند۔ واز ہمہ در دروغ و ناراستی سبقت بردہ است۔ و او انکار کرد

واستكبر، وأشاع الكبر وأظهر، حتى قيل إنه إمام المستكبرين ورئيس

وتکبر نمود وتکبر را شائع کرد وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبران است۔ و رئیس

المعتدين، ورأس الغاوين. هو الذي كفّرني قبل أن يكفّر الآخرون، واعترض

تجاوز کنندگان۔ وسر گمراہان است۔ او ہمان شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت۔ وبر کتابہائے

على كتبي وأظهر جهله المكنون. فقال إن تلك الكتب مشحونة من الأغلاط،

من اعتراض کرد۔ وجہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از غلطی ہا پر ہستند ودرگل

وساقطة في وحل الانحطاط، وليست كماءٍ مَعين. وإن هذا الرجل من

انحطاط فرو افتادہ اند۔ وہچو آب صافی نیست۔ واین شخص از جاہلان است

الجاهلين، وكل ما يوجد في كتبه مِن مُلحها وقيافيها، فليس قريحتُه حجرَ

وہرچہ از کلمات نمکین وقافیہ ہا در کلام او یافتہ می شود۔ پس آن طبعزاد او و

أثافيها، بل تلك كَلِمٌ خرجت من أقلام الآخرين.

سنگ طبیعت او نیست بلکہ این کلمات از قلمہائے دیگران بر آمدہ اند۔

فقلتُ: يا شيخَ النوكى، وعدوَّ العقل والنُّهى، إن كتبي مبرّأة مما

پس گفتم کہ اے شیخ احمقان ودشمن عقل و دانش۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من از آنچہ گمان کردی

زعمتَ، ومنزّهة عما ظننت، إلّا سهو الكاتبين، أو زيغ القلم بتغافُلٍ مِنّي لا

بری ہستند۔ واز آنچہ زعم تست منزہ ہستند۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ مثل جہل جاہلان

﴿۲۵۲﴾ واعتلقتُ أظفاره بعِرضي كالذِياب، ومِخلبُه بثوبي كالكلاب، ونطق بكَلِمٍ

وناخن ہائے ہجوگرگان بآبروئے من آویخت۔ وپنجۂ ہجوسگان بجامۂ من درآویخت۔ وسخنانے برزبان خود آورد کہ بجز

لا ينطق بمثلها إلا شيطان لعين. وآخرهم الشيطان الأعمٰى، والغُول الأغوى،

شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند۔ واز ہمہ آخر شیطان کوراست و دیو گمراہ۔ کہ او را رشید احمد گنگوہی مے گویند۔

يقال له رشيد الجنجوهي، وهو شقيّ كالأمروهي ومن الملعونين.

واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است۔

فهؤلاء تسعةُ رهطٍ كفّرونا، أو سبّونا وكانوا مفسدين. ونذكر معهم الشيخين

پس این نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند و دشنامہا دادند۔ واز مفسدان ہستند۔ وما با اوشان دو مشہور شیخ را

المشهورين، يعني الشيخ إله بخش التونسوي، والشيخ غلام نظام الدين

نیز ذکری کنیم۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

يشاع في الديار والبلدان. فيومئذ تسودّ وجوه المنكرين. وانا نُصرنا في

منن الرحمٰن شدہ است۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد۔ پس در آن روز روئے منکران سیاہ

افكارنا وايّدنا في انظارنا. من الله ربّ العالمين. ودسنا فيه كل دَوُس. الذين يقولون

خواہد گردید۔ وما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ وما آنانرا کہ میگویند کہ عربی

انّ العربية. ما سبق غيرهُ بطوس. بل هي كاللباس المستبذل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل وكشيءٍ هو سقط صلفة غير معين.

بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد درآن کتاب بخوبی پامال کردیم۔

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات. وارينا الامر كالبديهيات. مصيبين غير مُسقطين.

وما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است ثابت کردیم۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم۔ و

﴿۲۵۲﴾ واعتلقتُ أظفاره بعِرضي كالذِياب، ومِخلبُه بثوبي كالكلاب، ونطق بكَلِمٍ

وناخن ہائے ہمچو گرگان بآبروئے من آویخت۔ و پنجہ ہمچو سگان بجامہ من درآویخت۔ وسخنانے برزبان خود آورد کہ بجز

لا ينطق بمثلها إلا شيطان لعين. وآخرهم الشيطان الأعمٰى، والغُول الأغوى،

شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند۔ واز ہمہ آخر شیطان کوراست ودیو گمراہ۔ کہ اورا رشید احمد گنگوہی مے گویند۔

يقال له رشيد الجنجوهي، وهو شقيّ كالأمروهي ومن الملعونين.

واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است۔

فهؤلاء تسعةُ رهطٍ كفّرونا، أو سبّونا وكانوا مفسدين. ونذكر معهم الشيخين

پس این نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند ودشنامہا دادند۔ واز مفسدان ہستند۔ وما با اوشان دو مشہور شیخ را

المشهورين، يعني الشيخ إله بخش التونسوي، والشيخ غلام نظام الدين

نیز ذکر می کنیم۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

يشاع في الديار والبلدان. فيومئذ تسودّ وجوه المنكرين. وانا نُصرنا في

من الرحمٰن شدہ است۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد۔ پس در آن روز روئے منکران سیاہ

افكارنا وايّدنا في انظارنا. من الله ربّ العالمين. ودسنا فيه كل دَوْس. الذين يقولون

خواہد گردید۔ و ما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ وما آنانرا کہ میگویند کہ عربی

انّ العربية. ما سبق غيرهُ بطوس. بل هي كاللباس المستبذل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل وكشيء هو سقط صلفة غير معين.

بیکاراست ومثل چیزے ردی بے سوداست کہ ہیچ نفع نہ بخشد درآن کتاب بخوبی پامال کردیم۔

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات. وارينا الامر كالبديهيات. مصيبين غير مُسقطين.

و ما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است ثابت کردیم۔ وامر مقصود رامثل بدیہیات نمودیم۔ و

الانعام	انجام آتھم ص ۲۶۵	خزائن ج ۱۱ ص ۲۶۵
استخوان فروش	آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۸	خزائن ج ۵ ص ۳۰۸
اے بدبخت اور بدقسمت قوم	ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۴۳	خزائن ج ۲۱ ص ۳۱۲
اے سست ایمانو	ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۴۳	خزائن ج ۲۱ ص ۳۱۲
الّو	ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۶۵	خزائن ج ۲۱ ص ۳۳۲
الغوی	مواہب الرحمٰن ص ۱۳۸	خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۹
ایمانی دیانت سے عاری	نور الحق ج ۱ ص ۳	خزائن ج ۸ ص ۵
اس فرومایہ	اعجاز احمدی ص ۷۶	خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸
اے دیو	اعجاز احمدی ص ۷۶	خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۹
ان شریروں	الہدیٰ المتبصرہ ص ۱۶	خزائن ج ۱۸ ص ۲۶۰
آگ کے لادو ٹٹوؤ	الہدیٰ المتبصرہ ص ۱۶	خزائن ج ۱۸ ص ۲۶۱
اے دروغ گو	نور الحق ج ۱ ص ۸۹	خزائن ج ۸ ص ۱۲۰
ابلہ	چشمہ معرفت ج ۱ ص ۳	خزائن ج ۲۳ ص ۱۱
اے مردار	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵
اے احمق	اشتہار انعامی ص ۱۳	مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۸
اسلام کے دشمنو	اشتہار انعامی ص د/ح	مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۹
ابولہب	ضیاء الحق ص ۴۶	خزائن ج ۹ ص ۲۹۴
اسلام کے عار	اتمام الحجۃ ص ۲۳	خزائن ج ۸ ص ۳۰۳
امام الفتن	اتمام الحجۃ ص ۲۴	خزائن ج ۸ ص ۳۰۳
اوّل درجہ کا متکبر	ست بچن ص ۹	خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۱
انسانوں سے بدتر پلید تر	ایام الصلح ص ۱۶۶	خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳
اسلام کے دشمن	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵
اسلام کے بدنام کرنے والے	ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸	خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲

وأحسب هذا الأمر تافهًا، فتعرفوننى بعد حين. إن الذين يكونون للّٰه فيكون اللّٰه لهم. ألا إن ﴿۲۶۵﴾

سخنان بلاغت خواہم گفت۔ واین امر را چیزے اندک می شمارم۔ پس تا وقت قلیل مرا خواہید شناخت۔ آنانکہ برائے خدا می شوند خدا برائے اوشان می شود۔ خبردار

أولياء اللّٰه هم الغالبون فى مآل الأمر على المخالفين. كتب اللّٰه لأغلبنّ أنا ورسلى، إن اللّٰه

باشید کہ اولیاء خدا را خاصہ است کہ در انجام کار ہمان گروہ غالب می شوند۔ خدا از قدیم نوشتہ است کہ من و فرستادگان من غالب شوندگان ہستند۔ خدا تعالیٰ

لايُخزى عباده المأمورين.

بندگان مامور خود را رسوائی نکند۔

هذا شرط بينى وبينكم، فسنّوا أنفسكم. ثم أنتم تعلمون أن فضيلة العلماء باللسان

این شرط درمن وشما است۔ پس نفسہائے خود را بلند کنید۔ باز شما میدانید کہ فضیلت علماء بزبان عربی است۔

العربية، وهى المفتاح لفتح أسرار العلوم الدينية، وهى مدار فهم معارف الفرقانية، والذى ليس من

وہمین زبان برائے کشودن رازہائے علوم دینیہ کلید است۔ وہمین زبان فہم معارف قرآنیہ را مدار است۔ وآنکہ از

نحارير الأدباء، ولا كمثل نوابغ الشعراء، فلا يمكن أن يكون من فحول الفقهاء، والراسخين فى

ماہران علم ادب نیست ونہ مانند شاعران نابغہ پس او را ممکن نیست کہ از فقہاء نر باشد ودر شریعت رسوخ داشتہ باشد یا

الشريعة الغراء، أو من العارفين الفقراء، بل هو كالأنعام، وأحد من العوام والجاهلين.

از جملہ فقراء عارف باشد بلکہ او مثل چارپایان ویکے از عوام است۔

وأما الرجل الذى يقدر على كلام غضّ طرىّ فى هذه اللهجة، ويسلك عند نطقه مسالك الفصاحة والبلاغة، ويعلم فروق

مگر آن مردے کہ بر کلام تازہ وتر درین زبان قادر است۔ ودر وقت نطق بر راہ ہائے فصاحت وبلاغت می رود۔ وفرقہائے مفردات وکیفیت جملہ ہائے

المفردات وخواص التأليفات وكوائف الجمل المركّبة، فهو الذى جعله اللّٰه رحيب الباع، خصيب الرباع، فى هذه الخزائن

مرکبہ خوب می داند واز خواص تالیف کلمات بخوبی آگاہ است۔ وآن شخصے است کہ خدا تعالیٰ او را درین خزینہ ہائے علمی فراخ دست وبسیار مالدار گردانیدہ

العلمية. ومن ادعى أنه من الواصلين والفقراء العرفاء، وليس من عارفى هذه اللسان كالأدباء، فَفَقْرُه ليس فقر سيد الكونَين، بل هو

وہر کہ دعویٰ کرد کہ او از واصلان وفقراء عارفین است۔ وحالانکہ از شناسندگان این زبان نیست پس فقر او فقر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نیست بلکہ آن

سواد الوجه فى الدارَين. ولا تعجبْ بهذا البيان، ولا تغضب قبل العرفان، فإن الذى يدّعى محبّة الفرقان، كيف بصدأ ذهنه فى

سیاہ روئی در ہر دو جہان است ودرین بیان ہیچ تعجب مکن۔ وقبل از شناختن غضب مکن۔ چرا کہ شخصے کہ دعویٰ محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او درین زبان

هذه اللسان، وكيف تقاصرَ مع دعاوى المحبة وشوق الجَنان، وكيف يمكن أن لا يتجلى لقلبه لطف الرحمٰن، ولا يعلّمه اللّٰهُ لسانَ نبيّه

زنگ خوردہ تواند شد وباوجود دعویٰ محبت وشوق دل چگونہ در تحصیل این زبان کوتاہی تواند کرد۔ وچگونہ ممکن است کہ لطف رحمٰن دل او را روشن نہ کند۔ وزبان پیغمبر خود

﴿۳۰۸﴾ تھے۔ آپ کے تو والد صاحب بھی بیماری اور تپ کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتاں خیزاں میرے پاس آجاتے تھے پھر آپ کو نئی روک کون سی پیش آ گئی تھی اور جبکہ آپ اپنے ذاتی بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں چھوڑنے والے نہیں تھے تو میں آپ کو اپنے مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔ ہاں میں نے آپ کے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا کیونکہ میں نے آپ کے مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کرلیا تھا اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا کہ آپ کو ایک مسہل دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپ کے اندر سے باستیفا نکال دیا جائے۔ سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی خدا جانے کس غضب کا مادہ آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے اور اللہ جلّ شانہٗ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر تفسیق پر بہر حال صبر کر سکتا ہوں لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے پیرایہ درشتی آپ کی بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادّہ خبیث کہ جو مولویت کے باطل تصور سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے وہ بکلی نکل جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلید آدمی ہیں۔ جن کو حقائق اور معارف کے کوچہ کی طرف ذرہ بھی گذر نہیں اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو ہلاک ہی کر دیا ہے۔ جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور دماغ سے غرور کا کیڑا نہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں

تو اس صورت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ بھلا ایک شخص اسلام کے ہر ایک پاک عقیدہ کے موافق اپنا عقیدہ رکھتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری سمجھتا ہے جیسا کہ برہمو سماج والے سمجھتے ہیں تو اس خیال کے مسلمان اس کے آگے اپنے مذہب کا مابہ الامتیاز کیا پیش کر سکتے ہیں جو صرف قصے کہانیاں نہ ہوں بلکہ ایک ایسی مشہود و محسوس نعمت ہو جو ان کو دی گئی اور اُن کے غیر کو نہیں دی گئی۔ پس اے بد بخت اور بد قسمت قوم! وہ وہی نعمت ہے جو مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ ہیں جن کے ذریعہ سے علومِ غیب حاصل ہوتے اور خدا کی تائیدی قدرتیں ظہور میں آتی ہیں اور خدا کی وہ نصرتیں جن پر وحی الٰہی کی مہر ہوتی ہے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ لوگ اُس مُہر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ اور جب تم خود مانتے ہو جو خدا دعاؤں کو سنتا ہے۔ پس اے سُست ایمانو! اور دلوں کے اندھو! جب کہ وہ سن سکتا ہے تو کیا وہ بول نہیں سکتا؟ اور جب کہ سننے میں اس کی کوئی ہتک عزت نہیں تو پھر اپنے بندوں کے ساتھ بولنے سے کیوں اُس کی ہتک عزت ہو گئی؟ ورنہ یہ اعتقاد رکھو کہ جیسا کہ کچھ مدت سے الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے ویسا ہی اُسی مدت سے خدا کی شنوائی پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ اور اب خدا نعوذ باللہ صُمٌّ بُکْمٌ میں داخل ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہو گا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے مگر کان مرض سے محفوظ ہیں۔ جب کہ وہی بندے ہیں اور وہی خدا ہے اور تکمیلِ ایمان کے لئے وہی حاجتیں ہیں بلکہ اس زمانہ میں جو دلوں پر دہریت غالب ہو گئی ہے بولنے کی اسی قدر ضرورت تھی جس قدر سننے کی۔ تو پھر کیا وجہ کہ سننے کی صفت تو اب تک ہے مگر بولنے کی صفت معطل ہو گئی ہے۔

افسوس کہ چودھویں صدی میں سے بھی بائیس ۲۲ برس گذر گئے اور ہمارے دعوے کا زمانہ ﴿۱۴۵﴾

تو اس صورت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ بھلا ایک شخص اسلام کے ہر ایک پاک عقیدہ کے موافق اپنا عقیدہ رکھتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری سمجھتا ہے جیسا کہ برہمو سماج والے سمجھتے ہیں تو اس خیال کے مسلمان اس کے آگے اپنے مذہب کا مابہ الامتیاز کیا پیش کر سکتے ہیں جو صرف قصے کہانیاں نہ ہوں بلکہ ایک ایسی مشہود و محسوس نعمت ہو جو ان کو دی گئی اور اُن کے غیر کو نہیں دی گئی۔ پس اے بدبخت اور بدقسمت قوم! وہ وہی نعمت ہے جو مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ ہیں جن کے ذریعہ سے علومِ غیب حاصل ہوتے اور خدا کی تائیدی قدرتیں ظہور میں آتی ہیں اور خدا کی وہ نصرتیں جن پر وحی الٰہی کی مہر ہوتی ہے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ لوگ اُس مُہر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ اور جب تم خود مانتے ہو جو خدا دعاؤں کو سنتا ہے۔ پس اے سُست ایمانو! اور دلوں کے اندھو! جب کہ وہ سن سکتا ہے تو کیا وہ بول نہیں سکتا؟ اور جب کہ سننے میں اس کی کوئی ہتک عزت نہیں تو پھر اپنے بندوں کے ساتھ بولنے سے کیوں اُس کی ہتک عزت ہوگئی؟ ورنہ یہ اعتقاد رکھو کہ جیسا کہ کچھ مدت سے الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے ویسا ہی اُسی مدت سے خدا کی شنوائی پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ اور اب خدا نعوذ باللہ صُمٌّ بُکْمٌ میں داخل ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے مگر کان مرض سے محفوظ ہیں۔ جب کہ وہی بندے ہیں اور وہی خدا ہے اور تکمیلِ ایمان کے لئے وہی حاجتیں ہیں بلکہ اس زمانہ میں جو دلوں پر دہریت غالب ہوگئی ہے بولنے کی اسی قدر ضرورت تھی جس قدر سننے کی۔ تو پھر کیا وجہ کہ سننے کی صفت تو اب تک ہے مگر بولنے کی صفت معطل ہوگئی ہے۔

افسوس کہ چودھویں صدی میں سے بھی بائیس[۲۲] برس گذر گئے اور ہمارے دعوے کا زمانہ ﴿۱۴۵﴾

علٰی صادقٍ فَأْسٌ من الظلم وَ الْاَذٰی صادق پر ظلم اور ایذاء کا تبر چل رہا ہے	فکیف کذوبٌ من ید اللّٰہ یَستُرُ پس کیونکر جھوٹا خدا کے ہاتھ سے چھپ جائے گا
علٰی موتِ عیسٰی صار قومی کحیّۃٍ عیسٰی کی موت پر میری قوم سانپ کی طرح ہوگئی	و کم من سمومٍ اخرجوھا و اظھروا اور بہت سی زہریں نکالیں اور ظاہر کیں
توفّی عیسٰی ثم بَعدَ وفاتہٖ عیسٰی مر گیا اور بعد اس کے	عرا الموتُ عقل جماعتٍ ما تفکّروا اس جماعت کی عقل پر موت آگئی جنہوں نے فکر نہیں کیا
و لو انّ انسانًا یطیر الی السّما اور اگر کوئی انسان آسمان کی طرف پرواز کر سکتا ہے	لکان رسول اللّٰہ اولٰی و اَجدرُ تو اس بات کے لئے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق تھے
اتترک قول اللّٰہ قولا مصرحًا کیا خدا کے قول کو تو ترک کرتا ہے	و اِنّ کتاب اللّٰہ اَھدٰی وَ اَنورُ اور خدا کا کلام بہت ہدایت دینے والا اور بہت روشن ہے
فدَع ذکر اخبارٍ تُخالف قولہ پس ان اخبار کا ذکر چھوڑ دے جو اس کے قول کے مخالف ہیں	و ایّ حدیثٍ بعدہ یُستَأثَرُ اور کون سی حدیث خدا کا کلام چھوڑ کر اختیار کرنے کے لائق ہے
ودع عنک کبرًا مھلکًا وَ اتَّقِ الرَّدٰی اور تکبر ہلاک کرنے والے کو چھوڑ دے ☆	و اِنّ تقاۃ المرء تنجی و تثمرُ بہ تحقیق انسان کی تقوٰی نجات دیتی اور پھل لاتی ہے
أتصبح کالخفّاش اَعمٰی و ما تَرٰی کیا تو صبح کو اُلو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے	و امّا لدی اللیل البھیم فتبصرُ اور اندھیری رات میں دیکھنے لگتا ہے ﴿۱۶۵﴾
اذا ما وجدت الحق بعد ضلالۃٍ جب تو نے گمراہی کے بعد حق پا لیا	فما البر اِلّا ترک ما کنت تؤثرُ تو نیکی اسی میں ہے کہ جو کچھ پہلے تو نے اختیار کر رکھا تھا وہ چھوڑ دے
و لا تبغ حَرَزات النفوس و ھتکھم اور تو برگزیدہ انسانوں کی موت اور ہتک عزت کا خواہاں مت بن	و ھل انت اِلّا دودۃٌ یا مزوّرُ اور تو کیا چیز ہے صرف ایک کیڑا۔ اے دروغ آراستہ کرنے والے

☆ متن مطابق ایڈیشن اوّل ہے۔ ''وَاتَّقِ الرَّدٰی'' کا ترجمہ ''ہلاکت سے بچ'' کاتب کے لکھنے سے رہ گیا ہے (ناشر)

يتراء ى الحق كحوت تسبَح فى الرَّضُراض ويفرغ الصادق من قتل النُّضناض .
حق چنان ظاہر خواہد گشت کہ آن ماہی کہ در آب صافی شناوری میکند و صادق از قتل مار فراغت خواہد یافت۔

هٰذا هو السبيل، وبعد ذالك نستريح ونَقيل .وكل ما تتصلّف من دونه فهو ﴿۱۳۸﴾
راہ ہمین است وبعدازین آرام خواہیم یافت وہرچہ بغیراین لاف ہا میزنی پس آن

صوت كائد من مجونه فأراه أنكرَ من صوت حمار وأضعَفَ من خَطْوِ خُوار .
آواز مکاراست از بیباکی او پس می بینم اورا منکرتر از آوازِ خر۔ وکمزورتر از گام بچہ شتر

وقلتَ إنى فسّرتُ القرآن فاتقِ الله ودَعِ الهذيان .أيها المسكين اما سرَوتَ عن
وگفتی کہ من تفسیر قرآن کردم پس بترس از خدا وبگذار ہذیان را اے مسکین دور نہ کردی از خود

نفسك جلبابَ النوم وعدوتَ إلى إيقاظ القوم .لستَ إلا كالجنين فى
چادر خواب را۔ وشتافتی سوئے بیدارکردن قوم۔نیستی مگر ہمچو جنین در

الظلمات الثلاث ومن المحجوبين. فما لك أن تتكلم كالعارفين وإنك تتقفّى
سہ پردہ تاریکی واز محجوبان۔پس مجال تو نیست کہ ہمچو عارفان کلام کنی وتو تا بانتہا می طلبی

الزخارف فما تدرى المعارف .أيها الغوى إخُذْ حظا من الطبيعة السعيدة،
زخارف دنیارا پس چہ دانی معارف را اے گمراہ از طبیعت سعادتمند حظے بگیر

ولا تحل حَولَ المكيدة. فإن المكر يخزى الماكرين. وإن الله مع الصادقين .اعلم
وگرد مکر گردش مکن۔ چراکہ مکر مکرکنندگان را رسوا میکند وخدا با صادقان است۔ بدان کہ

أنك تخفى شيئا فى قلبك وتبدى شيئا آخر وهذا هو من سِيَر المنافقين .ولست
تو چیزے در دل خود مخفی میداری وچیزے دیگر ظاہر میکنی وہمین است از سیرتہائے منافقان وتو

رجلَ هذا الميدان ثم تدّعى كالمتصلّفين .وإن بارزتنى كالكُماة تجدنى مثقّبك
مرداین میدان نیستی باز ہمچو لاف زنان دعویٰ میکنی واگر بمقابل من ہمچو سواران بیائی مرا یابی کہ بہ نیزہ

بالقناة وإن تغلِبْ أُغنِك بالصِّلات وأُنجك فى معاشك من المشكلات.
ترا بدوزم۔ واگر غالب شوی پس بہ انعام ہا ترا توانگر کنم ودر معاش تو از مشکلات رہائی بخشم

الـحُـلل الإنسانية والديانة الإيمانية، وتبعوه أمثالـه جهلا وحمقا، وما
اور برہنہ اور ایمانی دیانت سے عاری ہے اور اس کے پیرو اسی کی مانند ہیں جو محض جہل اور حمق
كـنـا كـمـجهول لا يُعْرَف، بل كانوا على إسلامنا مطّلعين. وما صرنا
سے اس کے پیچھے ہو لئے اور ہم ایسے نہیں تھے جو ہمارا حال ان سے پوشیدہ ہو بلکہ ہمارے اسلام پر وہ مطلع تھے اور
بتـكـفيـرهـم كـافـريـن عـند الله، ولكن سُبِرَ إيمانهم وتقواهم ومبلغ
ان کے کہنے سے ہم خدا کے نزدیک کافر نہیں ہو گئے مگر ان کا ایمان اور ان کا تقویٰ اور ان کا اندازہ
فهـمهم وعلمهم، وتبيّنَ ما كانوا يسترون، وبَان أنهم كانوا حاسدين.
فہم اور علم سے آزمایا گیا اور جو کچھ وہ چھپاتے تھے وہ سب ظاہر ہوگیا اور کھل گیا کہ وہ حاسد ہیں۔
يا حسرة عـليهـم ما عطف إلينا أحد منهم ليسأل ما أشكل عليه حلمًا
ان پر افسوس کہ ان میں سے ایک بھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا تا اپنی مشکلات کی نسبت حلم
ورفـقًـا، وما سمعْنا صَكّةَ مستفتِحٍ من المسترشدين. ومـا جاء نا أحد
اور رفق سے سوال کرتا اور ہم نے کسی کھٹکھٹانے والے کا کھٹکا نہ سنا جو رشد حاصل کرنے کا طالب ہو اور کوئی
مـنهم بصدق القلب وصحة النيّة، بل بادروا إلى التكفير وكفّروا قبل
ان میں سے ہمارے پاس صدق قلب اور صحت نیت سے نہ آیا بلکہ جھٹ پٹ تکفیر کی طرف دوڑے اور
أن يثبُـت كـفـرنـا. ثـم مـا اقـتـصـروا عـليه بل قالوا إن هؤلاء مرتدون
قبل اس کے جو ہمارا کفر ثابت ہو کافر ٹھہرایا اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ یہ لوگ مرتد
﴿۴﴾ خارجون من الدّين، وفي قتلهم أجر عظيم، ونهبُ أموالهم حلالٌ
اور دین سے خارج ہیں اور ان کا قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے اور ان کا مال لوٹنا اگرچہ چوری سے ہی
طيب ولو بالسرقة، وأخذُ نسائهم وسبيُ ذراريهم عملٌ صالح حسن،
کیوں نہ ہو حلال طیب ہے اور ان کی عورتوں کو پکڑ لینا اور ان کی اولاد کو غلام بنا لینا عمل صالح میں داخل ہے
ومَن انسل بسُحرة وسقط على أحد من مسافريهم كاللصوص فهو
اور جو شخص فجر کو پہلے وقت اٹھے اور جنگل میں نکل جائے اور ان کے مسافروں میں سے کسی پر چوروں کی طرح ڈاکہ مارے

اَ تَعۡصُوۡنَ بَغۡیًا مَّنۡ اَتٰی مِنۡ مَّلِیۡکِکُمۡ وَ قَدۡ تَمَّتِ الۡاَخۡبَارُ وَالۡاٰیُ تَبۡهَرُ

کیا تم محض بغاوت کے رُو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وَقَدۡ قِیۡلَ مِنۡکُمۡ یَاۡتِیَنَّ اِمَامُکُمۡ وَذٰلِکَ فِی الۡقُرۡاٰنِ نَبَأٌ مُّکَرَّرُ

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا۔ اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے

اَتَانِیۡ کِتَابٌ مِّنۡ کَذُوۡبٍ یُّزَوِّرُ کِتَابٌ خَبِیۡثٌ کَالۡعَقَارِبِ یَأۡبُرُ

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن

ذکر علی حائری

فَقُلۡتُ لَکِ الۡوَیۡلَاتُ یَا اَرۡضَ جُوۡلَرَ لُعِنۡتِ بِمَلۡعُوۡنٍ فَاَنۡتِ تُدَمَّرُ

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تَکَلَّمَ هٰذَا النِّکۡسُ کَالزَّمۡعِ شَاتِمًا وَکُلُّ امۡرِءٍ عِنۡدَ التَّخَاصُمِ یُسۡبَرُ ﴿۷۶﴾

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔ اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے

اَ تَزۡعَمُ یَا شَیۡخَ الضَّلَالَةِ اَنَّنِیۡ تَقَوَّلۡتُ فَاعۡلَمۡ اَنَّ ذَیۡلِیۡ مُطَهَّرُ

کیا تو اے گمراہی کے شیخ! یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے؟ پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

اَ تُنۡکِرُ حَقًّا جَآءَ مِنۡ خَالِقِ السَّمَا سَیُبۡدِیۡ لَکَ الرَّحۡمَانُ مَا اَنۡتَ تُنۡکِرُ

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کرے گا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

اِذَا مَا رَاَیۡنَا اَنَّ قَلۡبَکَ قَدۡ غَسَا فَفَاضَتۡ دُمُوۡعُ الۡعَیۡنِ وَالۡقَلۡبُ یَضۡجَرُ

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بے قرار تھا

اَ اَخَذۡتُمۡ طَرِیۡقَ الشِّرۡکِ مَرۡکَزَ دِیۡنِکُمۡ اَهٰذَا هُوَ الۡاِسۡلَامُ یَا مُتَکَبِّرُ

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اے متکبّر!

وَمَا اَنَا اِلَّا نَائِبُ اللّٰهِ فِی الۡوَرٰی فَفِرُّوۡا اِلَیَّ وَ جَانِبُوا الۡبَغۡیَ وَاحۡذَرُوۡا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰهِ یَاۡتِیۡ مِنَ السَّمَا وَمَا کَانَ اَنۡ یُّطۡوٰی وَیُلۡغٰی وَیُحۡجَرُ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہوگا کہ موقوف رکھی جائے گی اور باطل کی جائے گی اور روک دی جائے

نَطَقْتَ بِکِذْبٍ اَیُّھَا الْغُوْلُ شِقْوَۃً خَفِ اللّٰہَ یَاصَیْدَ الرَّدٰی کَیْفَ تَجْسُرُ

اے دیو! تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار! خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے

اَتَقْصِدُ عِرْضِیْ بِالْاَکَاذِیْبِ وَالْجَفَا وَاَنْتَ مِنَ الدَّیَّانِ لَا تَتَسَتَّرُ

کیا جھوٹی باتوں کے ساتھ میری آبرو کا قصد کرتا ہے؟ اور تو سزا دینے والے سے پوشیدہ نہیں ہے

وَاِنْ تَضْرِبَنْ عَلَی الصَّلَاتِ زُجَاجَۃً فَلَا الصَّخْرُ بَلْ اِنَّ الزُّجَاجَۃَ تُکْسَرُ

اور اگر تو شیشہ کو پتھر پر مارے تو پتھر نہیں بلکہ شیشہ ہی ٹوٹے گا

تَعَالٰی مَقَامِیْ فَاخْتَفٰی مِنْ عُیُوْنِکُمْ وَکُلُّ رَفِیْعٍ لَا مَحَالَۃَ یُسْتَرُ

میرا مقام بلند تھا پس تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اور ہر ایک دُور اور بلند بالضرور پوشیدہ ہو جاتا ہے

﴿۷۷﴾ وَفِیْ حِزْبِکُمْ اِنَّا نَرٰی بَعْضَ اٰیِنَا فَاِنَّا دَعَوْنَا حِزْبَکُمْ فَتَأَخَّرُوْا

ہم نے تمہارے گروہ میں بعض نشان اپنے پائے۔ کیونکہ ہم نے تمہارے گروہ کو بلایا اور وہ پیچھے ہٹ گئے

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ ھَلْ تَرٰی مِنْ مَّطَاعِنٍ عَلَیَّ خُصُوْصًا غَیْرَ قَوْمٍ تُطَھَّرُ

اے میرے دشمن! تو سوچ لے کہ کیا ایسے بھی اعتراض ہیں جو خاص مجھ پر وارد ہوتے ہیں۔ اور دوسرے نبیوں پر وارد نہیں ہوئے جن کو تو پاک سمجھتا ہے

وَاَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ بِاٰیَاتِ فَضْلِہٖ لِاَعْمُرَ مَاھَدَّ اللِّئَامُ وَدَعْثَرُوْا

اور خدا نے اپنے نشانوں کے ساتھ مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اس عمارت کو بناؤں جو لئیموں نے اس کو توڑا اور ویران کیا

وَفِی الدِّیْنِ اَسْرَارٌ وَّسُبْلٌ خَفِیَّۃٌ وَیُظْھِرُھَا رَبِّیْ لِعَبْدٍ یُّخَیَّرُ

اور دین میں بھید ہیں اور پوشیدہ راہیں ہیں اور میرا رب وہ بھید اس بندہ پر ظاہر کرتا ہے جس کو چن لیتا ہے

وَکَمْ مِّنْ حَقَائِقَ لَا یُرٰی کَیْفَ شَبْحُھَا کَنَجْمٍ بَعِیْدٍ نُوْرُھَا یَتَسَتَّرُ

اور بہت سی حقیقتیں ہیں جو ان کی صورت نظر نہیں آتی۔ اس ستارہ کی طرح جو دور تر ہے۔ بباعث دوری ان حقائق کا نور چھپ جاتا ہے

فَیَأْتِیْ مِنَ اللّٰہِ الْعَلِیْمِ مُعَلِّمٌ وَیَھْدِیْ اِلٰی اَسْرَارِھَا وَیُفَسِّرُ

پس خدا کی طرف سے ایک معلّم آتا ہے۔ اور اس کے بھید ظاہر کرتا ہے اور بیان فرماتا ہے

وَاِنْ کُنْتَ قَدْ اٰلَیْتَ اَنَّکَ تُنْکِرُ فَکِدْنِیْ لِمَا زَوَّرْتَ فَالْحَقُّ یَظْھَرُ

اور اگر تو نے قسم کھالی ہے کہ تو انکار کرتا رہے گا۔ پس تو جس طرح چاہے اپنی دروغ بازی سے فریب کر اور حق ظاہر ہو کر رہے گا

المراعي المستعذبة. لا يعلمون لطف الأساجيع المستملحة. ولا
اور سرسبز مرغزاروں تک ان کی رسائی کہاں۔ یہ لوگ نمکین سجعوں کا لطف اور آراستہ کلموں کی
لطافة الكلم الموشّحة. يقولون نحن العلماء . ولا يشعرون ما العلم
لطافت کو کیا جانیں۔ مُنہ سے کہتے ہیں کہ ہم علماء ہیں مگر علم اور زیرکی ان کے نزدیک نہیں آئی۔
وما الدهاء . وما كان لي حاجة إلى ذكر هذه القصّة. وإظهار
اور اصل میں مجھے اس قصہ کے بیان کرنے اور اپنے رنج کے اظہار کی کوئی ضرورت نہ
هذه الغصّة. لما لم يكن مدير المنار وحده بدعًا من
تھی اس لئے کہ منار کا ایڈیٹر ہی تو کوئی اکیلا نیا بدگو نہیں بلکہ تمام دشمن ایسی ہی توہین کے
المزدرين والمحقّرين. بل تعوّد العدا كلهم بالتوهين.
عادی ہو رہے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت یافتوں کی راہ سے روک کر
﴿۱۶﴾ ليَصدّوا الناس عن سبيل المهتدين. ويُلحقوهم بالمعتدين.
حد سے نکل جانے والوں میں شامل کر دیں۔ اس قسم کے بہت سے لوگ ان جھگڑوں
وترى كثيرا منهم يوجدون في هذه البلاد. وتعرفهم بقتر
میں ہیں اور اُن کا نشان یہ ہے کہ دشمنی کے مادہ کے جوش سے اُن کے مُنہ سیاہ اور مسخ
رهقت وجوههم من ثور مواد العناد. يذكرونني كمثل ما
ہوئے ہوئے ہیں اس سے تم ان کو پہچان لوگے۔ وہ لوگ میری ایسی ہی تحقیر و تشنیع کرتے
ذكر. ويزدرونني كمثل ما احتقر. فلا ألتفت إليهم ولا إلى
ہیں جیسی منار نے کی۔ مگر مَیں ان کی باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا اور یہ کہتا ہوں کہ
أقوالهم. وأعرض عنهم وأقول جهّال يصرخون بما ضُرِبَ على
جاہل ہیں۔ سر پر کاری ضرب لگی ہے چلائیں نہیں تو کیا کریں اور جب انہیں گمراہی پر اتنا
قذالهم. وأي خير يُرجَى منهم مع إصرارهم على ضلالهم.
اصرار ہے تو ان سے نیکی کی امید کیا کی جائے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ان شریروں کی

ولكن رأيت أن صاحب المنار. عُظّم في أعين هذه الأشرار. و
آنکھ میں منار کے ایڈیٹر کی بزرگی ہے۔اور بعض آگ کے لادوٹٹوؤں نے تو اس کی شہادت کو
أكبر شهادته بعض زاملة النار. وكانوا يذكرونها بالعشي و
بڑی وقعت دی ہے اور رات دن اسی کا ذکر کرتے ہیں۔سو مجھے بھی ان کی پوشیدہ باتیں پہنچ
الأسحار. فبلغني ما يتخافتون. وعثرتُ على ما يُسرّون و
گئیں۔اوران کی سازشوں اور مشورتوں کی اطلاع ملی۔اور معلوم ہوا کہ وہ مجھے ہنستے اور اس
يأتمرون. وأُخبرتُ أنهم يضحكون عليّ وفي كل يوم يزيدون.
میں ہر روز ترقی کر رہے ہیں۔پس جب میں نے دیکھا کہ وہ جنگل کے سراب پر اور زمین کے
فلمّا رأيتُ أنهم اغترّوا بلامع القاع. ويرامع البقاع.و زادوا ﴿۱۷﴾
سفید سنگریزوں پر دھوکا کھا گئے ہیں اور دشمنی اور بگاڑ میں بڑھ گئے ہیں اور ڈر پیدا ہوا کہ ان کا
في العناد والفساد. وخيف أن يعم فتنهم هذه البلاد. ورأيت
فتنہ ان شہروں میں پھیل جائے گا۔اور میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف حقارت کی آنکھ سے
أنهم يرونني بشزر عينيهم. ويصفقون بيديهم. ويأخذونني
دیکھتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں اور مجھے ایک کھلونا سمجھتے ہیں۔اور ہنسی کھیل کے لئے مجھے
كالتلعابة. ويُجعجعون بي للدعابة. ويجعلون كلام المنار كحيلة
محبوس کرتے ہیں اور منار کے کلام کو حیلہ بناتے ہیں میرے جاہل بنانے اور خطا کار ٹھہرانے
للتجهيل والتخطية والاحتقار. شمّرت تشمير من لا
اور حقیر جاننے میں تو پھر مَیں نے بھی ایک پورے مجاہد کی طرح کمر کس لی جو کلہاڑا مارتا
يألو جهادًا. ويضع فأسا في رأس من رمى الجندل عنادًا. و
ہے اُس شخص کے سر میں جو دشمنی سے اس پر پتھر پھینکے۔قسم اُس کی جس کی رحمت
بالذي سبقت رحمته غضبه. وفلّت رأفته عضبه. ما كنتُ
اُس کے غضب پر بڑھ گئی ہے۔ اور جس کی مہربانی نے اُس کی تلوار کُند

منهم خبيث مفسد متفاحش أُخبِرتُ عنه وليتني لم أُخبَرِ

ان میں سے ایک خبیث مفسد بدگو دشنام دہ ہے مجھے اس کی اطلاع دی گئی ہے کاش کہ نہ دی جاتی یعنی اس کا وجود ہی نہ ہوتا

غُولٌ يسبّ نبيَّنا خيرَ الورٰى لُكَعٌ وليس بعالم متبحّرِ ﴿۸۹﴾

ایک شیطان ہے جو ہمارے نبی افضل المخلوقات کو گالیاں دیتا ہے سفلہ نادان فرومایہ ہے اور ایسا نہیں ہے کہ کوئی عالم متبحر حقائق کی تہ تک پہنچنے والا ہو

يا غُولَ باديةِ الضلالة والهوىٰ تهذي هوًى مِن غير عينِ تبصُّرِ

اے گمراہی اور حرص کے جنگل کے شیطان تو محض ہوا پرستی سے بکواس کر رہا ہے اور معرفت کی آنکھ تجھ کو حاصل نہیں

قطّعتَ قلب المسلمين جميعهم كم صارم لك يا عَبِيطُ وخنجرِ

تو نے تمام مسلمانوں کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اے دروغگو جنگجو ہمیں یہ تو بتلا کہ تیرے پاس کتنی تلواریں اور خنجر ہیں

إنا تصبَّرْنا على إيذائكم والنفس صارخة ولم تتصبرِ

ہم نے تو تمہارے دکھ دینے پر بتکلف صبر کیا مگر جان فریاد کر رہی ہے اور صبر نہیں کر سکتی

إنا نرى فتنًا تذيب قلوبنا إنا نرى صورًا تهولُ بمنظرِ

ہم وہ فتنے دیکھ رہے ہیں جو دلوں کو گلاتے ہیں ہم وہ منہ دیکھ رہے ہیں جو ہمیں ڈراتے ہیں

جاء وا كمفترس بنابٍ داعسٍ دحسًا ككلب نابح متشذّرِ

وہ ایک شکار مارنے والے کی طرح نیزہ مارنے والے دانتوں کے ساتھ آئے قوم میں تفرقہ ڈالنے والے ہیں اس کتے کی طرح جو آواز کرتا اور حملہ کرنے کے لئے دم اکٹھی کر لیتا ہے

كانوا ذيابًا ثم وجدوا سَخْلةً في البرّ منفردًا أسيرَ تحسُّرِ

وہ تو بھیڑیئے تھے سو انہوں نے جنگل میں ایک اکیلا برہ پایا جو ماندگی کا مارا ہوا تھا

وترى بطون المفسدين كأنها قِربٌ بما نالوا كمالِ تعَجُّرِ

اور مفسدوں کے پیٹوں کو تو دیکھتا ہے کہ گویا وہ مشکیں ہیں کیونکہ پیٹ اتنے بڑھ گئے کہ ان میں بل پڑتے ہیں

حاذت مطاياهم على أعناقنا حتى تكسّرنَا كعظمٍ أنخَرِ

انہوں نے اپنی سواریوں کو ہماری گردنوں پر سخت دوڑایا یہاں تک کہ ہم بوسیدہ ہڈی کی طرح ہوگئے

فاض العيون من العيون كأنها ماء جرى من عَنْدَمٍ متعصّرِ

آنکھوں سے چشمے جاری ہوگئے گویا کہ وہ دم الاخوین کا پانی ہے جو اس کے نچوڑنے کے وقت چک رہا ہے

اُن کے دل کسی قدر درست ہو گئے ہوں اور اس تنبیہ سے کسی قدر انہوں نے سبق حاصل کر لیا ہو ﴿۴﴾
اور صلح پسندی کی خواہش ظاہر کی ہو۔ مگر پیچھے سے معلوم ہوا کہ یہ خیال ہمارا سراسر غلط تھا اور خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کی نسبت اُن کی بدزبانی اب پہلے سے بھی بہت بڑھ کر ہے کیونکہ پہلے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کسی جلسۂ مذاہب میں جو اپنی طرف سے انہوں نے قائم کیا ہو مسلمانوں کو مدعو کیا ہو اور پھر عین جلسہ کے وقت میں اُن کے بزرگ اور برگزیدہ پیغمبروں کو گالیاں دی ہوں۔ پس یہ پہلا موقعہ ہے جس میں آریوں نے اپنے مکان پر ہمیں بُلا کر اور اُس مجمع میں پانسو[۵۰۰] سے زیادہ مسلمان اکٹھے کر کے پھر گندی گالیوں کے ساتھ اُن کا دل دُکھایا۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کو وہ کسی طرح پوشیدہ نہیں کر سکتے۔

بارہا یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ لوگ تمام برگزیدہ نبیوں کے دشمن ہیں نہ حضرت آدم کو بدگوئی سے چھوڑیں نہ حضرت نوح کو نہ حضرت ابراہیم کو نہ حضرت یعقوب کو نہ حضرت موسیٰ کو نہ حضرت داؤد کو نہ حضرت عیسیٰ کو نہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ اُن کی کتابوں سے ظاہر ہے مگر افسوس کہ یہ بیباکی اور بدگوئی کا تخم بدقسمت دیانند اس ملک میں لایا اور دوسرے آریہ حسب مناسبت اس کے وارث ہوئے۔ خاص کر لیکھرام پشاوری جو محض نادان اور ابلہ تھا اُس کا خاص چیلا بنا۔ خیر وہ زمانہ تو گذر گیا مگر اس وقت مجھے بار بار افسوس آتا ہے کہ آریوں کے حال کے جلسہ میں کس قدر ہم نے نرمی اور ملائمت سے اُن کے بزرگوں کا ذکر کیا تھا جو سراسر صلح کاری سے بھرا ہوا تھا۔ اگر ان لوگوں میں ایک ذرّہ بھی حیا ہوتی اور کچھ بھی شرافت ہوتی تو مسلمانوں کے رُوبرو جو چارسو[۴۰۰] کے قریب معزز اور شریف لوگ اُن کے مضمون کو سن رہے تھے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو مسلمانوں کے ایک مجمع کثیر کے رُوبرو اس قدر گندی گالیاں نہ دیتے کہ بجز نہایت خبیث آدمی کے کوئی شخص ایسے دلآزار اور پُر توہین الفاظ زبان پر نہیں لا سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کا تکبر اور آریوں کی شوخی اور آریوں کی شرارت انتہا تک پہنچ گئی ہے اور اب وہ خدا کی اصلاح اور اس کے آسمانی

﴿۲۱﴾ مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ماسوا اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نااہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہ ہوں۔ میں نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس آدمی ان میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آ گئی۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو۔ اور گندی روحو۔ تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو سچ کہو کہ کیا اس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔ سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہوگئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے پندرہ برس

بے خبر ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مومن صادق پر اس وقت دُکھ اور عذاب کی حالت وارد ہوتی ہے کہ جب نماز کی رقت اور پُر رقت دُعا اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ اسے غافلو یہ تو دینداروں اور راستبازوں کا بہشت ہے نہ کہ عذاب ؎

ہر دم براہ جاناں سوزیست عاشقاں را ز جہاں اچہ دیدہ آنکس کہ ندید ایں جہاں را

۱۰۔ دسواں اعتراض یہ کہ پادری عماد الدین تو ایک جاہل آدمی ہے اور عربی سے بے بہرہ۔ وہ بیچارا عربی کتابوں کا جواب کیونکر لکھتا۔

الجواب۔ ایسا جاہل ایک مدّت دراز سے مولوی کہلاتا تھا اور ہزاروں نادان اس کو مولوی سمجھتے تھے تو کیا اس کی ان تالیفات سے ذلّت نہیں ہوئی اور کیا وہ بباعث عاجز رہ جانے کے اس ہزار لعنت کا مستحق نہ ہوا جو نور الحق کے چار صفحہ میں لکھی گئی۔ ماسوا اس کے اسے حضرت اس سے تو ان تمام پادریوں کی ناک کٹ گئی جو مولوی کہلاتے تھے اور مولویت کے دھوکہ سے جاہلوں پر بد اثر ڈالتے تھے نہ صرف عماد الدین کا ناک۔ کیا ایسی ثابت شدہ ذلّت اور لعنت کی نظیر ہماری جماعت کو بھی پیش آئی۔ آپ عیسائیوں کے حامی تو بنے۔ اب حلفاً پورا پورا جواب دیں۔

۱۱۔ گیارھواں اعتراض یہ ہے کہ ایک ہندو زادہ سعد اللّٰہ نام لدھیانہ سے اپنے اشتہار ۱۶ ستمبر ۱۸۹۴ء میں لکھتا ہے کہ صرف دل میں حق کی عظمت کو ماننا اور اپنے عقائد باطلہ کو غلط سمجھنا کسی طرح عمل خیر نہیں بن سکتا۔ یہ دجّال قادیانی کا ہی کام ہے کہ اس کا نام رجوع بحق رکھے۔

الجواب۔ اسے احمق دل کے اندھے دجّال تو تُو ہی ہے جو قرآن کریم کے برخلاف بیان کرتا ہے اور نیز اپنی قدیم بے ایمانی سے ہمارے بیان کو محرّف کرکے لکھتا ہے۔ ہم نے کب اور کس وقت کہا جو ایسا رجوع جو خوف کے وقت میں ہو اور پھر انسان اس سے پھر جائے نجات اخروی کے لئے مفید ہے۔ بلکہ ہم تو بار بار کہتے

مجموعہ اشتہارات
جلد2 اولڈ ایڈیشن

الجواب۔ بشر تو بشریت سے کبھی منفک نہیں ہوتا لیکن جب بقول آپ کے اسلامی پیشگوئی کی عظمت اور صداقت نے آتھم صاحب کے دل پر اثر کیا اور ان کو ایک شدید خوف میں ڈال دیا تو بموجب تصریح قرآن کریم کے یہ بھی ایک رجوع کی قسم ہے کیونکہ اسلامی پیشگوئی کی تصدیق درحقیقت اسلام کی تصدیق ہے۔ جیسا منجم کی پیشگوئی سے وہ شخص ڈرتا ہے جو نجوم کو کچھ چیز سمجھتا ہے اور رمال کی پیشگوئی سے وہی شخص خائف ہوتا ہے جو رمل کو کچھ حقیقت خیال کرتا ہے۔ اسی طرح اسلامی پیشگوئی سے وہی شخص ہراساں اور لرزاں ہوتا ہے جس کا دل اس وقت اسلام کا مکذب نہیں بلکہ مصدق ہے۔ اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس قدر اسلام کی عظمت اور صداقت کو مان لینا اگرچہ نجات اخروی کے لئے مفید نہیں مگر عذاب دنیوی سے رہائی پانے کے لئے مفید ہے جیسا کہ قرآن کریم نے اس بارہ میں بار بار مثالیں پیش کی ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ ہم نے خوف اور تضرع کے وقت کفار کو عذاب سے نجات دے دی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ وہ پھر کفر کی طرف عود کریں گے۔ پس اسی قرآنی اصول کے موافق آتھم صاحب شدید خوف میں مبتلا ہو کر کچھ دنوں کے لئے موت سے نجات پا گئے کیونکہ انہوں نے اس وقت عظمت اور صداقت اسلامی کو قبول کیا اور رد نہ کیا جیسا کہ علاوہ ہمارے الہام کے ان کا پریشان حال ان کی اس اندرونی حالت پر گواہ رہا۔ اور اگر یہ باتیں صحیح نہیں ہیں اور اسلام کا خدا ان کے نزدیک سچا خدا نہیں تو قسم کھانے سے کیوں وہ بھاگتے ہیں اور کونسا پہاڑ ان پر گرے گا جو انہیں کچل ڈالے گا۔ کیا وہ تجربہ نہیں کر چکے جو ہم جھوٹے ہیں۔ پس جھوٹوں کے مقابل پر تو پہلے سے زیادہ دلیری کے ساتھ میدان میں آنا چاہئیے* مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی جھوٹے اور ان کا مذہب جھوٹا اور ان

---

* حاشیہ۔ بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور ان کے چیلے کہتے ہیں کہ جبکہ ایک مرتبہ عیسائیوں کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آتھم صاحب کا مقابلہ پر آنا انصافاً ان پر واجب نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو۔ کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے پھر کیا آتھم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہیں کیا۔ کیا وہ

کی تائید کی۔ پس چونکہ اس کا کام آگ کا بھڑکانا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا تھا اس لئے اس کا نام ابولہب ہوا، کیونکہ لَهَبُ زبانۂ آتش کو کہتے ہیں اور لسان عرب میں ایک چیز کے موجد کو اس کا باپ قرار دے دیتے ہیں پس چونکہ فتنہ کی آتش کا زبانہ اس شخص سے پیدا ہوا ہے جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اس لئے وہ اس زبانہ آتش کا باپ ہوا اور ابو لھب کہلایا اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس جگہ ابو لھب سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے واللّٰہ اعلم۔ کیونکہ اس نے کوشش کی کہ فتنہ کو بھڑکاوے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر دخل دیتا تو چاہیے تھا کہ ڈرتے ڈرتے دخل دیتا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی مجدد وقت کی کسی کو سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل ﴿۳۴﴾ کے ساتھ اس مسئلہ میں بحث کرے۔ مگر عداوت اور بدزبانی تک اس معاملہ کو نہ پہنچاوے کہ انجام اس کا سلب ایمان اور اَبُوْ لَھَبْ کا خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اس فتنہ میں جو تجھے ایذا پہنچے گی وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ترقی مدارج ابتلا ہی سے ہوتی ہے، ضرور ہے کہ مومن آزمایا جائے اور اس کو دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اس کے حق میں کہیں اور اس سے ہنسی اور ٹھٹھہ ہو، جب تک کہ تقدیر اپنے وقت مقدر تک پہنچ جائے۔

اب حضرات منصفین اس پیشگوئی پر بھی انصافاً نظر ڈالیں کہ یہ قریباً سولہ برس سے کتاب بَرَاھِیْن اَحْمَدِیَّہ میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان اور عرب تک شائع ہو چکی ہے۔ کیا یہ صاف اور صریح لفظوں میں اس واقعہ کی خبر نہیں دیتی جس میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی صفت علماء نے اپنے

کو لعنتی اور جہنمی اور ناری سمجھتے ہیں۔ اے شریر مولویو ذرہ مرنے کے بعد دیکھنا کہ اس جلد بازی کی شرارت کا تمہیں کیا پھل ملتا ہے۔ کیا تم نے ہمارا سینہ چاک کیا اور دیکھ لیا کہ اندر کفر ہے ایمان نہیں اور سینہ سیاہ ہے روشن نہیں۔ ذرہ صبر کرو اس دنیا کی عمر کچھ بہت لمبی نہیں۔

تمہارے نزدیک صرف چند فتنہ انگیز مولوی جو اسلام کے لئے جائے عار ہیں مسلمان ہیں اور باقی سارا جہان کافر۔ افسوس کہ یہ لوگ کس قدر سخت دل ہو گئے۔ کیسے پردے ان کے دلوں پر پڑ گئے۔ یا الٰہی اس امت پر رحم کر اور ان مولویوں کے شرّ سے ان کو بچالے اور اگر یہ ہدایت کے لائق ہیں تو ان کی ہدایت کر ورنہ ان کو زمین پر سے اٹھالے تا زیادہ شر نہ پھیلے اور یہ لوگ درحقیقت مولوی بھی تو نہیں ہیں تبھی تو ہم نے ان لوگوں کے سرگروہ اور امام الفتن اور استاد شیخ محمد حسین بطالوی کو اپنے رسالہ نور الحق میں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اگر اس کو عربیت میں کوئی حصہ نصیب ہے تو اس رسالہ کی نظیر بنا کر پیش کرے اور پانچ ہزار روپیہ انعام پاوے مگر شیخ نے اس طرف منہ بھی نہیں کیا حالانکہ شیخ مذکور ان تمام لوگوں کے لئے بطور استاد کے ہے اور اُسی کی تحریکوں سے یہ مُردے جنبش کر رہے ہیں۔ ﴿۲۴﴾

ہم بار بار کہتے ہیں اور زور سے کہتے ہیں کہ شیخ اور یہ تمام اُس کی ذریات محض جاہل اور نادان اور علوم عربیہ سے بے خبر ہیں۔ ہم نے تفسیر سورۃ الفاتحہ انہیں لوگوں کے امتحان کی غرض سے لکھی اور رسالہ نور الحق اگرچہ عیسائیوں کی مولویت آزمانے کے لئے لکھا گیا مگر یہ چند مخالف یعنی شیخ محمد حسین بطالوی اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے میاں رسل بابا وغیرہ جو مکفر اور بدگو اور بدزبان ہیں اس خطاب سے باہر نہیں ہیں۔ الہام سے یہی ثابت ہوا ہے کہ کوئی کافروں اور مکفروں سے رسالہ نور الحق کا جواب نہیں لکھ سکے گا۔ کیونکہ وہ جھوٹے اور کاذب اور مُفتری اور جاہل اور نادان ہیں۔

اگر یہ ہمارے الہام کو الہام نہیں سمجھتے اور اپنے خبیث باطن کی وجہ سے اس کو ہماری بناوٹ

کو لعنتی اور جہنمی اور ناری سمجھتے ہیں۔ اے شریر مولویو ذرہ مرنے کے بعد دیکھنا کہ اس جلد بازی کی شرارت کا تمہیں کیا پھل ملتا ہے۔ کیا تم نے ہمارا سینہ چاک کیا اور دیکھ لیا کہ اندر کفر ہے ایمان نہیں اور سینہ سیاہ ہے روشن نہیں۔ ذرہ صبر کرو اس دنیا کی عمر کچھ بہت لمبی نہیں۔

تمہارے نزدیک صرف چند فتنہ انگیز مولوی جو اسلام کے لئے جائے عار ہیں مسلمان ہیں اور باقی سارا جہان کافر۔ افسوس کہ یہ لوگ کس قدر سخت دل ہو گئے۔ کیسے پردے ان کے دلوں پر پڑ گئے۔ یا الٰہی اس امت پر رحم کر اور ان مولویوں کے شرّ سے ان کو بچالے اور اگر یہ ہدایت کے لائق ہیں تو ان کی ہدایت کر ورنہ ان کو زمین پر سے اٹھالے تا زیادہ شر نہ پھیلے اور یہ لوگ درحقیقت مولوی بھی تو نہیں ہیں تبھی تو ہم نے ان لوگوں کے سرگروہ اور امام الفتن اور استاد شیخ محمد حسین بطالوی کو اپنے رسالہ نور الحق میں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اگر اس کو عربیت میں کوئی حصہ نصیب ہے تو اس رسالہ کی نظیر بنا کر پیش کرے اور پانچ ہزار روپیہ انعام پاوے مگر شیخ نے اس طرف منہ بھی نہیں کیا حالانکہ شیخ مذکور ان تمام لوگوں کے لئے بطور استاد کے ہے اور اُسی کی تحریکوں سے یہ مُردے جنبش کر رہے ہیں۔ ﴿۴۴﴾

ہم بار بار کہتے ہیں اور زور سے کہتے ہیں کہ شیخ اور یہ تمام اُس کی ذریات محض جاہل اور نادان اور علوم عربیہ سے بے خبر ہیں۔ ہم نے تفسیر سورۃ الفاتحہ انہیں لوگوں کے امتحان کی غرض سے لکھی اور رسالہ نور الحق اگرچہ عیسائیوں کی مولویت آزمانے کے لئے لکھا گیا مگر یہ چند مخالف یعنی شیخ محمد حسین بطالوی اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے میاں رسل بابا وغیرہ جو مکفّر اور بدگو اور بدزبان ہیں اس خطاب سے باہر نہیں ہیں۔ الہام سے یہی ثابت ہوا ہے کہ کوئی کافروں اور مکفروں سے رسالہ نور الحق کا جواب نہیں لکھ سکے گا۔ کیونکہ وہ جھوٹے اور کاذب اور مُفتری اور جاہل اور نادان ہیں۔

اگر یہ ہمارے الہام کو الہام نہیں سمجھتے اور اپنے خبیث باطن کی وجہ سے اس کو ہماری بناوٹ

تک بھی پڑھ جاتے ہیں پرلے درجہ کے متکبر اور ریا کار اور خود بین اور نفسانی اغراض سے بھرے ﴿۹﴾
ہوئے ہوتے ہیں۔ اور نیز بباعث گم گشتہ طریق اور غبی ہونے کے نادان بھی پرلے سرے کے
اس لئے اس نے باوا صاحب کے حالات کو اپنے نفس کے حالات پر قیاس کر کے بکواس کرنا
شروع کر دیا۔ اور اپنے خبث مادہ کی وجہ سے سخت کلامی اور بدزبانی اور ٹھٹھے اور ہنسی کی طرف مائل
ہوگیا۔ اس لئے ہر یک محقق جو باوا صاحب سے محبت رکھتا ہے نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اسی
نادان پنڈت کے اشتعال دہی کی وجہ سے یہ حق رکھتا ہے کہ سچے واقعات کے اظہار سے اس کی
پردہ دری بھی کرے۔ اور صاحبو ہم اس بات کے کہنے سے ہرگز رک نہیں سکتے کہ جو حقیقی معرفت
کا حصہ باوا صاحب کو ملا تھا اس سے یہ خشک دماغ پنڈت بکلی بے نصیب اور بے بہرہ تھا۔
ہر یک کو یہ مان لینا ضروری ہے کہ باوا صاحب کو اس لطیف عقل میں سے عنایت ازلی نے حصہ
دے دیا تھا۔ جس کے ذریعہ سے انسان روحانی عالم کی باریک راہوں کو دیکھ لیتا اور اس حق ذات
کی محبت میں ترقی کرتا اور اپنے تئیں ہیچ اور ناچیز سمجھتا ہے مگر کیا اس عقل سے اس پنڈت کو بھی کچھ
حصہ ملا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اس کی کتابوں کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہی موٹی سمجھ کا
آدمی اور باایں ہمہ اول درجہ کا متکبر بھی تھا۔ باوا نانک کی طرف جو تعلیمیں منسوب کی جاتی ہیں ان
میں سے ٹھیک ٹھیک ان کی تعلیم وہی ہے جو توحید اور ترک دنیا پر مشتمل ہے اور جو مشرکانہ خیالات یا
کہانیاں اور خلاف حق باتیں ہیں۔ وہ ان کی طرف ہرگز منسوب نہیں ہوسکتیں۔ ہم کو اقرار کرنا
چاہئے کہ باوا صاحب نے اس سچی روشنی پھیلانے میں جس کے لئے ہم خدمت میں لگے ہوئے
ہیں وہ مدد کی ہے کہ اگر ہم اس کا شکر نہ کریں تو بلاشبہ ناسپاس ٹھہریں گے۔ یہ بات ہمیں تخمیناً تیس
برس کے عرصہ سے معلوم ہے کہ باوا صاحب الٰہی دین کے ایک پوشیدہ خادم تھے اور ان کے دل
میں ایک سچا نور تھا جس کو انہوں نے نااہلوں سے چھپا رکھا تھا۔ ان کے دل میں ان باتوں کا
ایک گہرا یقین ہوگیا تھا کہ دنیا میں ایک اسلام ہی مذہب ہے جس میں خدائے واحد لاشریک

پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیۂ معکوسہ اور نبی اولوالعزم کی ایک ہتک ہے۔ اور یہ کہنا کہ ان سب باتوں کو وہ اپنا فخر سمجھیں گے بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ لیکن اگر آسمان سے نازل نہ ہوں تو یہ اُن کی وجاہت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ[1] غرض واپس آنے میں کوئی وجاہت نہیں بلکہ بقول شیخ سعدی۔ سخت است پس از جاہ تحکم بُردن۔ دوسرے کے حکم کے نیچے اسلام کی خدمت کریں گے۔ اور مجدّد صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ’’علماءِ اسلام ان کے منکر ہو جائیں گے اور قریب ہے کہ اُن پر حملہ کریں۔‘‘ دیکھو یہ خوب وجاہت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ملّا مقابلہ کے لئے اُٹھیں گے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ **حجج الکرامہ** میں ہے کہ اُن کی تکفیر بھی ہوگی کیونکہ مہدی اور اُس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور علماء امت اس کو کافر اور کذّاب اور دجّال کہیں گے۔ پس جب کہ مہدی موعود مع اپنی جماعت کے کافر اور دجّال ٹھہرائے جائیں گے تو اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا کیونکہ وہ مہدی اور اس کی جماعت سے الگ نہیں ہوں گے۔ اب دیکھو کہ آثار صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو نالائق بد بخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجّال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ اُن کی نسبت لکھا جائے گا۔ اب انصافاً سوچو کہ کیا یہی وجاہت ہے جس کے لئے مسیح کو دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے؟ کیا ناچیز اور ذلیل ملاؤں سے گالیاں کھانا اور کافر اور دجّال کہلانا یہی وجاہت ہے؟ آثار صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی جس قدر پلید ملاؤں کے ہاتھ سے بے عزتی ہوگی اور جس قدر وہ ناپاک طبع مولویوں کے مُنہ سے کافر اور فاسق اور دجّال کے الفاظ سنیں گے وہ نہایت درجہ کی ہتک ہوگی جو پلید طبع مولوی فتوے لکھنے والے کریں گے اور خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہو گا۔ آثارِ صحیحہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت کے مولوی تمام رُوئے زمین کے انسانوں سے بدتر اور پلید تر ہوں گے کیونکہ وہ مسیح جیسے راستباز کو کافر اور دجّال ٹھہرائیں گے۔ غرض مسیح موعود کو ﴿۱۶۶﴾

[1] القمر:۵۶

مباہلہ کے بعد میری بد دعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں ﴿۲۱﴾

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ماسوا اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نا اہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہ ہوں۔ میں نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس آدمی ان میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آ گئی۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو۔ اور گندی روحو۔ تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو سچ کہو کہ کیا اس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔ سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہوگئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے پندرہ برس

اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا ﴿۵۸﴾
کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ[1] میری فتح
ہو۔ **فَمُت یاعَبْد الشیطان الموسُوم بعبد الحق. فان اللّٰہ معزنی و مذلک و مکرمنی و مھینک و ان اللّٰہ لا یحبّ الظالمین۔**

کمال افسوس ہے جو میں نے سنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ایک بدبخت محمد سعید دہلوی جو مرتد ہوگیا ہے اور اسکا بھائی کبیر جواب دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام کوٹلہ مالیر فوت ہوگیا ہے یہ دونوں واقعہ عبدالحق کے مباہلہ کا اثر ہیں۔ اب مسلمانو! سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ اے بدبخت مفتریو! خبیث محمد سعید یا اسکے بھائی سے میری کوئی قرابت نہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ نہ ہمارا کوئی رشتہ ہے نہ ان سے کچھ غرض تعلق ہے کیا عبدالحق کے مباہلہ کا اثر ایک تیسرے گھر پر گرا جس کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد بہت ذلیل ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے ان کو ایسے ایسے جھوٹے منصوبے تراشنے پڑے اگر عبدالحق کی روسیاہی کے دھونے کیلئے ایسے ہی جھوٹے منصوبے بنانے تھے تو دہلی کے غیر معروف دو لونڈوں کا ذکر بے فائدہ تھا۔ ہماری دانست میں بہتر یہ تھا کہ آج کل جو بمبئی میں ہزار ہا لوگ طاعون سے مر رہے ہیں اُس کو عبدالحق کے مباہلہ کا اثر ٹھہرا کر اس مضمون کا اشتہار شائع کر دیتے کہ ”چونکہ منشی زین الدین محمد ابراہیم (جو نہایت درجہ مخلص ایں جانب اور سلسلہ بیعت میں داخل ہیں) بمبئی میں رہتے ہیں لہٰذا مناسب تھا کہ مباہلہ کا اثر اسی شہر پر نہ کسی اور جگہ پڑتا“ نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد جس قدر خدا تعالیٰ نے ہمیں ترقی دی۔ ہماری[۱] قبولیت زمین پر پھیلا دی۔ ہماری[۲] جماعت کو ہزار ہا تک پہنچایا۔ ہماری[۳] علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا۔ الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہوگئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور[۵] نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔ اور[۶] پھر خدا نے پیشگوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ ہزار[۷] ہا روپیہ تک مالی فتوحات مجھ پر کیں۔ اور جلسہ[۸] مذاہب میں جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا ہماری تقریر کی وہ قبولیت ظاہر کی کہ انگریزی اخبار بول اٹھے کہ ہاں یہی تقریر غالب رہی اس کو معجزہ سمجھ کر بعض جوانمرد مسلمانوں نے روپیہ بھیجا جیسا کہ میاں اللہ دتا صاحب سیالکوٹی نے کل ۱۵ جنوری ۱۸۹۷ء کو اسی خوشی سے سو[۹] روپیہ بھیج دیا۔ اور اس روز ہماری وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کی نسبت بذریعہ اشتہار شائع کی گئی تھی کہ یہ مضمون سب پر غالب آئے گا۔

کیا اس عزت اور ان تمام الہاموں کے پورا ہونے سے اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی

[1] المجادلۃ: ۲۲

اے بدبخت مفتریو	ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸	خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲
اے ظالم	انجام آتھم ص ۲۱/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۲۱
ایہا المکذبون الضالون	انجام آتھم ص ۲۲۴	خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۴
اے شیخ احمقان	انجام آتھم ص ۲۴۱	خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱
ایہا الشیخ الضال	انجام آتھم ص ۲۵۱	خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱
اے بدقسمت انسان	آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۶	خزائن ج ۵ ص ۳۰۶
اوّل درجہ کے کاذب	آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰۱	خزائن ج ۵ ص ۶۰۱
اے اس زمانہ کے ننگ اسلام	آئینہ کمالات اسلام ص دال	خزائن ج ۵ ص ۶۰۸
اے کوتاہ نظر	آئینہ کمالات اسلام ص دال	خزائن ج ۵ ص ۶۰۸
اے نفسانی	ازالہ اوہام ج ۱ ص ۵	خزائن ج ۳ ص ۱۰۵
اے خشک	ازالہ اوہام ص ۱۱۷/ح	خزائن ج ۳ ص ۱۵۷
اے اندھے	ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۳	خزائن ج ۲۱ ص ۱۶۶
اے دیوانہ	ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۵۶	خزائن ج ۲۱ ص ۳۲۴
اے دروغ آراستہ کرنے والے	ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۶۵	خزائن ج ۲۱ ص ۳۳۲
اے عجمی	مواہب الرحمٰن ص ۱۳۱	خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۲
اے مسکین	مواہب الرحمٰن ص ۱۳۸	خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۹
انسانیت کے پیرایہ سے بے بہرہ اور برہنہ	نور الحق ج ۱ ص ۳	خزائن ج ۸ ص ۴
اغوا کرنے والے محمد حسین	اعجاز احمدی ص ۵۷	خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۹
اکڑباز	الہدیٰ والتبصرہ ص ۸	خزائن ج ۱۸ ص ۲۵۳
اے بے ایمانو	اشتہار انعامی تین ہزار ص ۵	مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۹
اندھے پادریوں	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۳/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸

Scanned with CamScanner

اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا ﴿۵۸﴾
کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ [1] میری فتح ہو۔ **فَمُتْ یا عَبْدَ الشیطان الموسُوم بعبد الحق. فان اللّٰہ معزنی ومذلک ومکرمنی ومھینک وان اللّٰہ لا یحبّ الظالمین۔**

کمال افسوس ہے جو میں نے سنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ایک بدبخت محمد سعید دہلوی جو مرتد ہوگیا ہے اور اسکا بھائی کبیر جواب دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام کوٹلہ مالیر فوت ہوگیا ہے یہ دونوں واقعہ عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ہیں۔ اب مسلمانو! سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ اے بدبخت مفتریو! خبیث محمد سعید یا اسکے بھائی سے میری کوئی قرابت نہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ نہ ہمارا کوئی رشتہ ہے نہ ان سے کچھ غرض تعلق ہے کیا عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ایک تیسرے گھر پر گرا جس کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد بہت ذلیل ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے ان کو ایسے ایسے جھوٹے منصوبے تراشنے پڑے اگر عبد الحق کی روسیاہی کے دھونے کیلئے ایسے ہی جھوٹے منصوبے بنانے تھے تو دہلی کے غیر معروف دو لونڈوں کا ذکر بے فائدہ تھا۔ ہماری دانست میں بہتر یہ تھا کہ آج کل جو بمبئی میں ہزارہا لوگ طاعون سے مر رہے ہیں اُس کو عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ٹھہرا کر اس مضمون کا اشتہار شائع کر دیتے کہ ”چونکہ منشی زین الدین محمد ابراہیم (جو نہایت درجہ مخلص ایں جانب اور سلسلہ بیعت میں داخل ہیں) بمبئی میں رہتے ہیں لہٰذا مناسب تھا کہ مباہلہ کا اثر اسی شہر پر نہ کسی اور جگہ پڑتا۔“ نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد جس قدر خدا تعالیٰ نے ہمیں ترقی دی۔ [۱] ہماری قبولیت زمین پر پھیلا دی۔ [۲] ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچایا۔ [۳] ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا۔ [۴] الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہوگئے یعنی دوسری بیوی سے۔ [۵] اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔ [۶] اور پھر خدا نے پیشگوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ [۷] ہزارہا روپیہ تک مالی فتوحات مجھ پر کیں۔ اور [۸] جلسہ مذاہب میں جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا ہماری تقریر کی وہ قبولیت ظاہر کی کہ انگریزی اخبار بول اٹھے کہ ہاں یہی تقریر غالب رہی اس کو معجزہ سمجھ کر بعض جوانمرد مسلمانوں نے روپیہ بھیجا جیسا کہ میاں اللہ دتا صاحب سیالکوٹی نے کل ۱۵ جنوری ۱۸۹۷ء کو اسی خوشی سے سو روپیہ بھیج دیا۔ اور [۹] اس روز ہماری وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کی نسبت بذریعہ اشتہار شائع کی گئی تھی کہ یہ مضمون سب پر غالب آئے گا۔

کیا اس عزت اور ان تمام الہاموں کے پورا ہونے سے اب تک عبد الحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی

[1] المجادلة: ۲۲

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ پھر بھی آتھم نے درگذر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے۔ ﴿۲۱﴾

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک مدعا علیہ کے ایسے بیان پر کر سکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو۔ اگر اس نے ان حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا اور نہ بیان کر سکا یہاں تک کہ پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

بقیہ حاشیہ

پھر ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اس کے ہم خیال آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔ لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس نے پیچھے سے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنا لیا۔ عدالت میں نالش کر کے ان حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا کیونکہ اس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیانہ اور فیروز پور میں جو بقول آتھم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر تھا۔

اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔

إلَى الفساد، ویتزایدون فی الخبث والعناد، فینزل یومئذ الأمر المقدر ﴿۲۲۴﴾

رجوع خواہند کرد۔ و در خبث و عناد ترقی خواہند نمود۔ پس آن روز امر مقدر از خدا تعالیٰ نازل خواہد شد

من رب العباد. لا رادَّ لما قضیٰ، ولا مانِعَ لما أعطی. وإنی أراهم

ہیچکس قضاء او را رد نتواند کرد۔ و عطائے او را منع نتواند نمود۔ و من می بینم

أنهم قد مالوا إلی سِیَرِهم الأولیٰ، وَقست قلوبهم

کہ اوشان سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند۔ و دلہائے شان سخت شد

کما هی عادة النَّوکَی، ونسوا أیام الفزع وعادوا إلی التکذیب والطغویٰ،

چنانکہ عادت جاہلان است۔ و ایام خوف را فراموش کردند۔ و سوئے زیادتی و تکذیب عود نمودند

فسَینزل أمْر اللّٰه إذا رأیٰ أنهم یَتزایدون، وما کان اللّٰه

پس عنقریب امر خدا برایشان نازل خواہد شد چون خواہد دید کہ ایشان در غلو خود زیادت کردند۔

أن یعذّب قومًا وهم یخافون.

وخدا قومے را عذاب نمی کند چون می بیند کہ ایشان می ترسند۔

فاعْلموا أیّها المکذّبون الغَالون، أن صدقنا سیُشرِق

پس بدانید اے مکذبان و غلو کنندگان کہ صدق من ہمچو آفتاب روشن

کذُکاءٍ فی الضیاء، وزُورکم یفشو إلی ضواحی الزوراء، أتمنعون

خواہد شد۔ و دروغ شما تا کنار ہائے بغداد منتشر خواہد شد۔ آیا شما آنچہ

ما أراد اللّٰه ذو العزة والعلاء؟ أیبلغ مکرکم إلی ذُرَی السَّماء؟ فکیدوا کل

خدا خواستہ است آن را منع می کنید۔ آیا مکر شما تا بلندی آسمان خواہد رسید۔ پس ہر مکرے

کید کان عندکم ولا تُمهِلونِ فی الإیذاء، ثم انظروا إلی نصرة ربّ العالمین.

کہ میدارید بمن کنید۔ و مرا مہلت ندہید۔ باز نصرت خدا تعالیٰ را بہ بینید۔

یا حَسْرةً علٰی علماء هذا الزمان! ما بقی فیهم نور فراسة وغاض دَرُّ الإمعان،

اے حسرت بر علماء این زمانہ ہیچ نور فراست در ایشان نماند و شیر فکر کردن ایشان فرو رفت

﴿۲۴۱﴾

ومَن المعترضين المذكورين شيخٌ ضالٌ بطالويٌ وجارٌ غويٌ، يقال له
ویکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست۔ او را
محمّد حُسَيْن، وقد سبق الكلَّ في الكذب والمَين. وإنه أبى
محمد حسین مے گویند۔ واز ہمہ در دروغ و ناراستی سبقت بردہ است۔ و او انکار کرد
واستكبر، وأشاع الكبر وأظهر، حتى قيل إنه إمام المستكبرين ورئيس
وتکبر نمود وتکبر را شائع کرد وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبران است۔ و رئیس
المعتدين، ورأس الغاوين. هو الذي كفّرني قبل أن يكفّر الآخرون، واعترض
تجاوز کنندگان۔ وسر گمراہان است۔ او ہمان شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت۔ وبر کتابہائے
على كتبي وأظهر جهله المكنون. فقال إن تلك الكتب مشحونة من الأغلاط،
من اعتراض کرد۔ وجہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از غلطی ہا پر ہستند ودرگل
وساقطة في وحل الانحطاط، وليست كماءٍ مَعين. وإن هذا الرجل من
انحطاط فرو افتادہ اند۔ وہچو آب صافی نیست۔ واین شخص از جاہلان است
الجاهلين، وكل ما يوجد في كتبه مِن مُلحها وقيافيها، فليس قريحتُه حجرَ
وہرچہ از کلمات نمکین وقافیہ ہا در کلام او یافتہ می شود۔ پس آن طبعزاد او و
أثافيها، بل تلك كَلِمٌ خرجت من أقلام الآخرين.
سنگ طبیعت او نیست بلکہ این کلمات از قلمہائے دیگران بر آمدہ اند۔
فقلتُ: يا شيخَ النوكى، وعدوَّ العقل والنُّهى، إن كتبي مبرّأة مما
پس گفتم کہ اے شیخ احمقان ودشمن عقل و دانش۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من از آنچہ گمان کردی
زعمتَ، ومنزّهة عما ظننت، إلّا سهو الكاتبين، أو زيغ القلم بتغافُل مِنّي لا
بری ہستند۔ واز آنچہ زعم تست منزہ ہستند۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ مثل جہل جاہلان

﴿۲۵۱﴾ ثمّ اعلم أيها الشيخ الضال، والدّجال البطّال، أنّ الثمانية الذين هم

باز اے شیخ گمراہ ودجال بطال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار عُودک، ووَقودُ وُقودِک، الذين أُدخِلوا فی التسعة المخاطبين، فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو۔ وہیزم آتش افروختہ تو ہستند آنانکہ در نُہ۹ مخاطبان داخل اند۔ پس یکے از آنہا

شيخک الضال الكاذب نذيرُ المبشّرين، ثم الدهلوی ☆ عبد الحق

شیخ گمراہ و دروغگوتست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان رامی ترساند۔ باز عبد الحق دہلوی کہ

رئيس المتصلفين، ثم عبد الله التونكی، ثم أحمد علی السهارنفوری من المقلّدين،

رئیس لاف زنان است۔ باز عبد اللہ ٹونکی۔ باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتكبّرين الذی أضاع دينه بالكبر والتوهين، ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری ست کہ از تکبر وتوہین دین خود را ضائع کرد۔ باز محمد حسن

الأمروهی الذی أقبلَ علیّ إقبالَ مَن لِبس الصفاقة وخلَع الصداقة،

امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد۔ واز راستی خود را دور افگند۔

☆ الحاشية: هذا الرجل لا يحسب العربية المباركة ام الالسنة. بل هی

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد۔ بلکہ عربی

عنده مستخرجة من العبرية. التی هی لها كالفُضلة. ويستيقن ان اثبات

نزدیک اوازعبرانی خارج کردہ شدہ است۔ حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است۔ واین شخص یقین می کند

هذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح. او كزندة مستعسرة الاقتداح. مع انا

کہ عربی راام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد۔ یا مثل سنگے است کہ ازان آتش بیرون نتواند آمد

فرغنا من فتح هذا الميدان. فی كتابنا منن الرحمٰن. وسوف

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم۔ واین فراغت در کتاب

﴿۳۰۶﴾ اپنے اوپر وارد کر رہے ہیں۔ میں نے ہرگز کسی کے پاس یہ نہیں کہا کہ اس کا مصداق آپ ہیں اور جو بعض درشت کلمات کی آپ شکایت کرتے ہیں یہ بھی بے جا ہے۔ آپ کی سخت بدزبانیوں کے جواب میں آپ کے کافر ٹھہرانے کے بعد آپ کے دجال اور شیطان اور کذاب کہنے کے بعد اگر ہم نے آپ کی موجودہ حالت کے مناسب آپ کو کچھ حق حق کہہ دیا تو کیا بُرا کیا آخر وَاغۡلُظۡ عَلَیۡهِمۡ [1] ۔کا بھی تو ایک وقت ہے۔

آپ کا یہ خیال کہ گویا یہ عاجز براہین احمدیہ کی فروخت میں دس ہزار روپیہ لوگوں سے لیکر خورد برد کر گیا ہے۔ یہ اس شیطان نے آپ کو سبق دیا ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ میری نیت میں براہین کا طبع کرنا نہیں۔ اگر براہین طبع ہو کر شائع ہو گئی تو کیا اس دن شرم کا تقاضا نہیں ہو گا کہ آپ غرق ہو جائیں۔ ہر یک دیر بدظنی پر مبنی نہیں ہو سکتی اور میں نے تو اشتہار بھی دے دیا تھا کہ ہر یک مستعجل اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے اور بہت سا روپیہ واپس بھی کر دیا۔ قرآن کریم جس کی خلق اللہ کو بہت ضرورت تھی اور جو لوح محفوظ میں قدیم سے جمع تھا تئیس ۲۳ سال میں نازل ہوا اور آپ جیسے بدظنیوں کے مارے ہوئے اعتراض کرتے رہے کہ لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً [2] ۔

قولہ جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے اس دن سے آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف جھوٹ سے خالی نہیں۔

اقول اے شیخ نامہ سیاہ۔ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں اور کیا لکھوں، خدائے تعالیٰ تجھ کو آپ ہی جواب دیوے کہ اب تو حد سے بڑھ گیا۔ **اے بدقسمت انسان** تو ان بہتانوں کے ساتھ کب تک جئے گا۔ کب تک تو اس لڑائی میں جو خدا تعالیٰ سے لڑ رہا ہے موت سے بچتا رہے گا۔ اگر مجھ کو تو نے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغ گو سمجھا تو

[1] التحریم:۱۰ [2] الفرقان:۳۳

خونؔ بھی کئے اور مال بھی لوٹے تو وہ کیونکر نبی صادق ٹھہر سکتا ہے تو ایسے جاہل کا یہی جواب ہوگا کہ اپنے ان کامل نوروں کی وجہ سے جو بجز راستباز کے کسی کو نہیں مل سکتے۔ عقلمند انسان ان نوروں کی چمک دیکھ کر ان امور کی صحیح تاویل آپ اپنی عقل خداداد سے سمجھ لے گا۔ اور جاہل اعتراضوں پر جمے گا۔ اور سیدھا جہنم کی طرف جائے گا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر خدا تعالیٰ کا حق غالب ہے اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کی ملک ہے۔ پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی ملک اصل مالک کی طرف عود کرتی ہے۔ پھر اس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا توسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچاوے۔ اور یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ تجلی قہری نازل فرماوے۔ بات ایک ہی ہے۔ اسی طرح خضر کے کاموں کی مانند ہزاروں امور ہوتے ہیں جو انبیاء اور محدثین پر ان کی خوبی ظاہر کی جاتی ہے اور وہ ان کاموں کیلئے مامور کئے جاتے ہیں اور ان کے کاموں میں جو لوگ عجلت سے مخالفانہ دخل دیتے ہیں۔ وہی ہیں جو ہلاک ہوتے ہیں۔ ﴿۶۰۱﴾

قولہ۔ اس عاجز کی باون سال کی عمر پر پہنچ کر فوت ہونے کی پیشگوئی آپ نے کی ہے یا نہیں۔

اقول ۔ میں نے آپ کی نسبت یہ پیشگوئی ہرگز نہیں کی۔ اگر کسی نے میری طرف سے کہا ہے تو اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ اور آپ کی سراسر یہ بددیانتی اور خیانت ہے کہ بغیر اس کے جو مجھ سے دریافت کرتے یا میری کسی تحریر میں پاتے۔ ناحق بے وجہ یہ الزام میرے پر لگا دیا۔

قولہ ۔ بعض مرید آپ کے شراب پیتے ہیں۔ اور کیا آپ کے بڑے معاون اور مرید نے آپ کے مکان پر شراب نہیں پی۔

اقول ۔ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین اب ثابت کرو کہ کس نے میرے مکان پر شراب پی۔ اور میرے بیعت کنندوں میں سے کون شراب پیتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت کے بعد معاً ایک پاک تبدیلی اپنے چال چلن میں دکھلاتے ہیں۔ وہ نماز کے پابند ہوتے ہیں اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیتے ہیں۔ اور صادق پرہیزگاروں کو اس بات کی کچھ بھی حاجت نہیں کہ کوئی ان کو نیک کہے۔ خدا تعالیٰ دلوں کو دیکھ رہا ہے اور اس کا دیکھنا کافی ہے۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق ایک ایسا معیار ذیل میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں جس سے بخوبی کھل جائے کہ یہ عاجز مؤید من اللہ ہے اور حضرت بٹالوی صاحب اول درجہ کے کاذب اور دجال اور رئیس المتکبرین ہیں اور وہ تقریر یہ ہے کہ حضرت بٹالوی صاحب کی متواتر تحریروں سے ناظرین کو معلوم ہے کہ انہوں نے

مَن قال لا الہ الا اللّٰہ خالصًا من قلبہ او نفسہ اور مردود ٹھہرانے کی اپنے فتویٰ میں وجہ یہ ٹھہرائی کہ ایسا اشتہار کیوں شائع کیا اور لوگوں کو جلسہ پر بلانے کیلئے کیوں دعوت کی۔ اے ناخداترس ذرا آنکھ کھول اور پڑھ کہ اس اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کا کیا مضمون ہے کیا اپنی جماعت کو طلب علم اور حل مشکلات دین اور ہمدردی اسلام اور برادرانہ ملاقات کیلئے بلایا ہے یا اس میں کسی اور میلہ تماشا اور راگ اور سرود کا ذکر ہے۔ اے اس زمانہ کے ننگ اسلام مولویو تم اللہ جلّ شانہٗ سے کیوں نہیں ڈرتے کیا ایک دن مرنا نہیں یا ہر یک مواخذہ تم کو معاف ہے حق بات کو سن کر اور اللہ اور رسول کے فرمودہ کو دیکھ کر تمہیں یہ خیال تو نہیں آتا کہ اب اپنی ضد سے باز آجائیں بلکہ مقدمہ باز لوگوں کی طرح یہ خیال آتا ہے کہ آؤ کسی طرح باتوں کو بنا کر اس کا رد چھاپیں تا لوگ نہ کہیں کہ ہمارے مولوی صاحب کو کچھ جواب نہ آیا۔ اس قدر دلیری اور بددیانتی اور یہ بخل اور بغض کس عمر کیلئے۔ آپ کو فتویٰ لکھنے کے وقت وہ حدیثیں یاد نہ رہیں جن میں علم دین کیلئے اور اپنے شبہات دور کرنے کیلئے اور اپنے دینی بھائیوں اور عزیزوں کو ملنے کیلئے سفر کرنے کو موجب ثواب کثیر واجر عظیم قرار دیا ہے بلکہ زیارت صالحین کیلئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جلّ شانہٗ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کیلئے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوگئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو۔ میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔ اب اے کوتہ نظر مولوی ذرہ نظر کر کہ یہ حدیث کس بات کی ترغیب دیتی ہے۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ دھوکہ ہو کہ اس دینی جلسہ کیلئے ایک خاص تاریخ کیوں مقرر کی۔ ایسا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کب ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کو دیکھو کہ اہل بادیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسائل کے دریافت کرنے کیلئے اپنی فرصت کے وقتوں میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص مہینوں میں ان کے گروہ فرصت پا کر حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتے تھے اور صحیح بخاری میں ابی جمرہ سے روایت ہے۔ قال ان وفد عبدالقیس اتوا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالوا انا نأتیک من شقۃ بعیدۃ و لا نستطیع ان نأتیک الّا فی شھر حرام ۔ یعنے ایک گروہ قبیلہ عبدالقیس کے پیغام لانے والوں کا جو اپنی قوم کی طرف سے آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم لوگ دور سے سفر کر کے آتے ہیں اور بجز حرام مہینوں کے ہم حاضر خدمت ہو نہیں سکتے اور ان کے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں کیا اور قبول کیا پس اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو لوگ طلب علم یا دینی ملاقات کیلئے کسی اپنے مقتدا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں وہ اپنی گنجائش فرصت کے لحاظ سے ایک تاریخ مقرر کر سکتے ہیں جس تاریخ میں وہ بآسانی اور بلا حرج حاضر ہو سکیں اور یہی صورت ۲۷ دسمبر کی تاریخ میں ملحوظ ہے کیونکہ وہ دن تعطیلوں کے ہوتے ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ بسہولت ان دنوں میں آ سکتے ہیں۔

﴿۶۰﴾ من قال لا الہ الا اللّٰہ خالصًا من قلبہ او نفسہ اور مردود ٹھہرانے کی اپنے فتویٰ میں وجہ یہ ٹھہرائی کہ ایسا اشتہار کیوں شائع کیا اور لوگوں کو جلسہ پر بلانے کیلئے کیوں دعوت کی۔ اے ناخداترس ذرا آنکھ کھول اور پڑھ کہ اس اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کا کیا مضمون ہے کیا اپنی جماعت کو طلب علم اور حل مشکلات دین اور ہمدردی اسلام اور برادرانہ ملاقات کیلئے بلایا ہے یا اس میں کسی اور میلہ تماشا اور راگ اور سرود کا ذکر ہے۔ اے اس زمانہ کے ننگ اسلام مولویو تم اللہ جلّ شانہٗ سے کیوں نہیں ڈرتے کیا ایک دن مرنا نہیں یا ہر یک مواخذہ تم کو معاف ہے حق بات کو سن کر اور اللہ اور رسول کے فرمودہ کو دیکھ کر تمہیں یہ خیال تو نہیں آتا کہ اب اپنی ضد سے باز آجائیں بلکہ مقدمہ باز لوگوں کی طرح یہ خیال آتا ہے کہ آؤ کسی طرح باتوں کو بنا کر اس کا رد چھاپیں تا لوگ نہ کہیں کہ ہمارے مولوی صاحب کو کچھ جواب نہ آیا۔ اس قدر دلیری اور بددیانتی اور یہ بخل اور بغض کس عمر کیلئے۔ آپ کو فتویٰ لکھنے کے وقت وہ حدیثیں یاد نہ رہیں جن میں علم دین کیلئے اور اپنے شبہات دور کرنے کیلئے اور اپنے دینی بھائیوں اور عزیزوں کو ملنے کیلئے سفر کرنے کو موجب ثواب کثیر واجر عظیم قرار دیا ہے بلکہ زیارت صالحین کیلئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جلّ شانہٗ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کیلئے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالا رادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوگئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو۔ میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔ اب اے کوتہ نظر مولوی ذرہ نظر کر کہ یہ حدیث کس بات کی ترغیب دیتی ہے۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ دھوکہ ہو کہ اس دینی جلسہ کیلئے ایک خاص تاریخ کیوں مقرر کی۔ ایسا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کب ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کو دیکھو کہ اہل بادیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسائل کے دریافت کرنے کیلئے اپنی فرصت کے وقتوں میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص مہینوں میں ان کے گروہ فرصت پا کر حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتے تھے اور صحیح بخاری میں ابی جمرہ سے روایت ہے۔ قال ان وفد عبدالقیس اتوا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالوا انا ناتیک من شقۃ بعیدۃ و لا نستطیع ان ناتیک الّا فی شھر حرام ۔ یعنے ایک گروہ قبیلہ عبدالقیس کے پیغام لانے والوں کا جو اپنی قوم کی طرف سے آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم لوگ دور سے سفر کر کے آتے ہیں اور بجز حرام مہینوں کے ہم حاضر خدمت ہو نہیں سکتے اور ان کے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں کیا اور قبول کیا پس اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو لوگ طلب علم یا دینی ملاقات کیلئے کسی اپنے مقتدا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں وہ اپنی گنجائش فرصت کے لحاظ سے ایک تاریخ مقرر کر سکتے ہیں جس تاریخ میں وہ بآسانی اور بلا حرج حاضر ہو سکیں اور یہی صورت ۲۷ دسمبر کی تاریخ میں ملحوظ ہے کیونکہ وہ دن تعطیلوں کے ہوتے ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ بسہولت ان دنوں میں آسکتے ہیں۔

باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھالیا سو شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔ خدائے تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو وہ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور پہنچاتا ہے کیا اندھیری رات کے بعد نئے چاند کے چڑھنے کے انتظار نہیں ہوتے کیا تم سلخ کی رات کو جو ظلمت کی آخری رات ہے دیکھ کر حکم نہیں کرتے کہ کل نیا چاند نکلنے والا ہے۔ افسوس کہ تم اس دنیا کے ظاہری قانون قدرت کو تو خوب سمجھتے ہو مگر اس روحانی قانون فطرت سے جو اُسی کا ہم شکل ہے بکلّی بے خبر ہو۔ ﴿۵﴾

اے نفسانی مولویو! اور خشک زاہدو! تم پر افسوس کہ تم آسمانی دروازوں کا کھلنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ بند ہی رہیں اور تم پیر مغاں بنے رہو اپنے دلوں پر نظر ڈالو اور اپنے اندر کو ٹٹولو کیا تمہاری زندگی دنیا پرستی سے منزّہ ہے کیا تمہارے دلوں پر وہ زنگار نہیں جس کی وجہ سے تم ایک تاریکی میں پڑے ہو کیا تم اُن فقیہوں اور فریسیوں سے کچھ کم ہو جو حضرت مسیح کے وقت میں دن رات نفس پرستی میں لگے ہوئے تھے پھر کیا یہ سچ نہیں کہ تم مثیل مسیح کے لئے مسیحی ﴿۶﴾ مشابہت کا ایک گونہ سامان اپنے ہاتھ سے ہی پیش کر رہے ہو تا خدائے تعالیٰ کی حجت ہر یک طور سے تم پر وارد ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک کافر کا مومن ہو جانا تمہارے ایمان لانے سے زیادہ تر آسان ہے۔ بہت سے لوگ مشرق اور مغرب سے آئیں گے اور اس خوانِ نعمت سے حِصّہ لیں گے لیکن تم اسی زنگ کی حالت میں ہی مرو گے کاش تم نے کچھ سوچا ہوتا۔

اور مشابہت کے لئے مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات جو طلب کئے جاتے ہیں اس بارے میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں احیاء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے اور اُس کا ظہور ہوگا ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افترا کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر

اُن راستبازوں کی طرف کھینچے چلے آئے اور جو شرارت اور شیطان کی ذرّیت تھے وہ اس تحریک سے ﴿۱۰۴﴾
خوابِ غفلت سے جاگ تو اُٹھے اور دینیات کی طرف متوجہ بھی ہو گئے لیکن بباعث نقصان استعداد
حق کی طرف رُخ نہ کر سکے سو فعل ملائک کا جو ربّانی مصلح کے ساتھ اُترتے ہیں ہر یک انسان پر
ہوتا ہے لیکن اس فعل کا نیکوں پر نیک اثر اور بدوں پر بد اثر پڑتا ہے ۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید در شورہ بوم وخس

اور جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں یہ آیت کریمہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ ﴿۱۰۵﴾
مَرَضًا[1] اسی مختلف طور کے اثر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ
نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں

روحانی برکات کا جو اپنے مذہب کی اتباع سے اس کو حاصل ہوں اس عاجز سے موازنہ کرے
لیکن آج تک کوئی مقابل پر نہیں اُٹھا اور نہ انسان ضعیف اور ہیچ کی یہ طاقت ہے کہ صرف ﴿۱۱۵﴾
اپنی مکاری اور شرارتوں کے منصوبہ سے یا متعصبانہ ہٹ سے اس سلسلہ کے سامنے کھڑا
ہو سکے جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اس
سلسلہ کے سامنے اپنی برکات نمائی کی رو سے کھڑا ہو تو نہایت درجہ کی ذلّت سے گرادیا
جائیگا کیونکہ یہ کام اور یہ سلسلہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ اُس ذات زبردست اور قوی کی
طرف سے ہے جس کے ہاتھوں نے آسمانوں کو اُن کے تمام اجرام کے ساتھ بنایا اور زمین کو
اس کے باشندوں کے لئے بچھا دیا۔ افسوس کہ ہماری قوم کے مولوی اور علماء یوں تو تکفیر کے
لئے بہت جلد کاغذ اور قلم دوات لیکر بیٹھ جاتے ہیں لیکن ذرہ سوچتے نہیں کہ کیا یہ ہیبت اور ﴿۱۱۶﴾
رعب باطل میں ہوا کرتا ہے کہ تمام دنیا کو مقابلہ کے لئے کہا جائے اور کوئی سامنے نہ آسکے
کیا وہ شجاعت و استقامت جھوٹوں میں بھی کسی نے دیکھی ہے جو ایک عالم کے سامنے اس
جگہ ظاہر کی گئی۔ اگر انہیں شک ہے تو مخالفین اسلام کے جسقدر پیشوا اور واعظ اور معلّم ہیں اُن
کے دروازہ پر جائیں اور اپنے ظنون فاسدہ کا سہارا دیکر انہیں میرے مقابلہ پر روحانی امور
کے موازنہ کے لئے کھڑا کریں پھر دیکھیں کہ خدائے تعالیٰ میری حمایت کرتا ہے یا نہیں۔ اے
خشک مولویو! اور پُر بدعت زاہدو! تم پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں عوام الناس سے زیادہ تو کیا ﴿۱۱۷﴾

[1] البقرۃ : ۱۱

میں شائع کیا گیا ہے کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائے گا۔ اور پھر اشتہار الانذار میں لکھا ہے کہ آنے والا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہوگا۔ پھر النداء میں لکھا ہے کہ آنے والے زلزلہ سے زمین زیروزبر ہو جائے گی۔ پھر اسی میں لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائے گا۔ اور پھر اسی میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیرے لئے زمین پر اُتروں گا تا اپنے نشان دکھلاؤں ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے۔ اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرادیں گے اور میں وہ نشان ظاہر کروں گا جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا پھر اس اشتہار میں جس کی سرخی ہے ''زلزلہ کی خبر بار سوم''۔ آنیوالے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ اب ایماناً کہو کہ انجیل میں زلزلہ کے بارے میں اس قسم کی عبارتیں کہاں ہیں اور اگر ہیں تو وہ پیش کرنی چاہئیں ورنہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے۔ ﴿۱۴﴾

قولہ۔ ترجمہ میں زلزلہ کا لفظ بھی داخل کردیا تا کہ جاہل لوگ یہ سمجھیں کہ الہام میں زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے۔

اقول۔ اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ زلزلہ کا دھکا **عفت الدیار محلھا و مقامھا**۔ دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء ان دونوں کے معنے یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکا لگے گا اور اس دھکا سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائے گا۔ اور عمارتیں گر جائیں گی اور نابود ہو جائیں گی۔ اب بتلاؤ کہ کیا ہم نے جاہلوں کو دھوکا دیا ہے☆۔

☆ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں میری کتاب مواہب الرحمٰن میں بھی جو ۱۹۰۲ء میں چھپ کر شائع ہوگئی تھی صریح لفظوں میں یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لے کر ذکر موجود ہے۔ پھر اس حالت میں جاہل تو وہ لوگ ہیں کہ جو اتنی تصریح اور توضیح کے بعد بھی سمجھتے ہیں کہ زلزلہ کا کہاں ذکر ہے ان کو چاہیے کہ آنکھیں کھول کر اخبار الحکم ۲۴؍ دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھیں اور رسالہ آمین

أتبغی بمکرک ذلّتی و ھلاکتی ﴿۱۵۶﴾	فذٰلک قصدٌ لستَ فیہ مظفَّرُ
کیا تُو اپنے مکر کے ساتھ میری ذلت اور ہلاکت چاہتا ہے	پس یہ وہ قصد ہے جس میں تو کامیاب نہیں ہوگا
فدع ایّھا المجنون جھدًا مضیّعا	کمثلی نخیلٌ باسق لایُعگَرُ
پس اے دیوانہ اس بیہودہ کوشش کو جانے دے	میرے جیسی بلند کھجور کاٹی نہیں جائے گی
أتکفر باللّٰہ الجلیل و قدرہ	أتحسب کالشیطان انّک اَقدرُ
کیا تو خدا اور اس کی قدرت سے انکار کرتا ہے	کیا تو شیطان کی طرح سمجھتا ہے کہ تو زیادہ قادر ہے
تسبّ و ما ادری علٰی ما تسبّنی	أتطلب ثأرًا ثارَجدٍّ مُدمَّرُ
تو مجھے گالیاں دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں دیتا ہے	کیا میں نے تیری کسی جد کا خون کیا ہے جس کا پاداش تو لینا چاہتا ہے
ترانی بفضل اللّٰہ مرجع عالمٍ	و ھل عند قفرٍ من حمامٍ یُھدّرُ
اور تو مجھے دیکھتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلوق کا مرجع ہوں	اور کیا ایک ویرانہ زمین میں کبوتر خوش آوازی سے گاتا ہے
و لا یستوی عبد شقی و مقبل	لحاک الحسیبُ تری القبول و تنکرُ
اور ایک محروم اور مقبول دونوں برابر نہیں ہو سکتے	خدا تجھے ملامت کرے تو قبولیت کو دیکھتا ہے اور پھر منکر ہوتا ہے
و انت الذی قلّبت کل جریمۃٍ	عَلَیَّ کَأنّی شرّ ناسٍ و أفجرُ
اور تُو تو وہ ہے جس نے تمام جرائم میرے پر اُلٹا دیئے	گویا میں بدترین مخلوقات اور سب سے زیادہ بدکار ہوں
فمالک لا تخشی الحسیب و قھرہ	و این تقاۃٌ تدّعی یا مُزوّرُ
پس تجھے کیا ہوگیا کہ تو خدائے محاسب کے قہر سے نہیں ڈرتا	اور تیری تقویٰ کہاں گئی جس کا تو دعویٰ کرتا تھا
و انّکَ ان عادیتنی لا تضرّنی	و ان صِرتَ ذِئبًا او بغیظٍ تنمّرُ
اور اگر تو دشمنی کرے تو مجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا	اگرچہ تو بھیڑیا ہو جائے یا چیتا بن جائے
وماالدھر الّا تارتان فمنھما	لک التارۃ الاولٰی باخریٰ نؤزّرُ
اور زمانہ کے لئے صرف دو نوبتیں ہیں	سو پہلی نوبت تیری ہے اور دوسری ہماری جس میں ہمیں مدد دی جائے گی

علٰی صادقٍ فَأْسٌ من الظلم وَ الْاَذٰی
صادق پر ظلم اور ایذاء کا تبر چل رہا ہے
فکیف کذوبٌ من ید اللّٰہ یسترُ
پس کیونکر جھوٹا خدا کے ہاتھ سے چھپ جائے گا

علٰی موت عیسٰی صار قومی کحیّةٍ
عیسٰی کی موت پر میری قوم سانپ کی طرح ہوگئی
وکم من سمومٍ اخرجوھا و اظھروا
اور بہت سی زہریں نکالیں اور ظاہر کیں

توفّی عیسٰی ثم بَعدَ وفاتہٖ
عیسٰی مر گیا اور بعد اس کے
عرا الموتُ عقل جماعتٍ ما تفکّروا
اس جماعت کی عقل پر موت آگئی جنہوں نے فکر نہیں کیا

و لو انّ انسانًا یطیر الی السّما
اور اگر کوئی انسان آسمان کی طرف پرواز کر سکتا ہے
لکان رسول اللّٰہ اولٰی و اَجدرُ
تو اس بات کے لئے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق تھے

اتترک قول اللّٰہ قولا مصرحًا
کیا خدا کے قول کو تو ترک کرتا ہے
و اِنّ کتاب اللّٰہ اَھدٰی وَ اَنورُ
اور خدا کا کلام بہت ہدایت دینے والا اور بہت روشن ہے

فدَع ذکر اخبارٍ تُخالف قولہ
پس ان اخبار کا ذکر چھوڑ دے جو اس کے قول کے مخالف ہیں
و ایّ حدیثٍ بعدہ یُستاثرُ
اور کون سی حدیث خدا کا کلام چھوڑ کر اختیار کرنے کے لائق ہے

ودع عنک کبرًا مھلکًا وَ اتّقِ الرَّدٰی
اور تکبر ہلاک کرنے والے کو چھوڑ دے ☆
و اِنّ تقاة المرء تنجی و تثمرُ
بہ تحقیق انسان کی تقوٰی نجات دیتی اور پھل لاتی ہے

أتصبح کالخفّاش اَعمٰی و ما ترَی ﴿۱۶۵﴾
کیا تو صبح کو اُلو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے
و امّا لدی اللیل البھیم فتُبصرُ
اور اندھیری رات میں دیکھنے لگتا ہے

اذا ما وجدت الحق بعد ضلالةٍ
جب تو نے گمراہی کے بعد حق پا لیا
فما البر اِلّا ترک ما کنت تؤثرُ
تو نیکی اسی میں ہے کہ جو کچھ پہلے تو نے اختیار کر رکھا تھا وہ چھوڑ دے

و لا تبغ حَرَزات النفوس و ھتکھم
اور تو برگزیدہ انسانوں کی موت اور ہتک عزت کا خواہاں مت بن
و ھل انت اِلّا دودةٌ یا مزوّرُ
اور تو کیا چیز ہے صرف ایک کیڑا۔ اے دروغ آراستہ کرنے والے

☆ متن مطابق ایڈیشن اوّل ہے۔ ”وَ اتّقِ الرَّدٰی“ کا ترجمہ ”ہلاکت سے بچ“ کاتب کے لکھنے سے رہ گیا ہے (ناشر)

إلا جهلك وغباوتك وتعصّبك ودناءتك. أيها الجهول! قُمْ وتصفَّحْ دواوين
مگر جہل تو و غباوتِ تو و تعصب تو و کمینگی تو اے نادان برخیز و صفحہ صفحہ بہ بین از

الشعراء، ليظهر لك منهاج الأدب والأدباء. أتغلّط صحيحا وتظن الحَسَن
دیوان ہائے شعراء تا کہ ظاہر شود بر تو طریق ادب و طریق ادباء۔ آیا غلط قرار میدہی صحیح را و حسن را قبیح

قبيحا، وتأكل النجاسة وتعاف النفاسة؟ ليس في جُعْبتك منزَع،
می پنداری و نجاست را استعمال میکنی و از نفاست کراہت میکنی نیست در تیردانِ تو تیرے

فظهر لك في التزرّي مطمع، وكذالك جرت عادة السفهاء، أنهم يخفون جهلهم
پس ظاہر شد ترا در عیب گیری جائے طمع۔ و ہمچنیں عادت سفہا جاری شدہ است کہ ایشان از عیب گیری جہل خود

بالازدراء. ويل لك! ما نظرتَ إلى غزارة المعاني العالية، ولا إلى لطافة
را می پوشند۔ وا واویلا بر تو نظر نکردی طرف خوبی معانی بلند و نہ سوئے لطافت

الألفاظ الغالية، واستقريتَ القَذَرَ كَالْأَذِبَّةِ. ما فكّرت في حسن أساليب
الفاظ جلیل قدر و جُستی پلیدی را ہمچو مگس ہا ۔ فکر نہ کردی در اسلوب

الكلام، ولا في المنطق ونظامه التّام. أيها الغبيّ! علِمتُ من هٰذا أنك ما ذقت
کلام۔ و در ہائے حسن نظام۔ اے غبی ازہمین دانستم کہ ترا از لسان و حسن بیان

شيئا من اللسان، ولا تعلم ما حسن البيان، ونزَوت كالسُّرحان قبل
ہیچ چاشنی نیست و نمے دانی کہ حسن بیان چہ باشد و ہمچو گرگ قبل

الفهم والعرفان. أبهذا تُبارينا في الميدان وتُبارزنا كالفتيان؟
فہمیدن کلام جُست کردی آیا باین مشیخت با ما مقابلہ میکنی و ہمچو مردان بمقابل می آئی

أتتّكأ على الأصغر الذي كتب منه الجعفرُ إليك وكنتَ قد فررتَ من هذه ﴿۱۳۲﴾
آیا بر اصغر علی تکیہ میکنی آنکہ از طرف او سوئے تو جعفر نوشتہ بود و تو آنگاہ ازین دِہ گریختہ بودے

القرية مع لعن نزل عليك. فاعلم أنهم يكذبون وليسوا رجال المصارعة ولا قِبَلَ
پس بدان کہ ایشان دروغ می گویند و درین مقابلہ تاب مقاومت نیست

يتراء ى الحق كحوت تسبَح في الرَّضْراض ويفرغ الصادق من قتل النُّضْناض .
حق چنان ظاہر خواہد گشت کہ آن ماہی کہ درآب صافی شناوری میکند و صادق از قتل مار فراغت خواہد یافت۔

هٰذا هو السبيل، وبعد ذالك نستريح ونَقيل .وكل ما تتصلّف من دونه فهو ﴿۱۳۸﴾
راہ ہمین است وبعدازین آرام خواہیم یافت وہرچہ بغیراین لاف ہا میزنی پس آن

صوت كائد من مجونه فأراه أنكرَ من صوت حمار وأضعفَ من خَطْوِ حُوار .
آواز مکاراست از بیباکی او پس می بینم اورا منکرتر از آوازِ خر۔وکمزورتر ازگام بچہ شتر

وقلتَ إني فسّرتُ القرآن فاتّقِ الله ودَعِ الهذيان .أيها المسكين اما سرَوتَ عن
وگفتی کہ من تفسیر قرآن کردم پس بترس از خداو بگذار ہذیان را اے مسکین دور نہ کردی از خود

نفسك جلبابَ النوم وعدوتَ إلى إيقاظ القوم .لستَ إلا كالجنين في
چادر خواب را۔وشتافتی سوئے بیدار کردن قوم۔نیستی مگر ہمچو جنین در

الظلمات الثلاث ومن المحجوبين. فما لك أن تتكلم كالعارفين وإنك تتقصّى
سہ پردہ تاریکی واز محجوبان۔پس مجال تو نیست کہ ہمچو عارفان کلام کنی وتو تا بانتہا می طلبی

الزخارف فما تدري المعارف .أيها الغوي !خُذْ حظا من الطبيعة السعيدة،
زخارف دنیارا پس چہ دانی معارف را اے گمراہ از طبیعت سعادتمند حظے بگیر

ولا تحل حَولَ المكيدة. فإن المكر يخزي الماكرين. وإن الله مع الصادقين .اعلم
وگرد مکرگردش مکن۔چراکہ مکرمکرکنندگان را رسوا میکند وخدا با صادقان است۔ بدان کہ

أنك تخفي شيئا في قلبك وتبدي شيئا آخر وهذا هو من سِيَر المنافقين .ولست
تو چیزے در دل خود مخفی میداری وچیزے دیگر ظاہر میکنی وہمین است از سیرتہائے منافقان وتو

رجلَ هذا الميدان ثم تدّعي كالمتصلّفين .وإن بارزتني كالكُماة تجدني مثقّبك
مرد این میدان نیستی باز ہمچولاف زنان دعویٰ میکنی واگر بمقابل من ہمچو سواران بیائی مرا یابی کہ بہ نیزہ

بالقناة وإن تغلِبْ أُغْنِكَ بالصِّلات وأُنجِك في معاشك من المشكلات.
ترا بدوزم۔واگر غالب شوی پس بہ انعام ہا ترا تونگر کنم ودر معاش تو از مشکلات رہائی بخشم

المعتدين. و قد رأيتم أننا كيف أوذينا من لُسُنِهم إنهم كذّبونا،
اورآپ لوگوں نے دیکھا کہ ہم کیسے ان لوگوں کی زبانوں سے ستائے گئے انہوں نے ہمیں جھٹلایا گالیاں نکالیں لعنتیں کیں
شتمونا، لعنونا، وما كان لهم علينا ذنب وما كنّا مجرمين. ثم ما
اور ہم نے کوئی ان کا گناہ نہیں کیا تھا اور نہ کوئی جرم سرزد ہوا تھا۔ پھر انہوں نے اسی پر قناعت نہ کی
«۳» اقتصروا عليه بل جاء وا يُهرعون إلينا مشتعلين، وسمّونا كافرين. وما
بلکہ اشتعال طبع سے ہماری طرف دوڑے اور ہمارا نام کافر رکھا اور انہیں نہیں چاہیئے تھا کہ بے ڈر ہوکر
كان لهم أن يتكلموا في مُسلمين إلا خائفين. ولكنهم لا يبالون نَهْيَ
مسلمانوں کے حق میں ایسے کلمات منہ پر لاتے مگر وہ لوگ خدا تعالیٰ کی ممانعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے بلکہ
ذي الجلال بل لهم أعمال دون ذٰلك يقولون للمسلم لستَ مؤمنا،
وہ تو اور ہی کاموں میں لگے ہوئے ہیں مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ تو مومن نہیں اور جانتے ہیں کہ ایسا کہنے سے
ويعلمون أنهم تركوا القرآن بقولهم هذا واتخذوه مهجورا، فبعدوا عن الحق
وہ قرآن کو چھوڑتے ہیں اور قرآن کو تو وہ چھوڑ ہی بیٹھے ہیں سو اسی وجہ سے وہ سچائی سے دور جا پڑے اور ان کے دل
فقستْ قلوبهم يفعلون ما يشاء ون، ولا يتقون افتراءً ولا زورا، وكذلك
سخت ہوگئے۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں نہ افترا سے کچھ پرہیز اور نہ جھوٹ سے کچھ خوف اور اسی طرح انہوں نے ہم پر
افتروا علينا وحثّوا ناسًا كثيرا من ذوي سفه علٰى إيذاءنا، وكفّرونا من غير
افترا کیا اور بہت سے نادان لوگوں کو ہمارے ستانے کے لئے اٹھایا اور ہمیں کافر ٹھہرایا حالانکہ کوئی
علم ولا برهان مبين. وأُمُّهم في هذه الفتاوىٰ شيخٌ عاري الجلدة من
بھی وجہ کفر نہیں تھی اور ان فتووں میں پیشوا ان کا ایک شیخ ہے جو انسانیت کے پیرایہ سے بے بہرہ

الحُلل الإنسانية والديانة الإيمانية، وتبعوه أمثاله جهلا وحمقا، وما
اور برہنہ اور ایمانی دیانت سے عاری ہے اور اس کے پیرو اسی کی مانند ہیں جو محض جہل اور حمق
كنا كمجهول لا يُعْرَف، بل كانوا على إسلامنا مطّلعين. وما صرنا
سے اس کے پیچھے ہو لئے اور ہم ایسے نہیں تھے جو ہمارا حال ان سے پوشیدہ ہو بلکہ ہمارے اسلام پر وہ مطلع تھے اور
بتكفيرهم كافرين عند اللّٰه، ولكن سُبِرَ إيمانهم وتقواهم ومبلغ
ان کے کہنے سے ہم خدا کے نزدیک کافر نہیں ہو گئے مگر ان کا ایمان اور ان کا تقویٰ اور ان کا اندازہ
فهمهم وعلمهم، وتبيّنَ ما كانوا يسترون، وبَان أنهم كانوا حاسدين.
فہم اور علم سے آزمایا گیا اور جو کچھ وہ چھپاتے تھے وہ سب ظاہر ہوگیا اور کھل گیا کہ وہ حاسد ہیں۔
يا حسرة عليهم ما عطف إلينا أحد منهم ليسأل ما أشكل عليه حلمًا
ان پر افسوس کہ ان میں سے ایک بھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا تا اپنی مشکلات کی نسبت حلم
ورفقًا، وما سمعْنا صَكّةَ مستفتحٍ من المسترشدين. وما جاء نا أحد
اور رفق سے سوال کرتا اور ہم نے کسی کھٹکھٹانے والے کا کھٹکا نہ سنا جو رشد حاصل کرنے کا طالب ہو اور کوئی
منهم بصدق القلب وصحة النيّة، بل بادروا إلى التكفير وكفّروا قبل
ان میں سے ہمارے پاس صدق قلب اور صحت نیت سے نہ آیا بلکہ جھٹ پٹ تکفیر کی طرف دوڑے اور
أن يثبُت كفرنا. ثم ما اقتصروا عليه بل قالوا إن هؤلاء مرتدون
قبل اس کے جو ہمارا کفر ثابت ہو کافر ٹھہرایا اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ یہ لوگ مرتد
خارجون من الدّين، وفي قتلهم أجر عظيم، ونهبُ أموالهم حلالٌ «۴»
اور دین سے خارج ہیں اور ان کا قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے اور ان کا مال لوٹنا اگرچہ چوری سے ہی

اَتَحْسَبُ مِنْ حُمْقٍ حُسَيْنًا مُّحَقِّقًا وَفِیْ كَفِّهٖ حَمْـأٌ وَّ مَاءٌ مُّكَدَّرُ

کیا تو حُمق سے محمد حسین کو عالم سمجھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں مٹی سیاہ اور گندا پانی ہے

اَتُخْبِرُنِیْ مِنْ نَّازِلٍ مَّا رَأَيْتَهٗ وَتَذْكُرُ اَخْبَارًا دَفَاهَا التَّغَيُّرُ

کیا تُو میرے پاس اس اُترنے والے کا ذکر کرتا ہے جس کو تُو نے نہیں دیکھا۔ اور ایسی حدیثیں پیش کرتا ہے جن کا تحریف نے ستیاناس کر دیا

وَ تَعْلَمُ اَنَّ الظَّنَّ لَيْسَ بِقَاطِعٍ وَ اَنَّ الْيَقِيْنَ الْبَحْتَ يُرْوِیْ وَيُثْمِرُ

اور تُو جانتا ہے کہ ظن کوئی قطعی دلیل نہیں۔ اور یقین وہ چیز ہے کہ سیراب کرتا اور پھل لاتا ہے

وَلَسْتُ كَمِثْلِكَ فِی الظُّنُوْنِ مُقَيَّدًا وَ اِنِّیْ اَرَى اللّٰهَ الْقَدِيْرَ وَ اُبْصِرُ

اور میں تیری طرح ظنوں میں گرفتار نہیں۔ میں اپنے قادر خدا کو دیکھ رہا ہوں اور مشاہدہ کر رہا ہوں

اَخَذْنَا مِنَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَيْسَ مِثْلُهٗ وَ اَنْتُمْ عَنِ الْمَوْتٰى رَوَيْتُمْ فَفَكِّرُوْا

ہم نے اُس سے لیا کہ وہ حیّ و قیوم اور واحد لاشریک ہے۔ اور تم لوگ مُردوں سے روایت کرتے ہو

اُرَبّٰى بِفَضْلِ اللّٰهِ فِیْ حُجْرِ لُطْفِهٖ وَفِیْ كُلِّ مَيْدَانٍ اُعَانُ وَاُنْصَرُ

میں خدا کی کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں۔ اور ہر ایک میدان میں مدد دیا جاتا ہوں

وَقَدْ خَصَّنِیْ رَبِّیْ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ وَّ نَصْرٍ وَّ تَأْيِيْدٍ وَّ وَحْیٍ يُّكَرَّرُ

اور میرے رب نے اپنے فضل اور رحمت سے مجھے خاص کر دیا۔ اور نیز تائید اور نصرت اور متواتر وحی سے مجھے مخصوص فرمایا ہے

سَقَانِیْ مِنَ الْاَسْرَارِ كَأْسًا رَّوِيَّةً هَدَانِیْ اِلٰى نَهْجٍ بِهِ الْحَقُّ يَبْهَرُ

مجھے وہ پیالہ پلایا جو سیراب کرنے والا ہے۔ اور اُس راہ کی مجھے ہدایت کی جس کے ساتھ حق چمکتا ہے

فَدَعْ اَيُّهَا الْمُغْوِیْ حُسَيْنًا وَّ ذِكْرَهٗ اَتَذْكُرُ لَيْلًا عِنْدَ شَمْسٍ تُنَوِّرُ

پس اے اغوا کرنے والے! محمد حسین اور اُس کے ذکر کو چھوڑ دے۔ کیا تُو سورج کے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرے گا

وَ نَحْنُ كُمَاةُ اللّٰهِ جِئْنَا بِاَمْرِهٖ حَلَلْنَا بِلَادَ الشِّرْكِ وَاللّٰهُ يَخْفُرُ ﴿۵۸﴾

ہم خدا کے سوار ہیں۔ اُس کے حکم سے آئے ہیں۔ اور شرک کے شہروں میں ہم داخل ہوئے ہیں اور خدا رہنمائی کر رہا ہے

اَقُوْلُ وَلَا اَخْشٰى فَاِنِّیْ مَسِيْحُهٗ وَلَوْ عِنْدَ هٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّيْفِ اُنْحَرُ

میں بے دھڑک کہتا ہوں کہ میں خدا کا مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ مَیں اِس قول پر تلوار سے قتل بھی کیا جاؤں

العلم والمثمرين. وزعمت أن فيهم قوما يُعدّون من المحققين. ومن
ہیں وہ مراد ضرور پوری ہوگی اور مَیں سمجھا کہ ان میں محقق اور اعلیٰ درجہ کے ادیب ہیں اور مَیں

الأدباء المفصحين. وخلتُ أنهم من المتدبّرين. وليسوا من
نے خیال کیا کہ وہ سوچنے والے ہیں اور شتاب کار اور بیدادگر نہیں ہیں۔ اس گمان کی بنا پر

المستعجلين والجائرين. فقادني هذا الظنّ إلى أن أرسل إلى مدير ﴿۸﴾
مَیں نے المنار کے ایڈیٹر اور اس کے ساتھیوں کو اپنی کتاب اعجاز المسیح بھیجی۔ اور غرض یہ تھی کہ

"المنار" ورفقته كتابي "الإعجاز". ليُقرّظوا ويكتبوا عليه ما لاق
اس پر مناسب اور حسب موقعہ تقریظ لکھیں۔ اور مَیں نے شام اور روم اور حرمین کے علماء کو چھوڑ

وجاز. وآثرتهم على علماء الحرمين والشام والروم. لعلّي أسرو بهم
کر انہیں چنا کہ شاید انہی کی وجہ سے میرے فکر اور غم دور ہو جائیں اور دکھ درد کی آگ انہی سے

غواشي الأفكار والهموم. ولأُطفأ بهم ما بي من جمرة الأذى.
بجھ جائے اور یہی لوگ نیکی اور تقویٰ پر میرے مددگار ہو جائیں۔ پھر جب صاحب منار کو میری

وليُعينوني على البرّ والتقوى.ثم لما بلغ كتابي صاحب المنار. وبلغه
کتاب پہنچی اور اس کے ساتھ اسے کچھ خط استفسار کے لئے ملے اس نے اس کلام کے پھلوں

معه بعض المكاتيب للاستفسار. ما اجتنٰى ثمرة من ثمار ذالك
سے ایک پھل بھی نہ لیا اور اس کے عظیم الشان معارف میں سے کسی معرفت سے بھی نفع

الكلام. وما انتفع بمعرفةٍ من معارفه العظام. ومال إلى الكلْمِ والإيذاء
حاصل نہ کیا اور جیسے کہ اکڑباز حاسدوں کی عادت ہوا کرتی ہے قلم سے زخمی کرنے

بالأقلام. كما هو عادة الحاسدين والمستكبرين من الأنام. وطفق يؤذى
اور ایذا دینے کی طرف جھک پڑا اور تحقیر کرنے لگا اور ایذا دینے لگا اور اس تحقیر

ويُزرى غير وانٍ في الازراء والالتطام. ولا لاوٍ إلى الكرم والإكرام.
اور جوش دکھلانے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کی اور جیسے کہ بزرگوں کی عادت ہے کرم و اکرام

مجموعہ اشتہارات
جلد 2 اولڈ ایڈیشن

الجواب۔ بشر تو بشریت سے کبھی منفک نہیں ہوتا لیکن جب بقول آپ کے اسلامی پیشگوئی کی عظمت اور صداقت نے آتھم صاحب کے دل پر اثر کیا اور ان کو ایک شدید خوف میں ڈال دیا تو بموجب تصریح قرآن کریم کے یہ بھی ایک رجوع کی قسم ہے کیونکہ اسلامی پیشگوئی کی تصدیق درحقیقت اسلام کی تصدیق ہے۔ جیسا منجم کی پیشگوئی سے وہ شخص ڈرتا ہے جو نجوم کو کچھ چیز سمجھتا ہے اور رمال کی پیشگوئی سے وہی شخص خائف ہوتا ہے جو رمل کو کچھ حقیقت خیال کرتا ہے۔ اسی طرح اسلامی پیشگوئی سے وہی شخص ہراساں اور لرزاں ہوتا ہے جس کا دل اس وقت اسلام کا مکذب نہیں بلکہ مصدق ہے۔ اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس قدر اسلام کی عظمت اور صداقت کو مان لینا اگرچہ نجات اخروی کے لئے مفید نہیں مگر عذاب دنیوی سے رہائی پانے کے لئے مفید ہے جیسا کہ قرآن کریم نے اس بارہ میں بار بار مثالیں پیش کی ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ ہم نے خوف اور تضرع کے وقت کفار کو عذاب سے نجات دے دی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ وہ پھر کفر کی طرف عود کریں گے۔ پس اسی قرآنی اصول کے موافق آتھم صاحب شدید خوف میں مبتلا ہو کر کچھ دنوں کے لئے موت سے نجات پا گئے کیونکہ انہوں نے اس وقت عظمت اور صداقت اسلامی کو قبول کیا اور رد نہ کیا جیسا کہ علاوہ ہمارے الہام کے ان کا پریشان حال ان کی اس اندرونی حالت پر گواہ رہا۔ اور اگر یہ باتیں صحیح نہیں ہیں اور اسلام کا خدا ان کے نزدیک سچا خدا نہیں تو قسم کھانے سے کیوں وہ بھاگتے ہیں اور کونسا پہاڑ ان پر گرے گا جو انہیں کچل ڈالے گا۔ کیا وہ تجربہ نہیں کر چکے جو ہم جھوٹے ہیں۔ پس جھوٹوں کے مقابل پر تو پہلے سے زیادہ دلیری کے ساتھ میدان میں آنا چاہیئے ؎ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی جھوٹے اور ان کا مذہب جھوٹا اور ان

؎ حاشیہ۔ بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور ان کے چیلے کہتے ہیں کہ جبکہ ایک مرتبہ عیسائیوں کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آتھم صاحب کا مقابلہ پر آنا انصافاً ان پر واجب نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو۔ کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے پھر کیا آتھم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہیں کیا۔ کیا وہ

﴿۴۴﴾ کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا

ہیں۔ جیسا کہ ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام متعین فتح گڈھ نے اسی قسم کی آنجناب کی نسبت بے ادبیاں کیں۔ مگر کیا ان بدکاروں نجاست خواروں کی بے ادبیوں سے جو زندہ خدا کو چھوڑ کر ایک ناچیز مردہ کی پوجا میں لگ گئے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت کی شان میں کچھ فرق آ گیا؟ نہیں۔ بلکہ یہ تمام زیادتیاں انہیں پر حسرتیں ہیں۔

پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا یک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بدزبانی کی تو اس غلط فہمی کی واقعی ذلت انہیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انہیں کے منہ پر لگی اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ چنانچہ صدہا آدمیوں نے بعد اس کے رو رو کے توبہ کی کہ ہم غلطی پر تھے۔ غرض کسی جھوٹی خوشی سے کسی پر سچا الزام نہیں آ سکتا اور نہ جھوٹے الزام سے کوئی واقعی دھبہ کسی کی عزت کو لگ سکتا ہے اور نہ اس سے کسی کی واقعی فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ وہ انجام کے لحاظ سے ان لوگوں پر لعنت کا داغ ہے جنہوں نے ایسی جھوٹی خوشی کی۔

پس آتھم کی نسبت جس قدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔ اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں۔

اب ڈھونڈو آتھم کہاں ہے۔ کیا پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ قبر میں داخل نہیں ہوا۔ کیا وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔

اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤں گا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کے موافق اپنے پاک الہام کو پورا کرتا۔ آتھم تو اسی وقت مر گیا تھا جبکہ میری طرف سے چار ہزار کے انعام کے ساتھ متواتر اس پر حجت پوری ہوئی اور وہ سر نہ اٹھا سکا۔ پھر خدا نے اس کو نہ چھوڑا جب تک قابض ارواح کے اس کو سپرد نہ کر دیا۔

پیشگوئی ہر ایک پہلو سے کھل گئی۔ اب بھی اگر جہنم کو اختیار کرنا ہے تو میں عمداً گرنے والے کو پکڑ نہیں سکتا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ ان سب پر پوری اطلاع پا کر ایک متقی کا بدن کانپ جاتا ہے۔ اور پھر وہ خدا سے شرم کرتا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی سے انکار کرے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اول چاہئے کہ وہ

ب،پ......

پلید ملاؤں	ایام الصلح ص ۱۶۵	خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳
پلید جاہلوں	ایام الصلح ۱۶۶	خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۴
پلید طبع مولوی	ایام الصلح ص ۱۶۵	خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳
بد اخلاقی اور بدظنی میں غرق ہونے والو	ایام الصلح ص ۸۴	خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۰
بدقسمت بدگمانو	ایام الصلح ص ۱۰۳	خزائن ج ۱۴ ص ۳۴۱
بدتر	ایام الصلح ص ۱۶۶	خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳
پلیدتر	ایام الصلح ص ۱۶۶	خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳
پلید دل	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴	خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸
بے ایمانی بددیانتی	ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۰	خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۴
بدبخت	ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۱	خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۵
بےوقوف اندھے	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۲/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۶
بے ایمان اور اندھے	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۲	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۶
بدذات	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۵	خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹
پلید دجال	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰
بےنصیب	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۷	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۱
بے بہرہ	ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۷	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۱
بدگوہری	ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷
بےوقوفوں	ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷
بندروں	ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳	خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷
باطل پرست بطالوی	انجام آتھم ص ۵۹/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۵۹
بطال	انجام آتھم ص ۲۵۱	خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۱

Scanned with CamScanner

پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیۂ معکوسہ اور نبی اولوالعزم کی ایک ہتک ہے۔ اور یہ کہنا کہ ان سب باتوں کو وہ اپنا فخر سمجھیں گے بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ لیکن اگر آسمان سے نازل نہ ہوں تو یہ اُن کی وجاہت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ[1] غرض واپس آنے میں کوئی وجاہت نہیں بلکہ بقول شیخ سعدی۔ سخت است پس از جاہ تحکم بُردن۔ دوسرے کے حکم کے نیچے اسلام کی خدمت کریں گے۔ اور مجدّد صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ’’علماءِ اسلام ان کے منکر ہو جائیں گے اور قریب ہے کہ اُن پر حملہ کریں۔‘‘ دیکھو یہ خوب وجاہت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ملّا مقابلہ کے لئے اُٹھیں گے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حجج الکرامہ میں ہے کہ اُن کی تکفیر بھی ہوگی کیونکہ مہدی اور اُس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور علماء امّت اس کو کافر اور کذّاب اور دجّال کہیں گے۔ پس جب کہ مہدی موعود مع اپنی جماعت کے کافر اور دجّال ٹھہرائے جائیں گے تو اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا کیونکہ وہ مہدی اور اس کی جماعت سے الگ نہیں ہوں گے۔ اب دیکھو کہ آثار صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو نالائق بدبخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجّال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ اُن کی نسبت لکھا جائے گا۔ اب انصافاً سوچو کہ کیا یہی وجاہت ہے۔ جس کے لئے مسیح کو دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے؟ کیا ناچیز اور ذلیل ملاؤں سے گالیاں کھانا اور کافر اور دجّال کہلانا یہی وجاہت ہے؟ آثارِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی جس قدر پلید ملاؤں کے ہاتھ سے بے عزتی ہوگی اور جس قدر وہ ناپاک طبع مولویوں کے مُنہ سے کافر اور فاسق اور دجّال کے الفاظ سنیں گے وہ نہایت درجہ کی ہتک ہوگی جو پلید طبع مولوی فتوے لکھنے والے کریں گے اور خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہو گا۔ آثارِ صحیحہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت کے مولوی تمام رُوئے زمین کے انسانوں سے بدتر اور پلیدتر ہوں گے کیونکہ وہ مسیح جیسے راستباز کو کافر اور دجّال ٹھہرائیں گے۔ غرض مسیح موعود کو ﴿۱۶۶﴾

[1] القمر:۵۶

جو مولویوں سے عزت اور وجاہت ملے گی وہ یہ ہے۔ لیکن جو شخص خدا کے نزدیک خدا کے فرشتوں کے نزدیک خدا کے نیک بندوں کے نزدیک عزت اور وجاہت رکھتا ہے اگر پلید جاہلوں کے نزدیک وہ کافر اور دجّال ہو تو اس سے اس کا کیا نقصان ہوا۔ ؎

مَہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند سگِ را بپُرس خشم تو با ماہتاب چیست

اور یہ بھی سوچو کہ اگر وجاہت کے لئے دُنیا داروں کی اطاعت اور تعظیم شرط ہے تو کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے کفار کے ہاتھ سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے تو کیا اُس وقت آپ وجیہ نہ تھے؟ اور مکہ کی فتح کے بعد وجیہ ہوئے؟ غرض آپ کا یہ اعتراض دینی اور رُوحانی دُور اندیشی کی بنا پر نہیں بلکہ دنیاداری اور رسم اور عادت کے گندے تصورات سے پیدا ہوا ہے۔ بہتیرے نبی دنیا میں ایسے آئے کہ دو آدمیوں نے بھی اُن کو قبول نہیں کیا تو کیا وہ وجیہ نہیں تھے؟ اور حضرت مسیح علیہ السلام کب قبولیت سے بکلی خالی رہے تھے؟ صدہا لوگوں نے اُن کو قبول کر لیا۔ یحیٰی علیہ السلام نے مع اپنی تمام جماعت کے قبول کیا۔ حواریوں نے قبول کیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک بادشاہ نے بھی قبول کیا تھا۔ اس بات کے عیسائی بھی قائل ہیں۔ اب اس سے زیادہ اور کیا وجاہت ہوگی۔ یہ وجاہت تو ان کو اپنے زمانے میں حاصل ہوئی یہاں تک کہ انجیل میں لکھا ہے کہ صدہا آدمی اہل حاجت نیاز مندی کے ساتھ اُن کے گرد رہتے تھے اور ہجوم کی وجہ سے بعض دفعہ ان کو ملنا مشکل ہو جاتا تھا اور اگرچہ بعض مولوی یہودیوں نے ان کو کافر کہا مگر جس زور شور سے مسیح موعود کی تکفیر ہوئی ایسی تکفیر حضرت عیسیٰ کی نہیں ہوئی بلکہ انجیل سے ثابت ہے کہ اکثر کفار کے دلوں میں بھی حضرت عیسیٰ کی وجاہت تھی اور پھر موت کے بعد تو وہ وجاہت ہوئی کہ خدا بنائے گئے اور ہمارے مخالف مولویوں کو تو یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی خدا بننے کی وجاہت بھی دیکھ لی اور دیکھ رہے ہیں کیونکہ اُن کے عقیدہ کے رُو سے وہ اب تک زندہ موجود ہیں اور یورپ کے تمام طاقتور بادشاہ مع اپنے ارکانِ دولت کے اُن کو خدائے ذوالجلال مانتے ہیں کیا ایسی وجاہت کسی دوسرے انسان کی ہوئی؟ ﴿۱۶۷﴾

پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیۂ معکوسہ اور نبی اولوالعزم کی ایک ہتک ہے۔ اور یہ کہنا کہ اِن سب باتوں کو وہ اپنا فخر سمجھیں گے بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ لیکن اگر آسمان سے نازل نہ ہوں تو یہ اُن کی وجاہت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ[1] غرض واپس آنے میں کوئی وجاہت نہیں بلکہ بقول شیخ سعدی۔ سخت است پس از جاہ تحکم بُردن۔ دوسرے کے حکم کے نیچے اسلام کی خدمت کریں گے۔ اور مجدّد صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ”علماءِ اسلام ان کے منکر ہو جائیں گے اور قریب ہے کہ اُن پر حملہ کریں۔“ دیکھو یہ خوب وجاہت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ملّا مقابلہ کے لئے اُٹھیں گے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حجج الکرامہ میں ہے کہ اُن کی تکفیر بھی ہوگی کیونکہ مہدی اور اُس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور علماء امت اس کو کافر اور کذّاب اور دجّال کہیں گے۔ پس جب کہ مہدی موعود مع اپنی جماعت کے کافر اور دجّال ٹھہرائے جائیں گے تو اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا کیونکہ وہ مہدی اور اس کی جماعت سے الگ نہیں ہوں گے۔ اب دیکھو کہ آثار صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو نالائق بدبخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجّال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ اُن کی نسبت لکھا جائے گا۔ اب انصافاً سوچو کہ کیا یہی وجاہت ہے جس کے لئے مسیح کو دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے؟ کیا ناچیز اور ذلیل ملاؤں سے گالیاں کھانا اور کافر اور دجّال کہلانا یہی وجاہت ہے؟ آثارِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی جس قدر پلید ملّاؤں کے ہاتھ سے بے عزتی ہوگی اور جس قدر وہ ناپاک طبع مولویوں کے مُنہ سے کافر اور فاسق اور دجّال کے الفاظ سُنیں گے وہ نہایت درجہ کی ہتک ہوگی جو پلید طبع مولوی فتوے لکھنے والے کریں گے اور خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہو گا۔ آثارِ صحیحہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت کے مولوی تمام رُوئے زمین کے انسانوں سے بدتر اور پلید تر ہوں گے کیونکہ وہ مسیح جیسے راستباز کو کافر اور دجّال ٹھہرائیں گے۔ غرض مسیح موعود کو ﴿۱۶۶﴾

[1] القمر:۵۶

ہمارے مقابل پر تقویٰ کو ضائع کیا اور راستی سے دشمنی کی وہ نہایت خطرناک حالت میں ہیں اور اگر وہ اس بدسیرت میں اَور بھی ترقی کریں اور رفتہ رفتہ کھلے کھلے طور پر قرآن شریف سے مُنہ پھیر لیں تو ان سے کیا تعجب ہے!! ﴿۸۴﴾

حالات موجودہ سخت خوف میں ڈالتے ہیں کیونکہ وہ زیرکی جو زمانہ کے مناسب حال اِن لوگوں میں پیدا ہونی چاہیے تھی وہ ان کو چھو بھی نہیں گئی۔ آج تک یہ لوگ اس قابل بھی نہیں ہوئے کہ ان موٹے اور خائنانہ اعتراضات کا جواب دے سکیں جو پادریوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ حالانکہ پادریوں کے اعتراض ایسے بیہودہ ہیں کہ گو بظاہر کیسے ہی ملمع کر کے دکھلائے جائیں لیکن اگر پردہ اُٹھا کر دیکھو تو بالکل کمزور اور ہنسی کے لائق ہیں۔ یہ لوگ یعنی عیسائی علوم عربیہ اور ہماری کتب دینیہ سے سخت غافل سخت بے خبر اور قابلِ شرم باتیں پیش کرتے ہیں تاہم ان مولویوں کی حالت پر افسوس جو ہمیں تو کافر اور کاذب قرار دیں لیکن جو واقعی طور پر اُن کو خدمت دینی کرنی چاہیے تھی نہ وہ خدمت کرتے ہیں اور نہ اس لائق ہیں کہ کر سکیں۔ افسوس! نہیں سوچتے کہ ایسے دعوے پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے رُو سے ایک دن ضرور ہی واقع ہونے والا تھا اس قدر تکذیب کا زور دینا پرہیزگاری کی شان سے بہت ہی بعید تھا۔ پھر جس حالت میں وہ دعویٰ مجرد دعویٰ ہی نہ تھا اس کے ساتھ قرآن اور حدیث کی شہادتیں تھیں۔ اس کے ساتھ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ شہادتیں تھیں۔ اس کے ساتھ آسمانی نشان تھے اس کے ساتھ صدی کا سر بھی تھا اس کے ساتھ علامات قرار دادہ کا وقوع تھا تو یہ شتاب کاریاں کب مناسب تھیں! اے زود رنج اور بداخلاقی اور بدظنّی میں غرق ہونے والو! وہ پیشگوئی جو بڑے شدّ و مدّ سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور خود اس کا وقت بھی مقرر فرما دیا تھا اور وصیّت کی تھی کہ اس شخص کو قبول کرو تو کیا ایسا دعویٰ جو رسول کریم کی پیشگوئی کی بنا پر اور عین وقت پر تھا جس میں اس پیشگوئی کی تصدیق تھی ایسی چیز تھی کہ ایک معمولی نظر سے اُس کو دیکھا جائے اور اس سے بے پروائی ظاہر کی جائے۔ یہ بات تو کوئی نئی نہ تھی کہ آنے والا خواہ

مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ”انّ اللہ لایغیّر مَابقَومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم. اِنّہ اَوَی القَریَۃَ۔ یعنی خدا تعالیٰ اُس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شاملِ حال ہے دور نہیں کرتا جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دور نہ کرے جو اُس کے دل میں ہیں۔ اُس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے انتشار سے محفوظ رکھا۔“ افسوس کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام آپ بنا لیا ہے۔ ان کے جواب میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے
﴿۱۰۴﴾ اور پھر اُس کے دستِ قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دے گا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں اور کس نے رُوح القدس کی آواز کی پیروی کی۔ خدا کی باتوں کو خدائی نشانوں سے تم شناخت کرو گے سچائی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ باطل مخفی رہے گا۔ وہ خدا جو ہمیشہ اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے وہ اب بھی دکھلائے گا کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو واقعی طور پر اس سے ڈرتے اور نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کر لو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں

پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیۂ معکوسہ اور نبی اولوالعزم کی ایک ہتک ہے۔ اور یہ کہنا کہ ان سب باتوں کو وہ اپنا فخر سمجھیں گے بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ لیکن اگر آسمان سے نازل نہ ہوں تو یہ اُن کی وجاہت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ[1] غرض واپس آنے میں کوئی وجاہت نہیں بلکہ بقول شیخ سعدی۔ سخت است پس از جاہ تحکم بُردن۔ دوسرے کے حکم کے نیچے اسلام کی خدمت کریں گے۔ اور مجدد صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ''علماءِ اسلام ان کے منکر ہو جائیں گے اور قریب ہے کہ اُن پر حملہ کریں۔'' دیکھو یہ خوب وجاہت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ملّا مقابلہ کے لئے اُٹھیں گے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حجج الکرامہ میں ہے کہ اُن کی تکفیر بھی ہوگی کیونکہ مہدی اور اُس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور علماء امت اس کو کافر اور کذاب اور دجال کہیں گے۔ پس جب کہ مہدی موعود مع اپنی جماعت کے کافر اور دجّال ٹھہرائے جائیں گے تو اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا کیونکہ وہ مہدی اور اس کی جماعت سے الگ نہیں ہوں گے۔ اب دیکھو کہ آثار صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو نالائق بدبخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ اُن کی نسبت لکھا جائے گا۔ اب انصافاً سوچو کہ کیا یہی وجاہت ہے جس کے لئے مسیح کو دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے؟ کیا ناچیز اور ذلیل ملاؤں سے گالیاں کھانا اور کافر اور دجال کہلانا یہی وجاہت ہے؟ آثار صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی جس قدر پلید ملاؤں کے ہاتھ سے بے عزتی ہوگی اور جس قدر وہ ناپاک طبع مولویوں کے منہ سے کافر اور فاسق اور دجّال کے الفاظ سنیں گے وہ نہایت درجہ کی ہتک ہوگی جو پلید طبع مولوی فتوے لکھنے والے کریں گے اور خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہو
گا۔ آثار صحیحہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت کے مولوی تمام روئے زمین کے انسانوں سے بدتر ﴿۱۶۶﴾
اور پلیدتر ہوں گے کیونکہ وہ مسیح جیسے راستباز کو کافر اور دجّال ٹھہرائیں گے۔ غرض مسیح موعود کو

[1] القمر:۵۶

پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیۂ معکوسہ اور نبی اولوالعزم کی ایک ہتک ہے۔ اور یہ کہنا کہ ان سب باتوں کو وہ اپنا فخر سمجھیں گے بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ لیکن اگر آسمان سے نازل نہ ہوں تو یہ اُن کی وجاہت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ[1] غرض واپس آنے میں کوئی وجاہت نہیں بلکہ بقول شیخ سعدی۔ سخت است پس از جاہ تحکم بُردن۔ دوسرے کے حکم کے نیچے اسلام کی خدمت کریں گے۔ اور مجدّد صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ’’علماءِ اسلام ان کے منکر ہو جائیں گے اور قریب ہے کہ اُن پر حملہ کریں۔‘‘ دیکھو یہ خوب وجاہت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ملّا مقابلہ کے لئے اُٹھیں گے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حجج الکرامہ میں ہے کہ اُن کی تکفیر بھی ہوگی کیونکہ مہدی اور اُس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور علماء امت اس کو کافر اور کذّاب اور دجّال کہیں گے۔ پس جب کہ مہدی موعود مع اپنی جماعت کے کافر اور دجّال ٹھہرائے جائیں گے تو اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا کیونکہ وہ مہدی اور اس کی جماعت سے الگ نہیں ہوں گے۔ اب دیکھو کہ آثار صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو نالائق بد بخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجّال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ اُن کی نسبت لکھا جائے گا۔ اب انصافاً سوچو کہ کیا یہی وجاہت ہے جس کے لئے مسیح کو دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے؟ کیا ناچیز اور ذلیل ملاؤں سے گالیاں کھانا اور کافر اور دجّال کہلانا یہی وجاہت ہے؟ آثارِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی جس قدر پلید ملاؤں کے ہاتھ سے بے عزتی ہوگی اور جس قدر وہ ناپاک طبع مولویوں کے مُنہ سے کافر اور فاسق اور دجّال کے الفاظ سنیں گے وہ نہایت درجہ کی ہتک ہوگی جو پلید طبع مولوی فتوے لکھنے والے کریں گے اور خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہو گا۔ آثارِ صحیحہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت کے مولوی تمام رُوئے زمین کے انسانوں سے بدتر ﴿۱۶۶﴾
اور پلیدتر ہوں گے کیونکہ وہ مسیح جیسے راستباز کو کافر اور دجّال ٹھہرائیں گے۔ غرض مسیح موعود کو

[1] القمر: ۵۶

﴿۴﴾ ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دے گا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخباروں والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نہ کیا اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی۔ جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو طیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

﴿۱۰﴾ اور سورج کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ وہ گرہن لگ گیا۔ اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ایسا مدعی گذرا ہے جس کے دعویٰ کے وقت میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا ہو۔ سو یہ ایک بڑا بھاری نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ظاہر کیا۔ دار قطنی کی حدیث میں کوئی اغلاق نہیں۔ جس طرح پر خسوف کسوف ظہور میں آیا وہ سراسر حدیث کے الفاظ کے موافق ہے چنانچہ میں نے اسی خسوف کسوف رمضان کی نسبت عربی میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اس حدیث کی مفصل شرح کر دی گئی ہے اور یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے۔ یہ قول سراسر حماقت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چار پائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا۔ مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہوگیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث ان کی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دور نہ ہو سکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ یہاں تک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو جائے اور اس طرح پر اس حدیث کی صحت کھل جائے۔ ہمیں اصل غرض تحقیق صحت سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس یہ نہایت بے ایمانی اور بد دیانتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دیدے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ معتبر راویوں کے بیان سے

بقیہ حاشیہ: ضرور اس کو اس خطرناک خدمات پادریانہ منصب سے علیحدہ کر دیں۔ اور اس کو اس نوکری سے موقوف کر دینا سراسر اس پر احسان ہے۔ ورنہ معلوم نہیں کہ اس گندی پلید زبان کا انجام کیا ہوگا۔ منہ

کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہو جائے اور اس کے حاضر ہونے پر بھی اس کی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اس کو زندہ نہیں مان سکتے۔ ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی۔ ﴿۱۱﴾

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا۔ اس میں کیا بھید ہے۔

سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے۔ اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمان کے اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی۔ گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کی حالت میں ان کو کر دیا آسمان نے اس کی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جن کو پہلی کتابوں کے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اس وقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آج تک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف

یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے ﴿۲۲﴾

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت لوگ ان کے ساتھ ملیں گے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے۔ اور بہت ایذا دیں گے آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جس کی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو تینے جھوٹے بہتانوں کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو قسم کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو اس ایذا اٹھانے کے بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہاموں کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر کے گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے جس سے بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے مگر ان مولویوں کی کن سے تشبیہ دوں وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اس کو کہا کہ اے مادرزاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو بتلاؤں کہ تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دعا کیا کرتا وہ تجھے آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دے دی اور اسی طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا اور اپنی شرط کے موافق پورا ہوا اور پھر دوسرے الہام کے موافق جو اسی زمانہ میں شائع ہو چکا۔ آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا اور سب مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہوا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔

یہ سب کچھ ہوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

﴿۲۲﴾ یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت لوگ ان کے ساتھ ملیں گے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے۔ اور بہت ایذا دیں گے آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جس کی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو تین جھوٹے بہتانوں کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو قسم کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو اس ایذا اٹھانے کے بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہاموں کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر کے گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے جس سے بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے مگر ان مولویوں کی کن سے تشبیہ دوں وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اس کو کہا کہ اے مادر زاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو بتلاؤں کہ تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دعا کیا کر تا وہ تجھے آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دے دی اور اسی طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا اور اپنی شرط کے موافق پورا ہوا اور پھر دوسرے الہام کے موافق جو اسی زمانہ میں شائع ہو چکا۔ آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا اور سب مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہوا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔

یہ سب کچھ ہوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں تین سو تیرہ ۳۱۳ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے۔ سو ہر یک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔ ﴿۴۵﴾

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اول آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ ۱۷ برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبدالحق اور عبدالجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

﴿۴۶﴾ ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ’’انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ‘‘ الخ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

کہ حدیث میں چاند گرہن میں **قمر** کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ **ہلال** کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں۔ بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہیے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہیے تھی کہ ینکسف الھلال لِاَوّل لیلۃ ۔ سو اب سوچنا چاہیے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔ ﴿۴۷﴾

اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السّمٰوات والارض اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف و کسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجمین کے نزدیک معلوم و معروف ہے۔ یہ وہم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں اور اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔ ہر یک عقلمند جس کو ذرہ انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ لم تکونا کا لفظ آیتین سے متعلق ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔ پس اس جگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہوگا۔ بھلا اس میں وہ کونسا لفظ ہے۔ جس سے خارق عادت سمجھا جائے۔ اور جبکہ مطلوب صرف یہ بات تھی کہ **ان تاریخوں میں** کسوف خسوف رمضان میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا۔ صرف مہدی موعود کے لئے اتفاق ہوگا تو پھر کیا حاجت تھی کہ خدا تعالیٰ اپنے قدیم نظام کے برخلاف چاند گرہن پہلی رات میں جبکہ خود چاند کالعدم ہوتا ہے کرتا۔ خدا نے قدیم سے چاند گرہن کے لئے ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ مقرر کر رکھی ہیں۔ سو پیشگوئی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام اس روز ٹوٹ جائے گا۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان پیشگوئی کے لفظ صاف ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ لم تکونا کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی موعود کو ایک عزت دی جائے اور اس

کہ حدیث میں چاند گرہن میں **قمر** کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ **ہلال** کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں۔ بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہیے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہیے تھی کہ ینکسف الهلال لِاَوّل لیلۃ ۔ سو اب سوچنا چاہیے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔ ﴿۴۷﴾

اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السّمٰوات والارض اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف وکسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجمین کے نزدیک معلوم ومعروف ہے۔ یہ وہم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں اور اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔ ہر یک عقلمند جس کو ذرہ انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ لم تکونا کا لفظ آیتین سے متعلق ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔ پس اس جگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہوگا۔ بھلا اس میں وہ کونسا لفظ ہے۔ جس سے خارق عادت سمجھا جائے۔ اور جبکہ مطلوب صرف یہ بات تھی کہ **ان تاریخوں** میں کسوف خسوف **رمضان** میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا۔ صرف مہدی موعود کے لئے اتفاق ہوگا تو پھر کیا حاجت تھی کہ خدا تعالیٰ اپنے قدیم نظام کے برخلاف چاند گرہن پہلی رات میں جبکہ خود چاند کالعدم ہوتا ہے کرتا۔ خدا نے قدیم سے چاند گرہن کے لئے ۱۳۔۱۴۔۱۵ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷۔۲۸۔۲۹ مقرر کر رکھی ہیں۔ سو پیشگوئی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام اس روز ٹوٹ جائے گا۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان پیشگوئی کے لفظ صاف ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ لم تکونا کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی موعود کو ایک عزت دی جائے اور اس

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ **چشم دید تجربہ** اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا☆۔ ﴿۵۳﴾

سوچاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ سنو اور یاد رکھو! کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لے کر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توبی توبی

☆ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ **یتزوج ویولد لہ**۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر یک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ منہ

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ﴿۵۳﴾
ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ **چشم دید تجربہ** اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔
سو در حقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا
وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی
تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی
بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی
ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔☆

سوچا ہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔
بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ
تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے
گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں
کی طرح کر دیں گے۔ سنو اور یاد رکھو! کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں
کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری
پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی
جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں
کوئی شرط بھی نہ تھی اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا
اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لے کر روتے تھے اور پیشگوئی
کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں
سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی۔
پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توبی توبی

☆ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر یک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ منہ

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ **چشم دید تجربہ** اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔☆ ﴿۵۳﴾

سوچاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ سنو اور یاد رکھو! کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لے کر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو **تــوبــی تــوبــی**

☆ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ **یتزوج ویولد لہ**۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر یک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ منہ

وَیَخسِرُ الخاسِرُونَ۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃ لِذکری۔ اَنتَ مَعِی و اَنَا «۵۹»
کھولا جائے گا اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر ہو جائے گا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے
مَعَکَ۔ سِرُّکَ سِرِّی۔ وضعنا عنک وزرکَ الّذی انقض
ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی
ظَھرکَ۔ وَرَفَعْنَالکَ ذِکرکَ۔ یخوّفونکَ من دونہٖ۔
اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔
ائمّۃ الکفر۔ لا تخف اِنکَ اَنتَ الْاَعلٰی۔ غرستُ لکَ بیدی
یہ کفر کے پیشوا ہیں مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے
رحمتی وَقُدرتی۔ لن یجعل اللّٰہ لِلکافرین علی المؤمِنینَ سبیلا
درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو
ینصرکَ اللّٰہ فی مواطن۔ کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسُلی۔ لا مبدّل
خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو
لِکلماتہ۔ اَللّٰہ الّذی جَعَلکَ المسِیحَ ابْنَ مَریَم۔ قل ھٰذا فضل ربّی وَ
کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہہ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور
اِنّی اُجرّد نفسی من ضروب الخطاب یاعیسٰی اِنّی متوفّیکَ ورافِعُکَ
میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور
اِلَیَّ وجاعِل الّذین اتبعوک فوق الّذین کفروا اِلٰی یومِ القیامَۃ۔
اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔

بقیہ حاشیہ

اگر چہ ایسے لفظوں اور ایسی گالیوں میں جو دجال، شیطان، کذاب، کافر، اکفر، مکار کے نام سے ہیں اور دوسرے مولوی بھی اس کے ساتھ شریک ہیں بلکہ باطل پرست بطالوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعدی الاعداء ہے لیکن اس ہندوزادہ کی خباثت فطرتی اس لئے سب سے بڑھ کر ہے کہ باوجود محض جاہل ہونے کے یہ شعر بھی اردو میں کہتا ہے اور شعروں میں گالیاں نکالتا ہے اور نہایت بدگوئی سے افتراء بھی کرتا ہے اور بہتان کے طور پر ایسی دشنام دہی کرتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے شاعر بے ایمان گالیاں نکالا کرتے تھے۔ سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ ان شانئک ھو الابتر۔ سو اگر اس ہندوزادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔ منہ

ثمّ اعلم أیها الشیخ الضال، والدجال البطّال، أنّ الثمانیة الذین هم ﴿۲۵۱﴾

باز اے شیخ گمراہ ودجال بطال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار غُودک، ووَقودُ وُقودِک، الذین أُدخِلوا فی التسعة المخاطبین، فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو۔ وہیزم آتش افروختہ تو ہستند آنانکہ در نُہ مخاطبان داخل اند۔ پس یکے از آنہا

شیخک الضال الکاذب نذیرُ المبشّرین، ثم الدهلوی عبد☆ الحق

شیخ گمراہ و دروغگوتست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان رامی ترساند۔ باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین، ثم عبد اللّٰه التونکی، ثم أحمد علی السهارنفوری من المقلّدین،

رئیس لاف زنان است۔ باز عبد اللہ ٹونکی۔ باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتکبّرین الذی أضاع دینه بالکبر والتوهین، ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری ست کہ از تکبر وتوہین دین خود را ضائع کرد۔ باز محمد حسن

الأمروهی الذی أقبلَ علیّ إقبالَ مَن لبِس الصفاقة وخلَع الصداقة،

امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد۔ واز راستی خود را دور افگند۔

☆ الحاشیة: هذا الرجل لا یحسب العربیة المبارکة ام الالسنة. بل هی

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد۔ بلکہ عربی

عنده مستخرجة من العبریة. التی هی لها کالفُضلة. ویستیقن ان اثبات

نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است۔ حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است۔ واین شخص یقین می کند

هذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح. او کزندة مستعسرة الاقتداح. مع انا

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد۔ یا مثل سنگے است کہ ازان آتش بیرون نتواند آمد

فرغنا من فتح هذا المیدان. فی کتابنا منن الرّحمٰن. وسوف

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم۔ واین فراغت در کتاب

بدذات	ضمیمہ انجام آتھم ص ۶	خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰
بیہودہ	آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱	خزائن ج ۵ ص ۳۰۱
بلید آدمی	آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۸	خزائن ج ۵ ص ۳۰۸
بے چارہ	آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰۰	خزائن ج ۵ ص ۶۰۰
بدقسمت ایڈیٹر	نزول المسیح ص ۱۲	خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۰
بے حیاء	نزول المسیح ص ۶۲	خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰
پاگل	نزول المسیح ص ۶۴	خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۲
پر بدعت زاہد	ازالہ اوہام ص ۱۱۷/ح	خزائن ج ۳ ص ۱۵۷
بدمعاشی، بدذاتی، بے ایمانی	حقیقت الوحی ص ۲۱۲	خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۲
بدگو	تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴	خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵
بدکار آدمی	شہادت القرآن ص ۱۰	خزائن ج ۶ ص ۳۸۰
برہنہ	نور الحق ص ۳ ج ۱	خزائن ج ۸ ص ۴
بھیڑیے	اعجاز احمدی ص ۲۹	خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۰
پلنگ	اعجاز احمدی ص ۴۳	خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۴
بچھو	اعجاز احمدی ص ۷۵	خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸
بے حیاء	تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸	خزائن ج ۲۰ ص ۴۰
بالکل جاہل	کرامات الصادقین ص ۳	خزائن ج ۷ ص ۴۵
بالکل بے بہرہ	کرامات الصادقین ص ۳	خزائن ج ۷ ص ۴۵
پلیدوں	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۴/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸
بے باک اور بے شرم	انجام آتھم ص ۱۸/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۱۸
پلید فطرت	انجام آتھم ص ۳۶	خزائن ج ۱۱ ص ۳۶
بداطوار	انجام آتھم ص ۲۰۴	خزائن ج ۱۱ ص ۲۰۴
بدخلق	نور الحق ج ۱ ص ۶۴	خزائن ج ۸ ص ۸۸

Scanned with CamScanner

﴿۶﴾ مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام

آپ کے مجدّد صاحب نواب **صدیق حسن خان** مرحوم حجج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے۔ سو ایسے مولویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہوگا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہے مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں۔ اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے یا نہیں۔ یا ان کو معلوم ہوگا جو آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔ جو شخص ابتلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے۔ اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔ ﴿۳۰۱﴾

آپ کی ان بے ہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ تم مختاری اور مقدمہ بازی کا کام کرتے رہے ہو۔ آپ ان افتراؤں سے باز آجائیں آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ عاجز ان پیشوں میں کبھی نہیں پڑا کہ دوسروں کے مقدمات عدالتوں میں کرتا پھرے۔ ہاں والد صاحب کے زمانہ میں اکثر وکلاء کی معرفت اپنی زمینداری کے مقدمات ہوتے تھے اور کبھی ضرورتاً مجھے آپ بھی جانا پڑتا تھا مگر آپ کا یہ خیال کہ وہ جھوٹے مقدمات ہوں گے ایک شیطنت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے۔ کیا ہر یک نالش کرنے والا ضرور جھوٹا مقدمہ کرتا ہے یا ضرور جھوٹ ہی کہتا ہے۔

اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی۔ کیا جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے یا اپنے حقوق کے طلب کیلئے عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اس کو ضرور جھوٹ بولنا پڑتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ جس کو خدا تعالیٰ نے قوت صدق عطا کی ہو اور سچ

تھے۔ آپ کے تو والد صاحب بھی بیماری اور تپ کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتاں ﴿۳۰۸﴾
خیزاں میرے پاس آ جاتے تھے پھر آپ کو نئی روک کون سی پیش آ گئی تھی اور جبکہ آپ
اپنے ذاتی بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں
چھوڑنے والے نہیں تھے تو میں آپ کو اپنے مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔
ہاں میں نے آپ کے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا کیونکہ میں نے آپ کے
مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کر لیا تھا اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا کہ
آپ کو ایک مسہل دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپ کے اندر سے باستیفا
نکال دیا جائے۔ سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی خدا جانے کس غضب کا مادہ
آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے اور اللہ جلّ شانہٗ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدزبانی
پر بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر
تفسیق پر بہرحال صبر کر سکتا ہوں لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے پیرایہ درشتی آپ کی
بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادّہ خبیثہ کہ جو مولویت کے باطل تصور
سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے وہ بکلی نکل
جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتا
ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ
اور ایک غبی اور بلید آدمی ہیں۔ جن کو حقائق اور معارف کے کوچہ کی طرف ذرہ بھی
گذر نہیں اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو
ہلاک ہی کر دیا ہے۔ جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور دماغ
سے غرور کا کیڑا نہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں

﴿۶۰۰﴾ و رزق عبادہ من نفحات فیوضہ و برکات نورہ و ضیاءہ ۔ایک طرف کھڑے ہوکر قرآن کریم کے معارف بیان کریں اور ایک طرف میاں بٹالوی فرقان حمید کے کچھ حقائق بیان کرنا چاہیں تو مجھے یقین ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت موصوف کے مقابل پر یہ بیچارہ نیم مُلّا گرفتارِ عُجب و پندار بٹالوی ایسا عاجز اور پیچھے رہ جاوے کہ ہریک عقلمند اس پر ہنسے مجھے ہر بار یہی تعجب آتا ہے کہ یہ حاطب اللیل باوجود اپنے اس بیجا تکبر اور کذب صریح کے کیوں اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور خبث نفس سے علماء اور فضلاء کا حقارت سے نام لیتا ہے۔اس کی مولویت اور اس کے ظنون فاسدہ کا فیصلہ نہایت آسان ہے۔جس کا اب بفضلہٖ تعالیٰ وقت پہنچ گیا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ میں اس فیصلہ کیلئے ایک معیار کامل اس مضمون کے اخیر میں بیان کروں گا۔اب چند اعتراضات ضروریہ کا جواب دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

قولہ۔نبیوں کی بھی پیشگوئیوں کا سچا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔صفحہ ۲۶۔

اقول ۔اس سوال سے معترض نادان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز سے کوئی پیش گوئی خلاف واقعہ نکلی ہے۔پس واضح ہو کہ یہ فیصلہ تو آسان ہے۔معترض پر واجب ہے کہ ایک جلسہ مقرر کر کے وہ الہام اس عاجز کا پیش کرے کہ جو بقول اس کے نفس الہام میں غلطی ہو نہ کسی ظنی اور خیالی تعبیر میں۔لیکن ایسے شخص کیلئے کچھ سزا بھی چاہیئے تا بار بار دروغ گوئی کی نجاست کی طرف نہ دوڑے۔

قولہ۔جس شخص کی کوئی پیشگوئی سچی نکلے اور کوئی جھوٹی۔وہ سچی پیشگوئی میں ملہم ہوسکتا ہے۔

اقول ۔اے محجوب نادان۔کوئی پیشگوئی اس عاجز کی بفضلہٖ تعالیٰ آج تک جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تین ہزار کے قریب اب تک سچی نکلیں اور نکلتی جاتی ہیں۔رہی اجتہادی غلطی،سو بخاری کو کھول اور ذھب وھلی کا مضمون یاد کر۔اور ان لوگوں کی مشابہت سے ڈر جو بعض پیشگوئیوں کی اجتہادی غلطیوں کو دیکھ کر مرتد ہوگئے تھے۔

قولہ ۔ایسا شخص اگر جھوٹ بولتا ہو۔لوگوں کے مال ناجائز مارتا ہو الخ تو پھر بھی وہ اگر اس کی کوئی پیشگوئی سچی نکل آوے۔ملہم،ولی،محدث اور خدا کا مخاطب ہوسکتا ہے؟

اقول ۔آپ جیسے نابکار مفتریوں نے انبیاء پر بھی یہی الزام لگائے تھے۔حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی تہمت۔حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر مال حرام کی اور اس زمانہ کے کور باطن عیسائی وغیرہ ایسے ہی الزام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں کہ فلاں قافلہ کا مال بغیر کسی موقعہ لڑائی کے لوٹ لیا۔ چنانچہ ان الزاموں سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔اب اگر یہ سوال ہو کہ ایک شخص نے ہزارہا

﴿۱۲﴾ اور ناپاک اور دِلآزار جھوٹوں کے شائع کرنے کی وجہ سے **پیسہ اخبار** سے باز پُرس کرے اور ایسی جھوٹی موتوں کا اُس سے **ثبوت** طلب کرے اور قانون کی حد تک اُس کو پوری سزا کا **مزا چکھاوے۔**

غور کا مقام ہے کہ ایک تو واقعی طور پر ملک میں طاعون نے تشویش پھیلا رکھی ہے اور دُوسرے اس جھوٹی طاعون کے شائع کرنے کا پیسہ اخبار نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ پھر اگر ایسی صورت میں یہ گورنمنٹ جو رعایا کی **ہمدرد ہے** ایسے کھلے کھلے جھوٹ کے وقت میں جس کا نہایت دلیری سے ارتکاب کیا گیا ہے ایسے **مُنہ پھٹے** انسان سے **مواخذہ** نہ کرے تو نہ معلوم دروغگوئی میں کس حد تک اس شخص کا حال پہنچ جائے گا اور کن کن دِلوں کو بے وجہ دُکھائے گا۔ ہنوز ابتدائی حالت ہے تھوڑی **سزا** سے بھی **متنبہ** ہوسکتا ہے پس کم سے کم دروغگوئی کی یہ سزا ہے کہ بلاتوقف اس کی یہ اخبار بند کردی جاوے یا علاوہ اس کے اور کوئی مناسب سزا دی جاوے اور اگر گورنمنٹ کو اس ہماری تحریر میں **شبہ ہو** تو اپنے کسی افسر کو قادیان میں بھیج کر تحقیق اور تفتیش کرلیں کہ کیا یہ تحریر **واقعی** ہے یا غیر واقعی۔ بدقسمت اڈیٹر نے اس گندے جُھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغگو اور مُفتری ثابت کر دیا ہے اور افسوس تو یہ ہے کہ اس جھوٹ سے اس کو کچھ **فائدہ نہیں ہوا** کیونکہ اصل مطلب اس دروغگوئی سے اُس کا یہ تھا کہ تا اِس بات کو ثابت کرے کہ گویا ہم نے اپنے رسالہ **دافع البلاء** میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں آئے گی اور طاعون آ گئی۔ **کاش** اگر وہ رسالہ دافع البلاء کو ذرہ غور سے پڑھ لیتا اور اس کے صفحہ پانچ کے حاشیہ کو دیکھ لیتا جس کو ہم نے اس رسالہ میں نقل کر دیا ہے تو اس دروغگوئی کی لعنت سے بچ جاتا۔ اس کا یہ عذر صحیح نہیں ہوگا کہ بد بخت شریروں اور جھوٹوں نے قادیان سے مجھے خبر دی اس لئے مَیں نے جھوٹ کو شائع کر دیا کیونکہ شائع کرنے کا ذمہ دار وہ ہے نہ کوئی اور شخص بلکہ اس نے تو ساتھ ہی دوسرے چند اخباروں کو بھی آلودہ کیا۔ اس کو خوب **معلوم** تھا کہ قادیان کے آریہ اُس وقت سے جبکہ **لیکھرام** کے حق میں **پیشگوئی پوری** ہوئی دِل سے اس سلسلہ کے ساتھ عناد رکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذہب بھی ان کے ہمرنگ ہیں پھر وہ کیونکر ایسے امین ٹھہر سکتے ہیں کہ اُن کے بیان کی تفتیش ضروری نہیں اور با ایں ہمہ پیسہ اخبار اس بات کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ وہ آدم کے سانپ کی طرح

اس قدر تصانیف عربیہ جومضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر
انسان ان کوانجام دے سکتا ہے۔کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے طیار ہوگئیں اور ﴿۶۴﴾
ہزار ہا معارف اور حقائق دینی وقرآنی جو اِن کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں
ہیں۔اس قدر بے شرمی سے منہ کھولنا کیا انسانیت ہے۔ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی
سے جیتے ہی مرجائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اِس قدر
کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کردیں مگر خوداُن کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس
ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن کتابوں کے تالیف کرکے
دکھلائیں مگر کچھ نہیں کرسکے صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْنَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَا کہ
اگر ہم چاہیں تو اِس کی مانند کہہ دیں لیکن جس حالت میں ان کو گالیاں دینے کے لئے تو خوب فرصت
ہے تو پھر کیا وجہ کہ ایک عربی رسالہ کی تالیف کے لئے فرصت نہیں ہے اور جس حالت میں ہزاروں
اشتہار گالیوں کے چھاپ کر شائع کر رہے ہیں تو پھر کیا وجہ کہ عربی کتاب کے چھاپنے کے لئے اِن کے
پاس کچھ نہیں ہے۔مَیں خیال نہیں کرتا کہ کوئی عاقل ایسے عذرات اِن کے کو قبول کرسکے اور صرف
چند فقرے بیس ہزار فقروں میں سے پیش کرکے یہ کہنا کہ یہ مسروقہ ہیں یہ اِس درجہ کی بے حیائی ہے جو
بجز پیر مہر علی شاہ کے کون ایسا کمال دِکھلا سکتا ہے۔

اے نادان! اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزار ہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی
افسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہوسکتی ہیں تو اِس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا منہ بند کر رکھا
ہے کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کرسکو۔اُن لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے
ہضم کیا جو درحالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورۃ کی بھی تفسیر عربی بلیغ
فصیح میں تالیف کرکے شائع نہ کرسکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔اگر آپ کی نیت بخیر
ہوتی تو میرے مقابل تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی
ساعت میں سیاہ ہوجاتا۔خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ہم نے کئی مرتبہ
یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو پھر عربی زبان جاننے والے اُس کے منصف

﴿۶۴﴾ ہو سکتی ہے کہ صرف مُنہ سے یہ کہہ دیں کہ یہ کتاب غلط ہے یا فلاں کتاب سے بعض فقرے اس کے چُرائے گئے ہیں۔ بھلا اس سے اپنا کمال کیا ثابت ہوا اور اگر کمال ثابت نہیں تو کیونکر قبول کیا جائے کہ نکتہ چینی صحیح ہوگی۔ بلکہ جو شخص ایسے لائق اور کامل انسانوں پر اعتراض کرتا ہے کہ جو لوگ اپنے کمال کا کچھ نمونہ دکھا دیتے ہیں اُس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا۔ اگر انسان ایسا سُلطان القلم ہو جائے کہ امور علمیہ اور حکمیہ کو انواع اقسام کی رنگین عبارتوں اور بلیغ فصیح استعارات میں ادا کر سکے اور اُس کو موہبت الٰہیہ سے نظم اور نثر میں ایک ملکہ ہو جائے اور تکلف اور عجز باقی نہ رہے تو پھر ایسے کمال تام کی حالت میں اگر اُس کی عبارتوں میں مناسب مقاموں اور محلوں میں بعض آیات قرآنی آجائیں یا متقدمین کے بعض امثال یا فقرات آجاویں تو جائے اعتراض نہ ہوگا کیونکہ اس کی طلاقت لسانی کا کمال ایک ثابت شدہ امر ہے جو دریا کی طرح بہتا اور ہوا کی طرح چلتا ہے۔ وہ لعنتی کیڑا ہے نہ آدمی جو خود بے ہنر ہو کر ایسے شخص کی بلاغت اور فصاحت پر اعتراض کرے جس نے بہت سی عربی کتابیں تالیف کر کے بلیغ فصیح عبارت کا معجزہ ثابت کر دکھایا اور ظاہر کر دیا کہ اس کو بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحرِ ذخار کی طرح دیا گیا ہے۔ اس قسم کے خبیث طبع ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جو خدا کی کلام پر بھی اعتراض کرتے ہوئے نہیں ڈرے اور باوجود تہی مغز ہونے کے نکتہ چینی سے باز نہ آئے۔ مثلاً جن خبیث لوگوں نے اعتراض کیا کہ قرآن شریف کی سورۃ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ[1] کے بعض فقرات دیوان امرء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس ہے یعنی وہ فقرات اس سے لئے گئے ہیں ان کو یہ خیال آنا چاہیے تھا کہ قرآن شریف کے وہ تمام قصے پہلی کتابوں کے جو نہایت رنگین عبارت میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ الٰہیات کے معارف حقائق جو اس میں معجزانہ عبارت میں بیان کئے گئے ہیں وہ عرب کے کس شاعر کی کلام کا اقتباس ہے۔ پس ایسے شخص اندھے ہیں نہ سوجاکھے جو اس کمال کو نہیں دیکھتے جو ایک دریا کی طرح بہتا ہے اور ایک دو فقرہ میں توارد پا کر بدظنی پیدا کرتے ہیں یہ لوگ اسی مادّہ کے آدمی ہیں جیسا کہ وہ شخص تھا جس کے منہ سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[2] نکلا تھا اور اتفاقاً وہی آیت نازل ہوگئی تب وہ مرتد ہوگیا کہ میرا ہی فقرہ قرآن میں داخل کیا گیا۔ اب پیر مہر علی شاہ صاحب کی کرتوت کو دیکھنا چاہیے کہ خود

[1] القمر: ۲ [2] المؤمنون: ۱۵

﴿۱۰۴﴾ اُن راستبازوں کی طرف کھنچے چلے آئے اور جو شرارت اور شیطان کی ذرّیت تھے وہ اس تحریک سے
خوابِ غفلت سے جاگ تو اُٹھے اور دینیات کی طرف متوجہ بھی ہو گئے لیکن بباعث نقصان استعداد
حق کی طرف رُخ نہ کر سکے سو فعل ملائک کا جو ربّانی مصلح کے ساتھ اُترتے ہیں ہر یک انسان پر
ہوتا ہے لیکن اس فعل کا نیکوں پر نیک اثر اور بدوں پر بد اثر پڑتا ہے ۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ۔۔۔ در باغ لالہ روید در شورہ بوم وخس

﴿۱۰۵﴾ اور جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں یہ آیت کریمہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ
مَرَضًا[1] اسی مختلف طور کے اثر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ
نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں

بقیہ حاشیہ

روحانی برکات کا جو اپنے مذہب کی اتباع سے اس کو حاصل ہوں اس عاجز سے موازنہ کرے
﴿۱۱۵﴾ لیکن آج تک کوئی مقابل پر نہیں اُٹھا اور نہ انسان ضعیف اور ہیچ کی یہ طاقت ہے کہ صرف
اپنی مکاری اور شرارتوں کے منصوبہ سے یا متعصبانہ ہٹ سے اس سلسلہ کے سامنے کھڑا
ہو سکے جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اس
سلسلہ کے سامنے اپنی برکات نمائی کی رو سے کھڑا ہو تو نہایت درجہ کی ذلت سے گرادیا
جائیگا کیونکہ یہ کام اور یہ سلسلہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ اُس ذات زبردست اور قوی کی
طرف سے ہے جس کے ہاتھوں نے آسمانوں کو اُن کے تمام اجرام کے ساتھ بنایا اور زمین کو
اس کے باشندوں کے لئے بچھادیا۔ افسوس کہ ہماری قوم کے مولوی اور علماء یُوں تو تکفیر کے
﴿۱۱۶﴾ لئے بہت جلد کاغذ اور قلم دوات لیکر بیٹھ جاتے ہیں لیکن ذرہ سوچتے نہیں کہ کیا یہ ہیبت اور
رعب باطل میں ہوا کرتا ہے کہ تمام دنیا کو مقابلہ کے لئے کہا جائے اور کوئی سامنے نہ آسکے
کیا وہ شجاعت واستقامت جھوٹوں میں بھی کسی نے دیکھی ہے جو ایک عالم کے سامنے اس
جگہ ظاہر کی گئی۔ اگر انہیں شک ہے تو مخالفین اسلام کے جسقدر پیشوا اور واعظ اور معلّم ہیں اُن
کے دروازہ پر جائیں اور اپنے ظنون فاسدہ کا سہارا دیکر انہیں میرے مقابلہ پر روحانی امور
کے موازنہ کے لئے کھڑا کریں پھر دیکھیں کہ خدائے تعالیٰ میری حمایت کرتا ہے یا نہیں۔ اے
﴿۱۱۷﴾ خشک مولویو! اور پُر بدعت زاہدو! تم پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں عوام الناس سے زیادہ تو کیا

[1] البقرۃ : ۱۱

صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ☆ مہینے کے اندر نہیں مرے گا۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بیبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مَرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ''بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔'' مگر آتھم نے اُسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔ اِس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ آدمی ہیں۔ جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس۵۰ کے قریب اب تک اُن میں سے زندہ ہوں گے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ مُنہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اِس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔ الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جب تک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا۔ کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے ﴿۲۱۳﴾

☆ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ حالانکہ عیسائی مذہب کے سارے بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہٰذا اُس کی اِس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائے گا۔ تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو میں نے اس دوسرے الہام کی رو سے اُسکی موت کے بارہ میں شائع کیا تھا وہ پندرہ۱۵ مہینے کے اندر مر گیا۔ سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اُس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ۱۵ مہینے قائم رکھے جس کے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گھروں میں ماتم اور سیاپا ہے۔ منہ

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آ گئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ جس کو آج تک بارہ۱۲ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اس کو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اس کی زندگی میں ہی اس کو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کے لئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اس کی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اس کو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اس کی بڑی نامرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔ ﴿۱۴﴾

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:۔

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلًا فَاسِقًا ☆	غُوْلًا لَعِیْنًا نُطْفَۃَ السُّفَہَاءِ
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ	
شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ	نَحْسٌ یُسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجُہَلَاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے	

☆ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت صحت نیت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خداتعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خداتعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُداتعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خداتعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خداتعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ ﴿۲﴾

الـحُـلل الإنسانية والديانة الإيمانية، وتبعوه أمثالـه جهلا وحمقا، وما
اور برہنہ اور ایمانی دیانت سے عاری ہے اور اس کے پیرو اسی کی مانند ہیں جو محض جہل اور حمق
كـنـا كـمـجهول لا يُعْرَف، بل كانوا على إسلامنا مطّلعين. وما صرنا
سے اس کے پیچھے ہو لئے اور ہم ایسے نہیں تھے جو ہمارا حال ان سے پوشیدہ ہو بلکہ ہمارے اسلام پر وہ مطلع تھے اور
بتكـفيـرهـم كـافريـن عـند الله، ولكن سُبِرَ إيمانهم وتقواهم ومبلغ
ان کے کہنے سے ہم خدا کے نزدیک کافر نہیں ہو گئے مگر ان کا ایمان اور ان کا تقویٰ اور ان کا اندازہ
فهـمهم وعلمهم، وتبيّنَ ما كانوا يسترون، وبَان أنهم كانوا حاسدين.
فہم اور علم سے آزمایا گیا اور جو کچھ وہ چھپاتے تھے وہ سب ظاہر ہو گیا اور کھل گیا کہ وہ حاسد ہیں۔
يا حسرة عـليهـم ما عطف إلينا أحد منهم ليسأل ما أشكل عليه حلمًا
ان پر افسوس کہ ان میں سے ایک بھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا تا اپنی مشکلات کی نسبت حلم
ورفـقًـا، وما سمعْنا صَكّةَ مستفتحٍ من المسترشدين. ومـا جاء نا أحد
اور رفق سے سوال کرتا اور ہم نے کسی کھٹکھٹانے والے کا کھٹکا نہ سنا جو رشد حاصل کرنے کا طالب ہو اور کوئی
مـنهم بصدق القلب وصحة النيّة، بل بادروا إلى التكفير وكفّروا قبل
ان میں سے ہمارے پاس صدق قلب اور صحت نیت سے نہ آیا بلکہ جھٹ پٹ تکفیر کی طرف دوڑے اور
أن يثبُـت كـفـرنـا. ثـم مـا اقـتـصـروا عـليه بل قالوا إن هؤلاء مرتدون
قبل اس کے جو ہمارا کفر ثابت ہو کافر ٹھہرایا اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ یہ لوگ مرتد
﴿۴﴾ خـارجـون من الدّين، وفي قـتـلـهـم أجـر عظيم، ونهبُ أموالهم حلالٌ
اور دین سے خارج ہیں اور ان کا قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے اور ان کا مال لوٹنا اگرچہ چوری سے ہی
طيب ولو بالسرقة، وأخذُ نسائهم وسبيُ ذراريهم عملٌ صالح حسن،
کیوں نہ ہو حلال طیب ہے اور ان کی عورتوں کو پکڑ لینا اور ان کی اولاد کو غلام بنا لینا عمل صالح میں داخل ہے
ومَـن انسـل بسُـحرة وسقط على أحد من مسافريهم كاللصوص فهو
اور جو شخص فجر کو پہلے وقت اٹھے اور جنگل میں نکل جائے اور ان کے مسافروں میں سے کسی پر چوروں کی طرح ڈاکہ مارے

اَرَى الْمَوْتَ يَعْتَامُ الْمُكَفِّرَ بَعْدَهٗ ۔۔۔ بِمَا ظَهَرَتْ آيُ السَّمَاءِ وَتَظْهَرُ

اب کافر کہنے والا گویا مر جائے گا۔ کیونکہ ہمارے غلبہ سے خدا کا نشان ظاہر ہوا

وَلَمَّا اعْتَدَى الْاَمْرَتْسَرِيُّ بِمَكَائِدٍ ۔۔۔ وَاَغْرٰى عَلٰى صَحْبِىْ لِئَامًا وَّكَفَّرُوْا

اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا۔ اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برانگیختہ کیا

فَقَالُوْا لِيُوْسُفَ مَا نَرَى الْخَيْرَ هٰهُنَا ۔۔۔ وَلٰكِنَّهٗ مِنْ قَوْمِهٖ كَانَ يَحْذَرُ

پس اُنہوں نے منشی محمد یوسف کو کہا کہ اس قسم کی بحث اور بیس منٹ مقرر کرنے میں ہمیں خیر نظر نہیں آتی مگر وہ اپنی قوم سے ڈرتا تھا

هُنَاكَ دَعَوْا رَبًّا كَرِيْمًا مُّؤَيِّدًا ۔۔۔ وَقَالُوْا حَلَلْنَا اَرْضَ رُجْزٍ فَنَصْبِرُ

تب انہوں نے خدا کی جناب میں دُعائیں کیں اور کہا کہ ہم پلید زمین میں داخل ہو گئے پس ہم صبر کرتے ہیں

فَمَا بَرِحُوْهَا وَالرِّمَاحُ تَنُوْشُهُمْ ۔۔۔ وَلَا طَعْنَ رُمْحٍ مِثْلَ طَعْنٍ يُكَرَّرُ

پس وہ اس زمین سے الگ نہ ہوئے اور نیزے ان کو خستہ کر رہے تھے اور کوئی نیزہ اس طعنہ کی طرح نہیں جو بار بار کہا جاتا ہے

﴾۴۳﴿ وَقَامَ ثَنَاءُ اللّٰهِ فِى الْقَوْمِ وَاعِظًا ۔۔۔ فَصَارُوْا بِوَعْظِ الْغُوْلِ قَوْمًا تَنَمَّرُوْا

اور ثناء اللہ نے قوم میں وعظ کیا۔ پس ایک غول کے وعظ سے وہ پلنگ کی طرح ہو گئے

وَذَكَّرَهُمْ صَحْبِىْ مُكَافَاتِ كُفْرِهِمْ ۔۔۔ وَهَلْ يَنْفَعَنْ اَهْلَ الْهَوٰى مَا يُذَكِّرُ

اور میرے دوستوں نے پاداشِ انکار یاد دلایا۔ مگر بھلا ہوا پرستوں کو کوئی وعظ فائدہ دے سکتا ہے؟

تَجَنّٰى عَلَىَّ اَبُوالْوَفَاءِ ابْنُ الْهَوٰى ۔۔۔ لِيُبْعِدَ حَمْقٰى مِنْ جَنَاىَ وَيَزْجُرُ

ثناء اللہ نے میرے پر نکتہ چینی شروع کی جو ہوا و ہوس کا بیٹا تھا۔ تا احمقوں کو میرے پھل سے محروم رکھے

وَخَاطَبَ مَنْ وَّافَاهُ فِىْ اَمْرِ دَعْوَتِىْ ۔۔۔ وَقَالَ يَمِيْنُ اللّٰهِ مَكْرٌ تَخَيَّرُوْا

اور ہر ایک جو اس کے پاس آیا اس کو اس نے مخاطب کیا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم! یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا گیا

وَاَقْسَمَ بِاللّٰهِ الْغَيُوْرِ مُكَذِّبًا ۔۔۔ فَيَا عَجَبًا مِّنْ مُّفْسِدٍ كَيْفَ يَجْسُرُ

اور اُس نے خدائے غیور کی قسم کھائی۔ پس تعجب ہے مفسد سے۔ کیسی دلیری کر رہا ہے

فَطَائِفَةٌ قَدْ كَفَّرُوْنِىْ بِوَعْظِهٖ ۔۔۔ وَطَائِفَةٌ قَالُوْا كَذُوْبٌ يُّزَوِّرُ

پس ایک گروہ نے اس کے وعظ سے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بیان کر رہا ہے

اَتَعْصُوْنَ بَغْیًا مَّنْ اَتٰی مِنْ مَّلِیْکِکُمْ　　　وَقَدْ تَمَّتِ الْاَخْبَارُ وَالْاٰیُ تَبْھَرُ

کیا تم محض بغاوت کے رُو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وَقَدْ قِیْلَ مِنْکُمْ یَأْتِیَنَّ اِمَامُکُمْ　　　وَذٰلِکَ فِی الْقُرْآنِ نَبَأٌ مُّکَرَّرُ

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا۔ اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے

پیر مہر علیشاہ کی نسبت

اَتَانِیْ کِتَابٌ مِّنْ کَذُوْبٍ یُّزَوِّرُ　　　کِتَابٌ خَبِیْثٌ کَالْعَقَارِبِ یَأْبُرُ

مجھے ایک کتاب کذّاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن

فَقُلْتُ لَکِ الْوَیْلَاتُ یَا اَرْضَ جُوْلَرَ　　　لُعِنْتِ بِمَلْعُوْنٍ فَاَنْتِ تُدَمَّرُ

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تَکَلَّمَ ھٰذَا النِّکْسُ کَالزُّمْعِ شَاتِمًا　　　وَکُلُّ امْرِءٍ عِنْدَ التَّخَاصُمِ یُسْبَرُ ﴿۷۶﴾

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔ اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے

اَتَزْعَمُ یَا شَیْخَ الضَّلَالَةِ اَنَّنِیْ　　　تَقَوَّلْتُ فَاعْلَمْ اَنَّ ذَیْلِیْ مُطَھَّرُ

کیا تو اے گمراہی کے شیخ! یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے؟ پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

اَتُنْکِرُ حَقًّا جَآءَ مِنْ خَالِقِ السَّمَا　　　سَیُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمَانُ مَا اَنْتَ تُنْکِرُ

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کرے گا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

اِذَا مَا رَأَیْنَا اَنَّ قَلْبَکَ قَدْ غَسَا　　　فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ وَالْقَلْبُ یَضْجَرُ

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بے قرار تھا

اَتَخَذْتُمْ طَرِیْقَ الشِّرْکِ مَرْکَزَ دِیْنِکُمْ　　　اَھٰذَا ھُوَ الْاِسْلَامُ یَا مُتَکَبِّرُ

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اے متکبر!

وَمَا اَنَا اِلَّا نَائِبُ اللّٰہِ فِی الْوَرٰی　　　فَفِرُّوْٓا اِلَیَّ وَ جَانِبُوا الْبَغْیَ وَاحْذَرُوْا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ یَأْتِیْ مِنَ السَّمَا　　　وَمَا کَانَ اَنْ یُّطْوٰی وَیُلْغٰی وَیُحْجَرُ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہو گا کہ موقوف رکھی جائے گی اور باطل کی جائے گی اور روک دی جائے

تمام خلیفے اسی اُمت میں سے پیدا ہوں گے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہوں گے اور صرف ایک اُن میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہوں گے یعنی نام لے کر اُن کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی اور یہ منکم کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ پس اگر ایک غور کرنے والا اس جگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت اختیار نہ کرے تو اس کو ان تین منکم کے لفظوں پر نظر ڈالنے سے یقین ہو جائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعویٰ کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان بز را ئے حیانہ ہو تو اُس کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے۔ کیا یہ دلائل میرے دعوے کے ثبوت کے لئے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے اس قدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اُس کا ظہور ہوگا۔ اور صحیح بخاری میں میرا تمام حُلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو میرے حلیہ میں فرق ہے وہ ظاہر کر دیا ہے اور ایک حدیث میں صریح یہ اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہند میں ہوگا کیونکہ دجال کا بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے اور پھر دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا۔ زمین پر طاعون کا پھیلنا۔ حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا۔ اونٹ بیکار ہو جانے۔ حج روکا جانا۔ صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صد ہا نشانوں کا ظاہر ہونا۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کے لئے یہی وقت ہونا۔ صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا۔ ہزار ہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کے لئے خوابیں دیکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری اُمت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزار ہا لوگوں کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے راستبازی اور پاکدلی اختیار کرنا۔ اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑنا یہاں تک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کی طرح گداز ہونا شروع

اما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ ﴿۳﴾
اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص
کرکے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی
طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان
کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص
عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور
ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے
ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و
حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے
تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا
اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں
کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہٗ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا
کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بٹالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد
کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور
ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بطالوی صاحب نے ان کا
نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے
ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور
مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کر و فر سے بیان کیا تا اس
وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

اما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ {۳}
اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص
کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی
طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان
کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص
عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور
ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے
ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و
حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے
تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا
اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں
کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہٗ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا
کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بٹالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد
کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور
ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بٹالوی صاحب نے ان کا
نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے
ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور
مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کرّوفر سے بیان کیا تا اس
وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

﴿۲۴﴾ کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا

ہیں۔ جیسا کہ ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام متعین فتح گڈھ نے اسی قسم کی آنجناب کی نسبت بے ادبیاں کیں۔ مگر کیا ان بدکاروں نجاست خواروں کی بے ادبیوں سے جو زندہ خدا کو چھوڑ کر ایک ناچیز مردہ کی پوجا میں لگ گئے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت کی شان میں کچھ فرق آ گیا؟ نہیں۔ بلکہ یہ تمام زیادتیاں انہیں پر حسرتیں ہیں۔

پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا یک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بدزبانی کی تو اس غلط فہمی کی واقعی ذلت انہیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انہیں کے منہ پر لگی اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ چنانچہ صدہا آدمیوں نے بعد اس کے رو رو کے توبہ کی کہ ہم غلطی پر تھے۔ غرض کسی جھوٹی خوشی سے کسی پر سچا الزام نہیں آ سکتا اور نہ جھوٹے الزام سے کوئی واقعی دھبہ کسی کی عزت کو لگ سکتا ہے اور نہ اس سے کسی کی واقعی فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ وہ انجام کے لحاظ سے ان لوگوں پر لعنت کا داغ ہے جنہوں نے ایسی جھوٹی خوشی کی۔

پس آتھم کی نسبت جس قدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔ اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں۔

اب ڈھونڈو آتھم کہاں ہے۔ کیا پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ قبر میں داخل نہیں ہوا۔ کیا وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔

اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤں گا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کے موافق اپنے پاک الہام کو پورا کرتا۔ آتھم تو اسی وقت مر گیا تھا جبکہ میری طرف سے چار ہزار کے انعام کے ساتھ متواتر اس پر حجت پوری ہوئی اور وہ سر نہ اٹھا سکا۔ پھر خدا نے اس کو نہ چھوڑا جب تک قابض ارواح کے اس کو سپرد نہ کر دیا۔

پیشگوئی ہر ایک پہلو سے کھل گئی۔ اب بھی اگر جہنم کو اختیار کرنا ہے تو میں عمداً گرنے والے کو پکڑ نہیں سکتا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ ان سب پر پوری اطلاع پا کر ایک متقی کا بدن کانپ جاتا ہے۔ اور پھر وہ خدا سے شرم کرتا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی سے انکار کرے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اول چاہئے کہ وہ

یہ لوگ بے خبر ہیں دیکھو انوار الاسلام اور اشتہار ہزار روپیہ۔ دو ہزار روپیہ۔ تین ہزار روپیہ۔ چار ہزار روپیہ اور رسالہ ضیاء الحق اور آخری اشتہار ۳۰ ر دسمبر ۱۸۹۵ء جس کے سات ماہ بعد آتھم اپنی بیباکی کی جزا کو پہنچ گیا۔ ﴿۱۸﴾

میرا یہ خیال بھی ہے کہ آتھم زہر خورانی کے دعویٰ میں تو بالکل جھوٹا ہے لیکن باقی تین حملوں کے دعویٰ میں شائد ایک اصلیت بھی ہو اور وہ یہ ہے کہ شاید یونس کی قوم کی طرح ایسے پیرایوں میں فرشتے اس کو نظر آئے ہوں جن کا وہ خود **خونی فرشتے** نام رکھتا ہے اور پھر اس نے عمداً یا کسی قدر سہو کی آمیزش سے ان حملوں کو انسانی حملے خیال کر لیا ہو اور اصل واقعہ کو گڑبڑ کر دیا ہو یہ اس حالت میں ہے کہ کسی قدر اس کو بھلا مانس آدمی خیال کر لیا جائے۔ لیکن یقیناً عیسائی لوگ اس تاویل پر راضی نہیں ہوں گے۔ پس دوسرا احتمال صرف یہ ہے کہ اس نے عمداً ایک گندے اور ناپاک جھوٹ اور افترا سے کام لیا تا اس خوف کو چھپاوے جو اس کے مضطربانہ افعال سے ظاہر ہو چکا تھا۔

غرض اگر اس کے بیان پر اعتبار کیا جائے تو ان حملوں کو فرشتوں کے تمثلات مان لینا چاہیے ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ سخت نالائق اور مکروہ جھوٹ کو اس نے حق پوشی کے لئے استعمال کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ

ان کی سراسیمگی اور بیقراری سے ظاہر ہو چکا تھا وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کا سبب الہامی پیشگوئی نہیں تو ایسا سبب ضرور ہونا چاہیے جو نہایت ہی قوی اور عظیم الشان ہو جس سے یقینی طور پر موت کا اندیشہ دل میں جم سکے۔ سو جھوٹ کی بندشوں سے کام لے کر یہ خوف کے اسباب تراشے گئے مگر ان بہتانوں نے جو نہایت مکروہ طور پر غیر محل پر استعمال کئے گئے آتھم صاحب کی اندرونی حالت بلکہ عیسائیت کے لب لباب کو اور بھی پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس نظیر نے ثابت کر دیا کہ ان کی فطرت میں کس قدر قابل شرم خُبث بھرا ہوا ہے جو ایسے ظلم اور جھوٹ اور بناوٹ اور سراسر بے اصل بہتان باندھنے کا محرک ہوا۔

مگر یہ چاروں بہتان آتھم صاحب کو ملزم کرتے تھے۔ افسوس کہ آتھم صاحب کے ان بہتانوں سے عقلمندوں کے نزدیک اگر کچھ نتیجہ پیدا ہوا تو صرف یہی کہ یہ عیسائی لوگ جھوٹ بولنے میں سخت بیباک اور بے شرم ہیں۔ کون نہیں سمجھ سکتا کہ ان جھوٹے اور بے ثبوت بہتانوں سے ان کا منہ کالا ہو گیا تھا اور اس کلنگ کو دور کرنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ یا تو عدالت

﴿۳۶﴾ یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلا وے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکرداس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کر کے تو دکھلا وے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہو سکیں گے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرق جسم کے ایک نہیں ہو سکتے پھر ایسے تین مجسّم جن میں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفریق جائز نہیں کیونکر ایک ہو سکتے ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہو جاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا ان کے گاڈ صاحب کو بھی **شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں**۔ تمام مدار کونسل پر ہے۔

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسی خلاف عقل باتوں سے پاک ہے توہین اور تحقیر کر رہے ہیں اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجالی فریبوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہراویں اور بُری بُری تصویروں میں اس نورانی شکل کو دکھلاویں۔ بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے موسیٰ کی تصویر کھینچ کر دکھلاتے اور اس طرح کھینچتے کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور بے رحم انسان ہاتھ میں تلوار لے کر شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ایسا ہی یشوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں یہ دکھلاتے کہ گویا اس نے لاکھوں بے گناہ بچوں کو ان کی ماؤں کے سمیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے میدان میں پھینک دیا ہے۔

﴿۲۰۴﴾ یموت بعد الإنکار من الرجوع والإنابة، والإصرار علی الکذب والفِریة،

رجوع واصرار بر دروغ خواہد مرد۔

فنُوالی شکر اللّٰہ المنّان، أنہ فعَل کما کُتب قبل ہذا الزمان، وأتمّ کما

پس ما شکر خدائے منان متواتر می کنیم کہ او چنانکہ پیش زین نوشتہ شدہ بود ہمچنان کرد۔ وز انسان بکمال

کنت ألهَجُ بشوق الجنان، ومات "آتم" بعد مرور نصفٍ من الأشہر المسیحیة،

رسانید کہ من بشوق دل آرزوی کردم۔ وآتم بعد گزشتن نصف از ماہ ہائے عیسائیان یعنی در ماہ جولائی ۱۸۹۶ء بمرد۔

وما نفعہ فرارہ من البلدة إلی البلدة، وإن شئت فافہَمْ زمان وفاتہ من ہٰذہ الفقرة.

وگریختن او از شہری بشہری او را فائدہ نہ داد و اگر بخواہی تاریخ وفات او را ازین فقرہ مندرجہ ذیل

۱۸۹۶ السنة العیسویة
ہوَی دجّالٌ بَبٌّ فی عذاب الہاویة المہلکة. وہٰذہ

۱۸۹۶ سنہ عیسوی
معلوم کن۔ دجال فربہ آتھم بد اطوار در ہاویہ ہلاک کنندہ افتاد واین

آیة من آیات حضرة العزة، فإنہ ما ترکہ حیًّا إذا ترک سبل الدیانة، بل

نشانہائے خدا تعالیٰ است چرا کہ او آتھم را زندہ نگذاشت وقتیکہ دید کہ او راہ حق را گزاشتہ است

أخفاہ تحت التربة، إذا ما أخفٰی سرّ الحقیقة. فحصحص الحق وزہق الباطل

بلکہ او را زیر خاک پوشیدہ کرد۔ چون دید کہ او راز حقیقت را پوشیدہ کردہ است۔ پس حق ظاہر شد و باطل گریخت

وبطلت دقاریر الکفَرة، فأنّٰی تُسحَرون یا أہل البخل والعصبیة؟ ألم یأنِ لکم

و دروغہائے کفر باطل شد۔ پس اے بخیلان و متعصبان از حق کجا میروید وکدام جادوئے شمارا مسخر کردہ

أن تتوبوا یا متخلفی القافلة، فقوموا وأمِہلوا بعض ہذا التدلّل

اے پس ماندگان قافلہ آیا ہنوز وقت شما نرسیدہ است کہ توبہ کنید۔ پس برخیزید و بعض نازہا و تکبرہا

والنخوة، ولا تبارزوا اللّٰہ مجترئین.

بگذارید۔ ومقابلہ خدا تعالیٰ از دلیری مکنید۔

ألا يا أيها اللَّحِزُ الشحيحُ هوَيتَ كذى اللُّبانة فى الهوانِ

اے بخیل بد خلق اور حریص تو محتاجوں کی طرح ذلت کے گڑھے میں گر گیا

وما تدرى الهدى وحملتَ جهلًا أناجيلَ النصارى كالأتانِ

اور تو نہیں جانتا کہ ہدایت کیا شے ہے اور محض جہل سے تو نے انجیلوں کو اٹھا لیا جیسا کہ ایک گدھی بھار اٹھاتی ہے

تُنَضْنِضُ مثلَ نضنضة الأفاعى وتهذى مثل عادات الأدانى

اور تو اس طرح زبان ہلاتا ہے کہ جیسے سانپ اور کمینوں اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے

هَلُمَّ إلى كتاب الله صدقًا وإيمانًا بتصديق الجنانِ

خدا کی کتاب کی طرف صدق اور دلی ایمان سے آجا

شُغِفتم أيها النُّوكَى بشوكٍ وأعرضتم عن الزهر الحِسانِ

بے وقوفو ! تم کانٹوں پر فریفتہ ہو گئے اور خوبصورت پھولوں سے کنارہ کیا

وآثرتم أماعِزَ ذاتَ صخرٍ على مُخضَرّةٍ قاعٍ هِجانِ

اور تم نے کنکریوں اور بڑی پتھروں والی زمین جو بہت سخت ہے اختیار کی اور ایسی زمین کو چھوڑا جو پُر سبزہ اور نرم اور نہایت عمدہ اور قابل زراعت ہے

وما القرآن إلّا مثلَ دُرَرٍ فرائدَ زانَها حسنُ البيانِ

اور قرآن درحقیقت بہت عمدہ اور یکدانہ موتیوں کی طرح ہے جو حسن بیان سے اور بھی اس کی زینت اور خوبصورتی نکلی ہے

﴿٦٥﴾ وما مسّتْ أكفُّ الكاشحينا معارفَه التى مثل الحَصانِ

اور دشمنوں کی ہتھیلیاں ان معارف کو چھوئی بھی نہیں جو قرآن میں ایسے طور پر چھپی ہوئی ہیں جیسے پردہ نشین پارسا عورت چھپی ہوئی ہوتی ہے

به ما شئتَ مِن علم وعقل وأسرارٍ وأبكار المعانى

اس میں ہر یک وہ علم اور عقل ہے جس کا تو طالب ہے اور انواع اقسام کے بھید اور نئی صداقتیں اس میں بھری ہیں

يُسكّت كلَّ مَن يعدو بضغنٍ يبكّت كلَّ كذّاب وجانى

ہر یک ایسے دشمن کا منہ بند کرتا ہے جو مخالفانہ طور پر دوڑ پڑتا ہے اور ہر ایک ایسے شخص پر اتمام حجت کرتا ہے جو دروغ گو اور گناہ گار ہے

رأينا دَرَّ مُزْنَتِه كثيرًا فدَينا ربَّنا ذا الامتنانِ

ہم نے اس کے مینہ کا پانی بہت ہی دیکھا ہے سو ہم اس خدا پر قربان ہیں جس نے ایسے احسان کئے

بدذات	ضمیمہ انجام آتھم ص ٦	خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰
بیہودہ	آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱	خزائن ج ۵ ص ۳۰۱
بلید آدمی	آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۸	خزائن ج ۵ ص ۳۰۸
بے چارہ	آئینہ کمالات اسلام ص ٦۰۰	خزائن ج ۵ ص ٦۰۰
بدقسمت ایڈیٹر	نزول المسیح ص ۱۲	خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۰
بے حیاء	نزول المسیح ص ٦۲	خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰
پاگل	نزول المسیح ص ٦۴	خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۲
پر بدعت زاہد	ازالہ اوہام ص ۱۱۷/ح	خزائن ج ۳ ص ۱۵۷
بدمعاشی، بدذاتی، بے ایمانی	حقیقت الوحی ص ۲۱۲	خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۲
بدگو	تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴	خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵
بدکار آدمی	شہادت القرآن ص ۱۰	خزائن ج ٦ ص ۳۸۰
برہنہ	نور الحق ص ۳ ج ۱	خزائن ج ۸ ص ۴
بھیڑیے	اعجاز احمدی ص ۲۹	خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۰
پلنگ	اعجاز احمدی ص ۴۳	خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۴
بچھو	اعجاز احمدی ص ۷۵	خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸
بے حیاء	تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸	خزائن ج ۲۰ ص ۴۰
بالکل جاہل	کرامات الصادقین ص ۳	خزائن ج ۷ ص ۴۵
بالکل بے بہرہ	کرامات الصادقین ص ۳	خزائن ج ۷ ص ۴۵
پلیدوں	ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۴/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸
بے باک اور بے شرم	انجام آتھم ص ۱۸/ح	خزائن ج ۱۱ ص ۱۸
پلید فطرت	انجام آتھم ص ۳٦	خزائن ج ۱۱ ص ۳٦
بداطوار	انجام آتھم ص ۲۰۴	خزائن ج ۱۱ ص ۲۰۴
بدخلق	نور الحق ج ۱ ص ٦۴	خزائن ج ۸ ص ۸۸

Scanned with CamScanner

﴿۶﴾ مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یااحمد فاضت الرحمة علٰی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام

آپ کے مجدد صاحب نواب **صدیق حسن خان** مرحوم حجج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے۔ سو ایسے مولویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کرسکیں تو ثابت ہوگا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہے مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں۔ اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے یا نہیں۔ یا ان کو معلوم ہوگا جو آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔ جو شخص ابتلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے۔ اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔ ﴿۳۰۱﴾

آپ کی ان بے ہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ تم مختاری اور مقدمہ بازی کا کام کرتے رہے ہو۔ آپ ان افتراؤں سے باز آجائیں آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ عاجز ان پیشوں میں کبھی نہیں پڑا کہ دوسروں کے مقدمات عدالتوں میں کرتا پھرے۔ ہاں والد صاحب کے زمانہ میں اکثر وکلاء کی معرفت اپنی زمینداری کے مقدمات ہوتے تھے اور کبھی ضرورتاً مجھے آپ بھی جانا پڑتا تھا مگر آپ کا یہ خیال کہ وہ جھوٹے مقدمات ہوں گے ایک شیطنت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے۔ کیا ہر یک نالش کرنے والا ضرور جھوٹا مقدمہ کرتا ہے یا ضرور جھوٹ ہی کہتا ہے۔

اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی۔ کیا جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے یا اپنے حقوق کے طلب کیلئے عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اس کو ضرور جھوٹ بولنا پڑتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ جس کو خدا تعالیٰ نے قوت صدق عطا کی ہو اور سچ

﴿۳۰۸﴾ تھے۔ آپ کے تو والد صاحب بھی بیماری اور تپ کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتاں خیزاں میرے پاس آ جاتے تھے پھر آپ کو نئی روک کون سی پیش آ گئی تھی اور جبکہ آپ اپنے ذاتی بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں چھوڑنے والے نہیں تھے تو میں آپ کو اپنے مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔ ہاں میں نے آپ کے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا کیونکہ میں نے آپ کے مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کر لیا تھا اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا کہ آپ کو ایک مسہل دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپ کے اندر سے باستیفا نکال دیا جائے۔ سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی خدا جانے کس غضب کا مادہ آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے اور اللہ جلّ شانہٗ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر تفسیق پر بہرحال صبر کر سکتا ہوں لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے پیرایہ درشتی آپ کی بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادّہ خبیث کہ جو مولویت کے باطل تصور سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے وہ بکلی نکل جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلید آدمی ہیں۔ جن کو حقائق اور معارف کے کوچہ کی طرف ذرہ بھی گذر نہیں اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو ہلاک ہی کر دیا ہے۔ جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور دماغ سے غرور کا کیڑا نہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں

﴿۶۰۰﴾ و رزق عبادہ من نفحات فیوضہ و برکات نورہ و ضیاءہ ۔ایک طرف کھڑے ہوکر قرآن کریم کے معارف بیان کریں اور ایک طرف میاں بٹالوی فرقان حمید کے کچھ حقائق بیان کرنا چاہیں تو مجھے یقین ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت موصوف کے مقابل پر یہ بیچارہ نیم مُلّا گرفتارِ عُجب و پندار بٹالوی ایسا عاجز اور پیچھے رہ جاوے کہ ہریک عقلمند اس پر ہنسے مجھے ہر بار یہی تعجب آتا ہے کہ یہ حاطب اللیل باوجود اپنے اس بیجا تکبر اور کذب صریح کے کیوں اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور خبث نفس سے علماء اور فضلاء کا حقارت سے نام لیتا ہے۔ اس کی مولویت اور اس کے ظنون فاسدہ کا فیصلہ نہایت آسان ہے۔ جس کا اب بفضلہ تعالیٰ وقت پہنچ گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس فیصلہ کیلئے ایک معیار کامل اس مضمون کے اخیر میں بیان کروں گا۔ اب چند اعتراضات ضروریہ کا جواب دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

قولہ۔ نبیوں کی بھی پیشگوئیوں کا سچا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ صفحہ ۲۶۔

اقول ۔اس سوال سے معترض نادان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز سے کوئی پیش گوئی خلاف واقعہ نکلی ہے۔ پس واضح ہو کہ یہ فیصلہ تو آسان ہے۔ معترض پر واجب ہے کہ ایک جلسہ مقرر کرکے وہ الہام اس عاجز کا پیش کرے کہ جو بقول اس کے نفس الہام میں غلطی ہو نہ کسی ظنی اور خیالی تعبیر میں۔ لیکن ایسے شخص کیلئے کچھ سزا بھی چاہیئے تا بار بار دروغ گوئی کی نجاست کی طرف نہ دوڑے۔

قولہ۔ جس شخص کی کوئی پیشگوئی سچی نکلے اور کوئی جھوٹی۔ وہ سچی پیشگوئی میں ملہم ہوسکتا ہے۔

اقول ۔اے محجوب نادان۔ کوئی پیشگوئی اس عاجز کی بفضلہ تعالیٰ آج تک جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تین ہزار کے قریب اب تک سچی نکلیں اور نکلتی جاتی ہیں۔ رہی اجتہادی غلطی، سو بخاری کو کھول اور ذھب وھلی کا مضمون یاد کر۔ اور ان لوگوں کی مشابہت سے ڈر جو بعض پیشگوئیوں کی اجتہادی غلطیوں کو دیکھ کر مرتد ہوگئے تھے۔

قولہ ۔ایسا شخص اگر جھوٹ بولتا ہو۔ لوگوں کے مال ناجائز مارتا ہو الخ تو پھر بھی وہ اگر اس کی کوئی پیشگوئی سچی نکل آوے۔ ملہم، ولی، محدث اور خدا کا مخاطب ہوسکتا ہے؟

اقول ۔آپ جیسے نابکار مفتریوں نے انبیاء پر بھی یہی الزام لگائے تھے۔ حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی تہمت۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر مال حرام کی اور اس زمانہ کے کورباطن عیسائی وغیرہ ایسے ہی الزام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں کہ فلاں قافلہ کا مال بغیر کسی موقعہ لڑائی کے لوٹ لیا۔ چنانچہ ان الزاموں سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اب اگر یہ سوال ہو کہ ایک شخص نے ہزارہا

﴿۱۲﴾ اور ناپاک اور دِلآزار جھوٹوں کے شائع کرنے کی وجہ سے **پیسہ اخبار** سے باز پُرس کرے اور ایسی جھوٹی موتوں کا اُس سے **ثبوت** طلب کرے اور قانون کی حد تک اُس کو پوری سزا کا **مزا چکھاوے۔**

غور کا مقام ہے کہ ایک تو واقعی طور پر ملک میں طاعون نے تشویش پھیلا رکھی ہے اور دُوسرے اس جھوٹی طاعون کے شائع کرنے کا پیسہ اخبار نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ پھر اگر ایسی صورت میں یہ گورنمنٹ جو رعایا کی **ہمدرد ہے** ایسے کھلے کھلے جھوٹ کے وقت میں جس کا نہایت دلیری سے ارتکاب کیا گیا ہے ایسے **مُنہ پھٹے** انسان سے **مواخذہ** نہ کرے تو نہ معلوم دروغگوئی میں کس حد تک اس شخص کا حال پہنچ جائے گا اور کن کن دِلوں کو بے وجہ دُکھائے گا۔ ہنوز ابتدائی حالت ہے تھوڑی **سزا** سے بھی متنبہ ہوسکتا ہے پس کم سے کم دروغگوئی کی یہ سزا ہے کہ بلاتوقف اس کی یہ اخبار بند کردی جاوے یا علاوہ اس کے اور کوئی مناسب سزا دی جاوے اور اگر گورنمنٹ کو اس ہماری تحریر میں **شبہ ہو** تو اپنے کسی افسر کو قادیان میں بھیج کر تحقیق اور تفتیش کرلیں کہ کیا یہ تحریر **واقعی** ہے یا غیر واقعی۔ بدقسمت اڈیٹر نے اس گندے جُھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغگو اور مُفتری ثابت کر دیا ہے اور افسوس تو یہ ہے کہ اس جھوٹ سے اس کو کچھ **فائدہ نہیں ہوا** کیونکہ اصل مطلب اس دروغگوئی سے اُس کا یہ تھا کہ تا اِس بات کو ثابت کرے کہ گویا ہم نے اپنے رسالہ **دافع البلاء** میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں آئے گی اور طاعون آ گئی۔ **کاش** اگر وہ رسالہ دافع البلاء کو ذرہ غور سے پڑھ لیتا اور اس کے صفحہ پانچ کے حاشیہ کو دیکھ لیتا جس کو ہم نے اس رسالہ میں نقل کر دیا ہے تو اس دروغگوئی کی لعنت سے بچ جاتا۔ اس کا یہ عذر صحیح نہیں ہوگا کہ بدبخت شریروں اور جھوٹوں نے قادیان سے مجھے خبر دی اس لئے مَیں نے جھوٹ کو شائع کر دیا کیونکہ شائع کرنے کا ذمہ دار وہ ہے نہ کوئی اور شخص بلکہ اس نے تو ساتھ ہی دوسرے چند اخباروں کو بھی آلودہ کیا۔ اس کو خوب **معلوم** تھا کہ قادیان کے آریہ اُس وقت سے جبکہ **لیکھرام** کے حق میں **پیشگوئی پوری** ہوئی دِل سے اس سلسلہ کے ساتھ عناد رکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذہب بھی ان کے ہمرنگ ہیں پھر وہ کیونکر ایسے امین ٹھہر سکتے ہیں کہ اُن کے بیان کی تفتیش ضروری نہیں اور باایں ہمہ پیسہ اخبار اس بات کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ وہ آدم کے سانپ کی طرح

اس قدر تصانیف عربیہ جو مضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر
انسان ان کو انجام دے سکتا ہے۔ کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے طیار ہوگئیں اور ﴿۶۲﴾
ہزار ہا معارف اور حقائق دینی وقرآنی جو اِن کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں
ہیں۔ اس قدر بے شرمی سے منہ کھولنا کیا انسانیت ہے۔ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی
سے جیتے ہی مر جائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اِس قدر
کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں مگر خود اُن کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس
ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن کتابوں کے تالیف کر کے
دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ کہ
اگر ہم چاہیں تو اِس کی مانند کہہ دیں لیکن جس حالت میں ان کو گالیاں دینے کے لئے تو خوب فرصت
ہے تو پھر کیا وجہ کہ ایک عربی رسالہ کی تالیف کے لئے فرصت نہیں ہے اور جس حالت میں ہزاروں
اشتہار گالیوں کے چھاپ کر شائع کر رہے ہیں تو پھر کیا وجہ کہ عربی کتاب کے چھاپنے کے لئے اِن کے
پاس کچھ نہیں ہے۔ مَیں خیال نہیں کرتا کہ کوئی عاقل ایسے عذرات اِن کے کو قبول کر سکے اور صرف
چند فقرے بیس ہزار فقروں میں سے پیش کر کے یہ کہنا کہ یہ مسروقہ ہیں یہ اِس درجہ کی بے حیائی ہے جو
بجز پیر مہر علی شاہ کے کون ایسا کمال دکھلا سکتا ہے۔

اے نادان! اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزار ہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی
افسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں تو اِس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا منہ بند کر رکھا
ہے کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو۔ اُن لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے
ہضم کیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورۃ کی بھی تفسیر عربی بلیغ
فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔ اگر آپ کی نیت بخیر
ہوتی تو میرے مقابل تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی
ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ
یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو پھر عربی زبان جاننے والے اُس کے منصف

﴿۶۴﴾ ہو سکتی ہے کہ صرف مُنہ سے یہ کہہ دیں کہ یہ کتاب غلط ہے یا فلاں کتاب سے بعض فقرے اس کے چُرائے گئے ہیں۔ بھلا اس سے اپنا کمال کیا ثابت ہوا اور اگر کمال ثابت نہیں تو کیونکر قبول کیا جائے کہ نکتہ چینی صحیح ہوگی۔ بلکہ جو شخص ایسے لائق اور کامل انسانوں پر اعتراض کرتا ہے کہ جو لوگ اپنے کمال کا کچھ نمونہ دکھا دیتے ہیں اُس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا۔ اگر انسان ایسا سُلطان القلم ہو جائے کہ امورعلمیہ اور حکمیہ کو انواع اقسام کی رنگین عبارتوں اور بلیغ فصیح استعارات میں ادا کر سکے اور اُس کو موہبت الٰہیہ سے نظم اور نثر میں ایک ملکہ ہو جائے اور تکلف اور عجز باقی نہ رہے تو پھر ایسے کمال تام کی حالت میں اگر اُس کی عبارتوں میں مناسب مقاموں اور محلوں میں بعض آیات قرآنی آ جائیں یا متقدمین کے بعض امثال یا فقرات آ جاویں تو جائے اعتراض نہ ہوگا کیونکہ اس کی طلاقت لسانی کا کمال ایک ثابت شدہ امر ہے جو دریا کی طرح بہتا اور ہوا کی طرح چلتا ہے۔ وہ لعنتی کیڑا ہے نہ آدمی جو خود بے ہنر ہو کر ایسے شخص کی بلاغت اور فصاحت پر اعتراض کرے جس نے بہت سی عربی کتابیں تالیف کر کے بلیغ فصیح عبارت کا معجزہ ثابت کر دکھایا اور ظاہر کر دیا کہ اس کو بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحرِ ذخار کی طرح دیا گیا ہے۔ اس قسم کے خبیث طبع ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جو خدا کی کلام پر بھی اعتراض کرتے ہوئے نہیں ڈرے اور باوجود تہی مغز ہونے کے نکتہ چینی سے باز نہ آئے۔ مثلاً جن خبیث لوگوں نے اعتراض کیا کہ قرآن شریف کی سورۃ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ[1] کے بعض فقرات دیوان امرء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس ہے یعنی وہ فقرات اس سے لئے گئے ہیں ان کو یہ خیال آنا چاہیے تھا کہ قرآن شریف کے وہ تمام قصے پہلی کتابوں کے جو نہایت رنگین عبارت میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ الٰہیات کے معارف حقائق جو اس میں معجزانہ عبارت میں بیان کئے گئے ہیں وہ عرب کے کس شاعر کی کلام کا اقتباس ہے۔ پس ایسے شخص اندھے ہیں نہ سوجاکھے جو اس کمال کو نہیں دیکھتے جو ایک دریا کی طرح بہتا ہے اور ایک دو فقرہ میں توارد پا کر بدظنی پیدا کرتے ہیں یہ لوگ اسی مادّہ کے آدمی ہیں جیسا کہ وہ شخص تھا جس کے منہ سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[2] نکلا تھا اور اتفاقاً وہی آیت نازل ہوگئی تب وہ مرتد ہو گیا کہ میرا ہی فقرہ قرآن میں داخل کیا گیا۔ اب پیر مہر علی شاہ صاحب کی کرتوت کو دیکھنا چاہیے کہ خود

[1] القمر: ۲ [2] المؤمنون: ۱۵

﴿۱۰۴﴾ اُن راستبازوں کی طرف کھنچے چلے آئے اور جو شرارت اور شیطان کی ذرّیت تھے وہ اس تحریک سے
خوابِ غفلت سے جاگ تو اُٹھے اور دینیات کی طرف متوجہ بھی ہو گئے لیکن بباعث نقصان استعداد
حق کی طرف رُخ نہ کر سکے سو فعل ملائک کا جو ربّانی مصلح کے ساتھ اُترتے ہیں ہر یک انسان پر
ہوتا ہے لیکن اس فعل کا نیکوں پر نیک اثر اور بدوں پر بد اثر پڑتا ہے ۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید در شورہ بوم وخس

﴿۱۰۵﴾ اور جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں یہ آیت کریمہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ
مَرَضًا [1] اسی مختلف طور کے اثر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے جس میں وہ
نبی اور وہ کتاب جو اس کو دی گئی ہے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں

بقیہ حاشیہ

روحانی برکات کا جو اپنے مذہب کی اتباع سے اس کو حاصل ہوں اس عاجز سے موازنہ کرے
﴿۱۱۵﴾ لیکن آج تک کوئی مقابل پر نہیں اُٹھا اور نہ انسان ضعیف اور ہیچ کی یہ طاقت ہے کہ صرف
اپنی مکّاری اور شرارتوں کے منصوبہ سے یا متعصّبانہ ہٹ سے اس سلسلہ کے سامنے کھڑا
ہو سکے جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اس
سلسلہ کے سامنے اپنی برکات نمائی کی رو سے کھڑا ہو تو نہایت درجہ کی ذلّت سے گرادیا
جائیگا کیونکہ یہ کام اور یہ سلسلہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ اُس ذات زبردست اور قوی کی
طرف سے ہے جس کے ہاتھوں نے آسمانوں کو اُن کے تمام اجرام کے ساتھ بنایا اور زمین کو
اس کے باشندوں کے لئے بچھادیا۔ افسوس کہ ہماری قوم کے مولوی اور علماء یُوں تو تکفیر کے
﴿۱۱۶﴾ لئے بہت جلد کاغذ اور قلم دوات لیکر بیٹھ جاتے ہیں لیکن ذرہ سوچتے نہیں کہ کیا یہ ہیبت اور
رعب باطل میں ہوا کرتا ہے کہ تمام دنیا کو مقابلہ کے لئے کہا جائے اور کوئی سامنے نہ آسکے
کیا وہ شجاعت و استقامت جھوٹوں میں بھی کسی نے دیکھی ہے جو ایک عالم کے سامنے اس
جگہ ظاہر کی گئی۔ اگر انہیں شک ہے تو مخالفین اسلام کے جسقدر پیشوا اور واعظ اور معلّم ہیں اُن
کے دروازہ پر جائیں اور اپنے ظنون فاسدہ کا سہارا دیکر انہیں میرے مقابلہ پر روحانی امور
کے موازنہ کے لئے کھڑا کریں پھر دیکھیں کہ خدائے تعالیٰ میری حمایت کرتا ہے یا نہیں۔ اے
﴿۱۱۷﴾ خشک مولویو! اور پُر بدعت زاہدو! تم پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں عوام الناس سے زیادہ تو کیا

[1] البقرة : ۱۱

صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ☆ مہینے کے اندر نہیں مرے گا۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بائبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مَرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔‘‘ مگر آتھم نے اُسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔ اِس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستر آدمی ہیں۔ جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک اُن میں سے زندہ ہوں گے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ مُنہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اِس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔ الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جب تک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا۔ کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے ﴿۲۱۳﴾

☆ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ حالانکہ عیسائی مذہب کے سارے بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہٰذا اُس کی اِس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائے گا۔ تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو میں نے اس دوسرے الہام کی رو سے اُسکی موت کے بارہ میں شائع کیا تھا وہ پندرہ مہینے کے اندر مر گیا۔ سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اُس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ مہینے قائم رکھے جس کے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گھروں میں ماتم اور سیاپا ہے۔ منہ

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آ گئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ جس کو آج تک بارہ ۱۲ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اس کو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اس کی زندگی میں ہی اس کو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کے لئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اس کی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اس کو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اس کی بڑی نامرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔ ﴿۱۴﴾

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:۔

وَمِنَ اللِّئَامِ أَرَى رُجَيْلًا فَاسِقًا ☆ غُولًا لَعِينًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ

شَكِسٌ خَبِيثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ نَحْسٌ يُسَمَّى السَّعْدَ فِي الْجُهَلَاءِ

بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

☆ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت صحت نیت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے ﴿۵﴾ پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

الـحُـلل الإنسانية والديانة الإيمانية، وتبعوه أمثالـه جهلا وحمقا، وما
اور برہنہ اور ایمانی دیانت سے عاری ہے اور اس کے پیرو اسی کی مانند ہیں جو محض جہل اور حمق
كـنـا كـمـجهول لا يُعْرَف، بل كانوا على إسلامنا مطّلعين. وما صرنا
سے اس کے پیچھے ہو لئے اور ہم ایسے نہیں تھے جو ہمارا حال ان سے پوشیدہ ہو بلکہ ہمارے اسلام پر وہ مطلع تھے اور
بتكـفيـرهـم كـافريـن عـند الله، ولكن سُبِرَ إيمانهم وتقواهم ومبلغ
ان کے کہنے سے ہم خدا کے نزدیک کافر نہیں ہو گئے مگر ان کا ایمان اور ان کا تقویٰ اور ان کا اندازہ
فهـمهم وعلمهم، وتبيّنَ ما كانوا يسترون، وبَان أنهم كانوا حاسدين.
فہم اور علم سے آزمایا گیا اور جو کچھ وہ چھپاتے تھے وہ سب ظاہر ہوگیا اور کھل گیا کہ وہ حاسد ہیں۔
يا حسرة عـليهـم ما عطف إلينا أحد منهم ليسأل ما أشكل عليه حلمًا
ان پر افسوس کہ ان میں سے ایک بھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا تا اپنی مشکلات کی نسبت حلم
ورفـقًـا، وما سمعْنا صَكّةَ مستفتحٍ من المسترشدين. ومـا جاء نا أحد
اور رفق سے سوال کرتا اور ہم نے کسی کھٹکھٹانے والے کا کھٹکا نہ سنا جو رشد حاصل کرنے کا طالب ہو اور کوئی
مـنهم بصدق القلب وصحة النيّة، بل بادروا إلى التكفير وكفّروا قبل
ان میں سے ہمارے پاس صدق قلب اور صحت نیت سے نہ آیا بلکہ جھٹ پٹ تکفیر کی طرف دوڑے اور
أن يثبُـت كـفـرنـا. ثـم مـا اقـتـصـروا عـليه بل قالوا إن هؤلاء مرتدون
قبل اس کے جو ہمارا کفر ثابت ہو کافر ٹھہرایا اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ یہ لوگ مرتد
﴿۴﴾ خـارجـون من الدّين، وفيّ قتـلهـم أجـر عظيم، ونهبُ أموالهم حلالٌ
اور دین سے خارج ہیں اور ان کا قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے اور ان کا مال لوٹنا اگرچہ چوری سے ہی
طيب ولو بالسرقة، وأخذُ نسائهم وسبىُ ذراريهم عملٌ صالح حسن،
کیوں نہ ہو حلال طیب ہے اور ان کی عورتوں کو پکڑ لینا اور ان کی اولاد کو غلام بنا لینا عمل صالح میں داخل ہے
ومَـن انسـل بسُـحرة وسقط على أحد من مسافريهم كاللصوص فهو
اور جو شخص فجر کو پہلے وقت اٹھے اور جنگل میں نکل جائے اور ان کے مسافروں میں سے کسی پر چوروں کی طرح ڈاکہ مارے

﴿۳۹﴾ اب مَیں اپنے خدائے قدیر و کریم وقدوس و غیور پر توکل کر کے قصیدہ کو لکھتا ہوں اور اپنے مؤید اور محسن سے مدد چاہتا ہوں اے میرے پیارے قادر اور دلوں کے اسرار کے گواہ میری مدد کر اور ایسا کر کہ یہ تیرا نشان دنیا میں چمکے اور کوئی مخالف میعاد مقررہ میں اس کی نظیر بنانے میں قادر نہ ہو اے میرے پیارے ایسا ہی کر اور بہتوں کو اِس نشان اور اس تمام مضمون سے ہدایت دے۔ آمین ثم آمین

اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

اَلْقَصِیْدَۃُ الْاِعْجَازِیَّۃُ

اَیَا اَرْضَ مُدٍّ☆ قَدْ دَفَاکِ❁ مُدَمِّرٌ وَاَرْدَاکِ ضِلِّیْلٌ وَّ اَغْرَاکِ مُوْغِرٌ

اے مُدّ کی زمین! ایک ہلاک شدہ نے تیری خشکی کی حالت میں تجھے ہلاک کیا۔ اور سخت گمراہ کرنے والے نے تجھے مارا اور ایک غصہ دلانے والے نے تجھے برانگیختہ کیا

دَعَوْتِ کَذُوْبًا مُّفْسِدًا صَیْدِیَ الَّذِیْ کَحُوْتِ غَدِیْرٍ اَخْذُہٗ لَا یُعَذَّرُ

تو نے ایک جھوٹے مفسد میرے شکار کو بُلا لیا۔ جس کا پکڑنا ڈھاب کی مچھلی کی طرح بڑا کام نہیں

وَجَاءَکِ صَحْبِیْ نَاصِحِیْنَ کَاِخْوَۃٍ یَقُوْلُوْنَ لَا تَبْغُوْا ھَوًی وَّ تَصَبَّرُوْا

اور میرے دوست تیرے پاس آئے جو بھائیوں کی طرح نصیحت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہوا و ہوس کی طرف مَیل مت کرو اور صبر کرو

فَظَلَّ اُسَارٰی کُمْ اُسَارٰی تَعَصُّبٍ یُرِیْدُوْنَ مَنْ یَّعْوِیْ کَذِئْبٍ وَّ یَخْتِرُ

پس تم میں سے وہ لوگ جو تعصب کے قیدی تھے۔ انہوں نے چاہا کہ ایسا شخص تلاش کریں جو بھیڑیے کی طرح چیخے اور فریب کرے

☆ مُدّ عربی عَلَم ہے عجمی نہیں۔ مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔ منہ

❁ دفو کے معنی ہیں خستہ کو کشتہ کرنا۔ سو مُدّ کے لوگ اپنے اوہام کی وجہ سے پہلے ہی خستہ تھے ثناء اللہ نے جا کر اور جھوٹ بول کر ان کو کشتہ کر دیا اور وہ خود مدمّر تھا یعنی ہمارے آگے ہلاک شدہ تھا۔ سو ہلاک شدہ نے ان نادانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ منہ

ل ایڈیشن اول میں اس قصیدہ پر اعراب نہیں دئے گئے سوائے چند ایک مقامات کے اب قارئین کی سہولت کے لئے یہ اعراب دیئے جا رہے ہیں۔ (ناشر)

اَرَی الْمَوْتَ یَعْتَامُ الْمُکَفِّرَ بَعْدَہٗ   بِمَا ظَهَرَتْ آیُ السَّمَاءِ وَتَظْهَرُ

اب کافر کہنے والا گویا مرجائے گا۔ کیونکہ ہمارے غلبہ سے خدا کا نشان ظاہر ہوا

وَلَمَّا اعْتَدَی الْاَمْرَتْسَرِیُّ بِمَکَائِدٍ   وَاَغْرٰی عَلٰی صَحْبِیْ لِئَامًا وَّکَفَّرُوْا

اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا۔ اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برانگیختہ کیا

فَقَالُوْا لِیُوْسُفَ مَانَرَی الْخَیْرَ هٰهُنَا   وَلٰکِنَّهٗ مِنْ قَوْمِهٖ کَانَ یَحْذَرُ

پس اُنہوں نے منشی محمد یوسف کو کہا کہ اس قسم کی بحث اور بیس منٹ مقرر کرنے میں ہمیں خیر نظر نہیں آتی مگر وہ اپنی قوم سے ڈرتا تھا

هُنَاکَ دَعَوْا رَبًّا کَرِیْمًا مُؤَیِّدًا   وَ قَالُوْا حَلَلْنَا اَرْضَ رُجْزٍ فَنَصْبِرُ

تب انہوں نے خدا کی جناب میں دُعائیں کیں اور کہا کہ ہم پلید زمین میں داخل ہو گئے پس ہم صبر کرتے ہیں

فَمَا بَرِحُوْهَا وَالرِّمَاحُ تَنُوْشُهُمْ   وَلَا طَعْنَ رُمْحٍ مِثْلَ طَعْنٍ یُکَرَّرُ

پس وہ اس زمین سے الگ نہ ہوئے اور نیزے ان کو خستہ کر رہے تھے اور کوئی نیزہ اس طعنہ کی طرح نہیں جو بار بار کہا جاتا ہے

وَ قَامَ ثَنَاءُ اللّٰهِ فِی الْقَوْمِ وَاعِظًا   فَصَارُوْا بِوَعْظِ الْغُوْلِ قَوْمًا تَنَمَّرُوْا ﴿۴۳﴾

اور ثناء اللہ نے قوم میں وعظ کیا۔ پس ایک غول کے وعظ سے وہ پلنگ کی طرح ہو گئے

وَذَکَّرَهُمْ صَحْبِیْ مُکَافَاتَ کُفْرِهِمْ   وَ هَلْ یَنْفَعَنْ اَهْلَ الْهَوٰی مَایُذَکِّرُ

اور میرے دوستوں نے پاداشِ انکار یاد دلایا۔ مگر بھلا ہوا پرستوں کو کوئی وعظ فائدہ دے سکتا ہے؟

تَجَنّٰی عَلَیَّ اَبُوالْوَفَاءِ ابْنُ الْهَوٰی   لِیُبْعِدَ حَمْقٰی مِنْ جَنَایَ وَیَزْجُرُ

ثناء اللہ نے میرے پر نکتہ چینی شروع کی جو ہوا و ہوس کا بیٹا تھا۔ تا احمقوں کو میرے پھل سے محروم رکھے

وَخَاطَبَ مَنْ وَّافَاهُ فِیْ اَمْرِ دَعْوَتِیْ   وَقَالَ یَمِیْنُ اللّٰهِ مَکْرٌ تَخَیَّرُوْا

اور ہر ایک جو اس کے پاس آیا اس کو اس نے مخاطب کیا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم! یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا گیا

وَ اَقْسَمَ بِاللّٰهِ الْغَیُوْرِ مُکَذِّبًا   فَیَا عَجَبًا مِّنْ مُّفْسِدٍ کَیْفَ یَجْسُرُ

اور اُس نے خدائے غیور کی قسم کھائی۔ پس تعجب ہے مفسد سے۔ کیسی دلیری کر رہا ہے

فَطَائِفَةٌ قَدْ کَفَّرُوْنِیْ بِوَعْظِهٖ   وَ طَائِفَةٌ قَالُوْا کَذُوْبٌ یُّزَوِّرُ

پس ایک گروہ نے اس کے وعظ سے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بیان کر رہا ہے

اَتَعۡصُوۡنَ بَغۡیًا مَّنۡ اَتٰی مِنۡ مَّلِیۡکِکُمۡ وَقَدۡ تَمَّتِ الۡاَخۡبَارُ وَالۡاٰیُ تَبۡهَرُ

کیا تم محض بغاوت کے رُو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وَقَدۡ قِیۡلَ مِنۡکُمۡ یَاۡتِیَنَّ اِمَامُکُمۡ وَذٰلِکَ فِی الۡقُرۡاٰنِ نَبَأٌ مُّکَرَّرُ

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا۔ اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے

اَتَانِیۡ کِتَابٌ مِّنۡ کَذُوۡبٍ یُّزَوِّرُ کِتَابٌ خَبِیۡثٌ کَالۡعَقَارِبِ یَاۡبُرُ

مجھے ایک کتاب کذّاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن

فَقُلۡتُ لَکِ الۡوَیۡلَاتُ یَا اَرۡضَ جُوۡلَرَ لُعِنۡتِ بِمَلۡعُوۡنٍ فَاَنۡتِ تُدَمَّرُ

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تَکَلَّمَ هٰذَا النِّکۡسُ کَالزُّمۡعِ شَاتِمًا وَکُلُّ امۡرِءٍ عِنۡدَ التَّخَاصُمِ یُسۡبَرُ ﴿۷۶﴾

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔ اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے

اَتَزۡعَمُ یَا شَیۡخَ الضَّلَالَةِ اَنَّنِیۡ تَقَوَّلۡتُ فَاعۡلَمۡ اَنَّ ذَیۡلِیۡ مُطَهَّرُ

کیا تو اے گمراہی کے شیخ! یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے؟ پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

اَتُنۡکِرُ حَقًّا جَآءَ مِنۡ خَالِقِ السَّمَا سَیُبۡدِیۡ لَکَ الرَّحۡمٰنُ مَا اَنۡتَ تُنۡکِرُ

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کرے گا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

اِذَا مَا رَاَیۡنَا اَنَّ قَلۡبَکَ قَدۡ غَسَا فَفَاضَتۡ دُمُوۡعُ الۡعَیۡنِ وَالۡقَلۡبُ یَضۡجَرُ

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بے قرار تھا

اَتَخَذۡتُمۡ طَرِیۡقَ الشِّرۡکِ مَرۡکَزَ دِیۡنِکُمۡ اَهٰذَا هُوَ الۡاِسۡلَامُ یَا مُتَکَبِّرُ

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اے متکبر!

وَمَا اَنَا اِلَّا نَائِبُ اللّٰهِ فِی الۡوَرٰی فَفِرُّوۡا اِلَیَّ وَجَانِبُوا الۡبَغۡیَ وَاحۡذَرُوۡا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰهِ یَاۡتِیۡ مِنَ السَّمَا وَمَا کَانَ اَنۡ یُّطۡوٰی وَیُلۡغٰی وَیُحۡجَرُ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہو گا کہ موقوف رکھی جائے گی اور باطل کی جائے گی اور روک دی جائے

تمام خلیفے اسی اُمّت میں سے پیدا ہوں گے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہوں گے اور صرف ایک اُن میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہوں گے یعنی نام لے کر اُن کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی اور یہ منکم کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ پس اگر ایک غور کرنے والا اس جگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت اختیار نہ کرے تو اس کو ان تین منکم کے لفظوں پر نظر ڈالنے سے یقین ہو جائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعویٰ کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان بشرطیکہ حیا ہو تو اُس کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے۔ کیا یہ دلائل میرے دعوے کے ثبوت کے لئے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے اس قدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اُس کا ظہور ہوگا۔ اور صحیح بخاری میں میرا تمام حُلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو میرے حُلیہ میں فرق ہے وہ ظاہر کر دیا ہے اور ایک حدیث میں صریح یہ اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہند میں ہوگا کیونکہ دجال کا بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے اور پھر دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا۔ زمین پر طاعون کا پھیلنا۔ حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا۔ اونٹ بیکار ہو جانے۔ حج روکا جانا۔ صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صد ہا نشانوں کا ظاہر ہونا۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کے لئے یہی وقت ہونا۔ صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا۔ ہزارہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کے لئے خوابیں دیکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری اُمّت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزارہا لوگوں کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے راستبازی اور پاکدلی اختیار کرنا۔ اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑنا یہاں تک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کی طرح گداز ہونا شروع

اما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہریک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ ﴿۳﴾
اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص
کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی
طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان
کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص
عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور
ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے
ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و
حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے
تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا
اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں
کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہٗ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا
کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بٹالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد
کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور
ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بٹالوی صاحب نے ان کا
نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے
ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور
مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کر وفر سے بیان کیا تا اس
وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

اما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہ' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بٹالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بٹالوی صاحب نے ان کا نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کر وفر سے بیان کیا تا اس وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے ﴿۳﴾

کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا ﴿۲۴﴾

ہیں۔ جیسا کہ ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام متعین فتح گڈھ نے اسی قسم کی آنجناب کی نسبت بے ادبیاں کیں۔ مگر کیا ان بدکاروں نجاست خواروں کی بے ادبیوں سے جو زندہ خدا کو چھوڑ کر ایک ناچیز مردہ کی پوجا میں لگ گئے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت کی شان میں کچھ فرق آ گیا؟ نہیں۔ بلکہ یہ تمام زیادتیاں انہیں پر حسرتیں ہیں۔

پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا یک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بدزبانی کی تو اس غلط فہمی کی واقعی ذلت انہیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انہیں کے منہ پر لگی اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ چنانچہ صدہا آدمیوں نے بعد اس کے رو رو کے توبہ کی کہ ہم غلطی پر تھے۔ غرض کسی جھوٹی خوشی سے کسی پر سچا الزام نہیں آ سکتا اور نہ جھوٹے الزام سے کوئی واقعی دھبہ کسی کی عزت کو لگ سکتا ہے اور نہ اس سے کسی کی واقعی فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ وہ انجام کے لحاظ سے ان لوگوں پر لعنت کا داغ ہے جنہوں نے ایسی جھوٹی خوشی کی۔

پس آتھم کی نسبت جس قدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔ اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں۔

اب ڈھونڈو آتھم کہاں ہے۔ کیا پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ قبر میں داخل نہیں ہوا۔ کیا وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔

اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤں گا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کے موافق اپنے پاک الہام کو پورا کرتا۔ آتھم تو اسی وقت مر گیا تھا جبکہ میری طرف سے چار ہزار کے انعام کے ساتھ متواتر اس پر حجت پوری ہوئی اور وہ سر نہ اٹھا سکا۔ پھر خدا نے اس کو نہ چھوڑا جب تک قابض ارواح کے اس کو سپرد نہ کر دیا۔

پیشگوئی ہر ایک پہلو سے کھل گئی۔ اب بھی اگر جہنم کو اختیار کرنا ہے تو میں عمداً گرنے والے کو پکڑ نہیں سکتا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ ان سب پر پوری اطلاع پا کر ایک متقی کا بدن کانپ جاتا ہے۔ اور پھر وہ خدا سے شرم کرتا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی سے انکار کرے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اول چاہئے کہ وہ

﴿۱۸﴾ یہ لوگ بے خبر ہیں دیکھو انوار الاسلام اور اشتہار ہزار روپیہ۔ دو ہزار روپیہ۔ تین ہزار روپیہ۔
چار ہزار روپیہ اور رسالہ ضیاء الحق اور آخری اشتہار ۳۰ ردسمبر ۱۸۹۵ء جس کے سات ماہ بعد آتھم
اپنی بیبا کی کی جزا کو پہنچ گیا۔

میرا یہ خیال بھی ہے کہ آتھم زہر خورانی کے دعویٰ میں تو بالکل جھوٹا ہے لیکن باقی تین حملوں کے دعویٰ میں شائد ایک اصلیت بھی ہو اور وہ یہ ہے کہ شاید یونس کی قوم کی طرح ایسے پیرایوں میں فرشتے اس کو نظر آئے ہوں جن کا وہ خود **خونی فرشتے** نام رکھتا ہے اور پھر اس نے عمداً یا کسی قدر سہو کی آمیزش سے ان حملوں کو انسانی حملے خیال کر لیا ہو اور اصل واقعہ کو گڑبڑ کر دیا ہو یہ اس حالت میں ہے کہ کسی قدر اس کو بھلا مانس آدمی خیال کر لیا جائے۔ لیکن یقیناً عیسائی لوگ اس تاویل پر راضی نہیں ہوں گے۔ پس دوسرا احتمال صرف یہ ہے کہ اس نے عمداً ایک گندے اور ناپاک جھوٹ اور افترا سے کام لیا تا اس خوف کو چھپاوے جو اس کے مضطربانہ افعال سے ظاہر ہو چکا تھا۔

غرض اگر اس کے بیان پر اعتبار کیا جائے تو ان حملوں کو فرشتوں کے تمثلات مان لینا چاہیے ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ سخت نالائق اور مکروہ جھوٹ کو اس نے حق پوشی کے لئے استعمال کیا ہے۔

حاشیہ

ان کی سراسیمگی اور بیقراری سے ظاہر ہو چکا تھا وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کا سبب الہامی پیشگوئی نہیں تو ایسا سبب ضرور ہونا چاہیے جو نہایت ہی قوی اور عظیم الشان ہو جس سے یقینی طور پر موت کا اندیشہ دل میں جم سکے۔ سو جھوٹ کی بندشوں سے کام لے کر یہ خوف کے اسباب تراشے گئے مگر ان بہتانوں نے جو نہایت مکروہ طور پر غیر محل پر استعمال کئے گئے آتھم صاحب کی اندرونی حالت بلکہ عیسائیت کے لب لباب کو اور بھی پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس نظیر نے ثابت کر دیا کہ ان کی فطرت میں کس قدر قابل شرم خُبث بھرا ہوا ہے جو ایسے ظلم اور جھوٹ اور بناوٹ اور سراسر بے اصل بہتان باندھنے کا محرک ہوا۔

مگر یہ چاروں بہتان آتھم صاحب کو ملزم کرتے تھے۔ افسوس کہ آتھم صاحب کے ان بہتانوں سے عقلمندوں کے نزدیک اگر کچھ نتیجہ پیدا ہوا تو صرف یہی کہ یہ عیسائی لوگ جھوٹ بولنے میں سخت بیباک اور بے شرم ہیں۔ کون نہیں سمجھ سکتا کہ ان جھوٹے اور بے ثبوت بہتانوں سے ان کا منہ کالا ہو گیا تھا اور اس کلنگ کو دور کرنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ یا تو عدالت

﴿۳۶﴾ یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلا دے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکر داس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کر کے تو دکھلا دے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہوسکیں گے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرق جسم کے ایک نہیں ہوسکتے پھر ایسے تین مجسم جن میں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفریق جائز نہیں کیونکر ایک ہوسکتے ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہو جاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا ان کے گاڈ صاحب کو بھی **شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں**۔ تمام مدار کونسل پر ہے۔

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسی خلاف عقل باتوں سے پاک ہے توہین اور تحقیر کر رہے ہیں اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجالی فریبوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہرا دیں اور بُری بُری تصویروں میں اس نورانی شکل کو دکھلا دیں۔

بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے موسیٰ کی تصویر کھینچ کر دکھلاتے اور اس طرح کھینچتے کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور بے رحم انسان ہاتھ میں تلوار لے کر شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ایسا ہی یشوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں یہ دکھلاتے کہ گویا اس نے لاکھوں بے گناہ بچوں کو ان کی ماؤں کے سمیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے میدان میں پھینک دیا ہے۔

يـمـوت بـعـد الإنـكـار مـن الـرجـوع والإنـابـة، والإصرار على الكذب والفِرية، ﴿۲۰۴﴾

رجوع واصرار بر دروغ خواہد مرد۔

فنُوالي شكـر الـلّـه الـمـنّـان، أنـه فـعَـل كـمـا كُتب قبل هذا الزمان، وأتمّ كما

پس ما شکر خدائے منان متواتر می کنیم کہ او چنانکہ پیش زین نوشتہ شدہ بود ہمچنان کرد۔ و ز انسان بکمال

كنت ألهَجُ بشوق الجنان، ومات "آتم" بعد مرور نصفِ من الأشهر المسيحية،

رسانید کہ من بشوق دل آرزو می کردم۔ و آتم بعد گزشتن نصف از ماہ ہائے عیسائیان یعنی در ماہ جولائی ۱۸۹۶ء بمرد۔

وما نفعه فراره من البلدة إلى البلدة، وإن شئت فافهَمْ زمان وفاته من هٰذه الفقرة.

وگریختن او از شہری بشہری او را فائدہ نہ داد و اگر بخواہی تاریخ وفات او را ازین فقرہ مندرجہ ذیل

١٨٩٦ السنة العيسوية

هـوَى دجّـالٌ بَـبٌّ فـي عـذاب الـهـاوية الـمـهـلـكة. وهٰـذه

۱۸۹۶ سنہ عیسوی

معلوم کن۔ دجال فربہ آتھم بد اطوار در ہاویہ ہلاک کنندہ افتاد واین

آية مـن آيـات حـضـرة العزة، فإنه ما تركه حيًّا إذا ترك سبل الديانة، بل

نشانہائے خداتعالیٰ است چرا کہ او آتھم را زندہ نگذاشت وقتیکہ دید کہ او راہ حق را گزاشتہ است

أخـفـاه تحت التربة، إذا ما أخفٰى سرّ الحقيقة. فـحـصحص الحق وزهق الباطل

بلکہ او را زیر خاک پوشیدہ کرد۔ چون دید کہ او راز حقیقت را پوشیدہ کردہ است۔ پس حق ظاہر شد و باطل گریخت

وبـطـلـت دقـاريـر الـكـفَـرة، فأنّى تُـسحَـرون يا أهل البخل والعصبية؟ ألم يأنِ لكم

و دروغہائے کفر باطل شد۔ پس اے بخیلان و متعصبان از حق کجا میروید و کدام جادوئے شمارا مسخر کردہ

أن تـتـوبـوا يـا مـتـخـلـفـي الـقـافـلـة، فـقـومـوا وأمـهِـلـوا بـعـض هـذا الـتـدلّـل

اے پس ماندگان قافلہ آیا ہنوز وقت شمارسیدہ است کہ توبہ کنید۔ پس برخیزید و بعض نازہا و تکبرہا

والنخوة، ولا تبارزوا اللّٰه مجترئين.

بگذارید۔ ومقابلہ خداتعالیٰ از دلیری مکنید۔

ألا يا أيها اللّـــحزُ الشحيحُ
هـوَيـتَ كـذى اللُّــبانة فى الهوانِ
اے بخیل بد خلق اور حریص
تو محتاجوں کی طرح ذلت کے گڑھے میں گر گیا

وما تدرى الهدى وحملتَ جهلًا
أنــاجيلَ النـصـارى كـالأتـانِ
اور تو نہیں جانتا کہ ہدایت کیا شے ہے اور محض جہل سے تو نے
انجیلوں کو اٹھا لیا جیسا کہ ایک گدھی بھار اٹھاتی ہے

تُنَضْنِضُ مثلَ نضنضة الأفاعى
وتهـــذى مثل عـــادات الأدانى
اور تو اس طرح زبان ہلاتا ہے کہ جیسے سانپ
اور کمینوں اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے

هَـــلُمَّ إلى كتــاب الله صدقًا
وإيمـــانًا بتصــديق الجـنانِ
خدا کی کتاب کی طرف
صدق اور دلی ایمان سے آجا

شُغِــفتم أيها النُّوكَى بشوكٍ
وأعـرضـــتم عن الـزهر الحِسانِ
بے وقوفو ! تم کانٹوں پر فریفتہ ہو گئے
اور خوبصورت پھولوں سے کنارہ کیا

وآثرتم أمــاعِزَ ذاتَ صـخرٍ
على مُخضـرّةٍ قـــاعٍ هِجــانِ
اور تم نے کنکریوں اور بڑی پتھروں والی زمین جو بہت سخت ہے اختیار کی
اور ایسی زمین کو چھوڑا جو پُر سبزہ اور نرم اور نہایت عمدہ اور قابل زراعت ہے

ومـــا القـــرآن إلّا مثــلَ دُرَرٍ
فـرائـــدَ زانَها حســنُ البـيانِ
اور قرآن درحقیقت بہت عمدہ اور یکدانہ موتیوں کی طرح ہے
جو حسن بیان سے اور بھی اس کی زینت اور خوبصورتی نکلی ہے

﴿۶۵﴾ وما مسّتْ أكفُّ الكاشحينا
معـــارفَـه التى مـثل الحَـصانِ
اور دشمنوں کی ہتھیلیاں ان معارف کو چھوئی بھی نہیں
جو قرآن میں ایسے طور پر چھپی ہوئی ہیں جیسے پردہ نشین پارسا عورت چھپی ہوئی ہوتی ہے

بـه ما شئتَ مِن عـلم وعقـل
وأســرارٍ وأبـكـار المعــانى
اس میں ہر یک وہ علم اور عقل ہے جس کا تو طالب ہے
اور انواع اقسام کے بھید اور نئی صداقتیں اس میں بھری ہیں

يُسكّت كلَّ مَن يعدو بضغنٍ
يبكّت كلَّ كـذّاب وجـانى
ہر یک ایسے دشمن کا منہ بند کرتا ہے جو مخالفانہ طور پر دوڑ پڑتا ہے
اور ہر ایک ایسے شخص پر اتمام حجت کرتا ہے جو دروغ گو اور گناہ گار ہے

رأينـا دَرَّ مُــزْنتِـه كثيرًا
فــدَينــا ربَّنـا ذا الامتـنانِ
ہم نے اس کے مینہ کا پانی بہت ہی دیکھا ہے
سو ہم اس خدا پر قربان ہیں جس نے ایسے احسان کئے

بے ایمانو	اشتہار انعامی تین ہزار ص۵/ح	مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹
بے عزتوں	تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۴	مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵
بخیل طبع	ضیاء الحق ص۳۸	خزائن ج۹ ص۳۰۰
بدبخت	انجام آتھم ص۴۸	خزائن ج۱۱ ص۴۸
بڑا خبیث	تتمہ حقیقت الوحی ص۱۰۷	خزائن ج۲۲ ص۵۴۳
بخیلوں	اتمام الحجہ ص۲۶	خزائن ج۸ ص۳۰۶
بے راہ	حقیقت الوحی ص۲۸۸	خزائن ج۲۲ ص۳۰۱
بے خوف	تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۶	خزائن ج۲۲ ص۵۹۴

ت......

مجموعہ اشتہارات
جلد 2 اولڈ ایڈیشن

الجواب۔ بشر تو بشریت سے کبھی منفک نہیں ہوتا لیکن جب بقول آپ کے اسلامی پیشگوئی کی عظمت اور صداقت نے آتھم صاحب کے دل پر اثر کیا اور ان کو ایک شدید خوف میں ڈال دیا تو بموجب تصریح قرآن کریم کے یہ بھی ایک رجوع کی قسم ہے کیونکہ اسلامی پیشگوئی کی تصدیق درحقیقت اسلام کی تصدیق ہے۔ مثلاً منجم کی پیشگوئی سے وہ شخص ڈرتا ہے جو نجوم کو کچھ چیز سمجھتا ہے اور رمال کی پیشگوئی سے وہی شخص خائف ہوتا ہے جو رمل کو کچھ حقیقت خیال کرتا ہے۔ اسی طرح اسلامی پیشگوئی سے وہی شخص ہراساں اور لرزاں ہوتا ہے جس کا دل اس وقت اسلام کا مکذب نہیں بلکہ مصدق ہے۔ اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس قدر اسلام کی عظمت اور صداقت کو مان لینا اگرچہ نجات اخروی کے لئے مفید نہیں مگر عذاب دنیوی سے رہائی پانے کے لئے مفید ہے جیسا کہ قرآن کریم نے اس بارہ میں بار بار مثالیں پیش کی ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ ہم نے خوف اور تضرع کے وقت کفار کو عذاب سے نجات دے دی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ وہ پھر کفر کی طرف عود کریں گے۔ پس اسی قرآنی اصول کے موافق آتھم صاحب شدید خوف میں مبتلا ہو کر کچھ دنوں کے لئے موت سے نجات پا گئے کیونکہ انہوں نے اس وقت عظمت اور صداقت اسلامی کو قبول کیا اور رد نہ کیا جیسا کہ علاوہ ہمارے الہام کے ان کا پریشان حال ان کی اس اندرونی حالت پر گواہ رہا۔ اور اگر یہ باتیں صحیح نہیں ہیں اور اسلام کا خدا ان کے نزدیک سچا خدا نہیں تو قسم کھانے سے کیوں وہ بھاگتے ہیں اور کونسا پہاڑ ان پر گرے گا جو انہیں کچل ڈالے گا۔ کیا وہ تجربہ نہیں کر چکے جو ہم جھوٹے ہیں۔ پس جھوٹوں کے مقابل پر تو پہلے سے زیادہ دلیری کے ساتھ میدان میں آنا چاہیئے✠ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی جھوٹے اور ان کا مذہب جھوٹا اور اُن

✠ حاشیہ۔ بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور ان کے چیلے کہتے ہیں کہ جبکہ ایک مرتبہ عیسائیوں کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آتھم صاحب کا مقابلہ پر آنا انصافاً ان پر واجب نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے نیم عیسائیو و دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہیں تھے پھر کیا آتھم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہیں کیا۔ کیا وہ

سو واضح ہو کہ بعض مخالف ناخدا ترس جن کے دلوں کو زنگ تعصب و بخل نے سیاہ کر رکھا ہے۔ ہمارے اشتہار مطبوعہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو یہودیوں کی طرح محرّف و مبدّل کر کے اور کچھ کے کچھ معنے بنا کر سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہارات شایع کرتے ہیں تا دھوکا دے کر اُن کے یہ ذہن نشین کریں کہ جو لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی تھی اس کا وقت گذر گیا اور وہ غلط نکلی۔ ہم اس کے جواب میں صرف لعنت اللہ علے الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم افسوس بھی کرتے ہیں کہ ان بے عزتوں اور دیوثوں کو بباعث سخت درجہ کے کینہ اور بخل اور تعصب کے اب کسی کی لعنت ملامت کا بھی کچھ خوف اور اندیشہ نہیں رہا اور جو شرم اور حیا اور خدا ترسی لازمہ انسانیت ہے۔ وہ سب نیک خصلتیں ایسی ان کی سرشت سے اٹھ گئی ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ نے اِن میں پیدا ہی نہیں کیں اور جیسے ایک بیمار اپنی صحت یابی سے نا اُمید ہو کر اور صرف چند روز زندگی سمجھ کر سب پرہیزیں توڑ دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کھا پی لیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بھی اپنی مرض کینہ اور تعصب اور دشمنی کو ایک آزار لاعلاج خیال کر کے کھول کھول کر بد پرہیزیاں اور بے راہیاں شروع کی ہیں۔ جن کا انجام بخیر نہیں۔ تعصب اور کینہ کے سخت جنون نے کیسی ان کی عقل مار دی ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تولّد فرزند موصوف کے لئے نو برس کی میعاد لکھی گئی ہے اور اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں کسی برس یا مہینے کا ذکر نہیں اور نہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جو نو برس کی میعاد رکھی گئی تھی اب وہ منسوخ ہو گئی ہے۔ ہاں اس اشتہار میں ایک یہ فقرہ ذوالوجوہ درج ہے کہ مُدّت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ مگر کیا اسی قدر فقرہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ مدت حمل سے ایام باقیماندہ حمل موجودہ مراد ہیں۔ کوئی اور مُدّت مراد نہیں اگر اس فقرہ کے سر پر اِس کا لفظ ہوتا تو بھی اعتراض کرنے کے لئے کچھ گنجائش نکل سکتی مگر جب الہامی عبارت کے سر پر اِس کا لفظ (جو مخصص وقت ہو سکتا ہے) وارد نہیں تو پھر خواہ نخواہ اس فقرہ سے وہ معنے نکالنا جو اس صورت میں نکالے جاتے جو اِس کا لفظ فقرہ

جاں بحق ہوا۔ اور مرتے وقت وہ ایک پادری صاحب کی ہدایت سے تائب ہوا۔ اور حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہو کر مرا اور اپنی مخالفانہ کتابیں جلا دیں اور توبہ کر کے بہت رویا اور قائل ہوا کہ اب میں سمجھا کہ درحقیقت حضرت مسیح خدا ہی ہیں!!! حالانکہ نہ اس کو کوئی ریل کا صدمہ پہنچا اور نہ وہ مرا نہ توبہ کی نہ کتابیں جلائیں نہ حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوا بلکہ زندہ موجود اور اب تک تثلیث کا دشمن ہے۔ ناحق ایک بدذات عیسائی نے اس بے چارے کے عیال اور دوستوں کو مصیبت میں ڈالا۔ افسوس کہ ہمارے بخیل طبع مولویوں کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ آتھم بھی اسی دروغ باف قوم میں سے ہے۔ اور یہ وہی ناپاک طبع ہے جس نے پہلے اس سے ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنی کتاب میں دجال کے نام سے موسوم کیا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلٰی قائلہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃ پھر اس کے بے ثبوت ہذیان کو باور کرنے والا بھی دجال سے کم نہیں۔ کیا عقلاً اور انصافاً اس پر یہ الزام قائم نہیں ہوا کہ وہ میعاد پیشگوئی میں اپنے ڈرنے کا اقرار کر کے پھر ان بے ہودہ جعلسازیوں کا ثبوت نہیں دے سکا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں بلکہ سانپ وغیرہ کے حملوں کی وجہ سے ڈرتا رہا۔ وہ ان باتوں کو بذریعہ نالش ثابت نہ کر سکا۔ جو ڈر کی بنیاد اس نے قائم کی تھی یعنی تین حملے۔ اور اس نے یہ بھی نہ چاہا کہ قسم کھا کر اپنی صفائی کرے اور جب اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے عذرات کے پیش ہونے پر کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یہ تین حملوں کا منصوبہ محض اسی غرض سے گھڑا گیا ہے کہ تا اس خوف اور جزع فزع کی کچھ پردہ پوشی کی جائے جس سے آتھم خواب سے بھی چیخیں مار کر اٹھتا رہا ہے اور امرتسر کے مقام میں بھی بیماری کی شدت میں اس نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ **ہائے میں پکڑا گیا** تو ان باتوں کا کوئی جواب اس

لئے ہماری طرف سے ناجائز حملے ہوئے۔ ہم نے اس کو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت ﴿۲۸﴾
دلائی اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا کہ وہ سرنہ اٹھا سکا۔ پھر ہم نے نہایت الحاح اور انکسار کے ساتھ یسوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلا کر قسم دی اور جہاں تک الفاظ ہمیں مل سکے ہم نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بہتان کو جو ہم پر لگاتا ہے ثابت کرے یا قسم کھاوے۔ لیکن وہ ان بدبخت جھوٹوں کی طرح چپ رہا جن کا کانشنس ہر وقت ان کو ملامت کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانے کے وقت اس کے جھوٹے منصوبہ کے تمام پر وبال گر جائیں گے اور قسم کھانے کی حالت میں خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا۔ سو اس نے نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی

حاشیہ

کلمہ بنائے گا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدائے تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہیں مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

قولہ۔ حضرت اقدس میرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی بیش بہا اور لاثانی کتاب شہادۃ القرآن میں درج فرمایا ہے (یعنی آتھم اور احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی اور لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش خبری) اب ناظرین خود بخود دیکھ لیں گے کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ۔

اقول۔ میں کہتا ہوں کہ لیکھرام کی پیشگوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے ہاں آتھم[۱] اور احمد بیگ[۲] اور داماد[۳] احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس کی میعاد گزر چکی ہے۔ درحقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک آتھم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت کی نسبت سو آتھم ۲۷ر جولائی ۱۸۹۶ء کو بروز دوشنبہ فوت ہوگیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی

پس مومن کسی صورت میں طاعون کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کے لئے مخصوص ہے۔ اِسی وجہ سے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا کوئی نبی طاعون سے فوت نہیں ہوا ہاں ایسے مومن جو گناہ سے خالی نہیں ہوتے کبھی وہ بھی اس بیماری میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں اور اُن کی یہ موت اُن کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اُن کے لئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن کسی نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ موسیٰ ہو کر پھر اُس کو طاعون ہو گئی ہو اور ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بدذات ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ کوئی نبی یا خلیفۃ اللہ طاعون سے مرا ہے۔ پس اگر یہ ایسی شہادت ہوتی جو قابل تعریف ہے اور جس پر کوئی اعتراض نہیں تو پہلے حق دار اُس کے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی کوئی نبی یا رسول اور اوّل درجہ کا کوئی برگزیدہ جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خبیث مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا ہو۔ بلکہ اول حق دار اس مرض کے ابتدا سے وہی لوگ رہے ہیں جو طرح طرح کے معاصی اور فجور میں مبتلا تھے یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ مرض جو قدیم سے خدا نے کفّار کے سزا دینے کے لئے تجویز کر رکھی ہے اُس میں خدا کے نبی اور رسول اور مُلہم بھی شریک ہو جائیں۔ توریت اور انجیل اور قرآن تینوں مُتّفق اللّسان بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیشہ طاعون کفّار کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفّار اور فاسق اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابوں اور تاریخ سے ظاہر ہے اور خدا اِس سے بَرتر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس لوگوں کو اس عذاب میں کفّار کے ساتھ شریک کرے اور جو بلا کفّار کے عذاب کے لئے قدیم سے مقرر ہے اور جس کے ذریعہ سے ہمیشہ نبیوں کے عہد میں ہزاروں فاسق فاجر مرتے رہے ہیں وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیوں پر مسلط کر دے۔ پس جس طرح خدا کا وہ عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی نبی کی موت اس کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر ایک عذاب جو قوموں کی ہلاکت کے لئے وارد ہو چکا ہے کوئی نبی اس عذاب سے نہیں مرا ایسا ہی طاعون جو کفّار کے لئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی اس کے برخلاف دعویٰ کرے ﴿۱۰۷﴾

رسالوں کو دیکھا اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ درحقیقت مولوی رُسل بابا صاحب کا رسالہ یقینی اور قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرتا ہے۔ اور جو مخالف کا رسالہ نکلا ہے اس کے جوابات سے اس کے دلائل کی بیخ کنی نہیں ہوئی۔ اور اگر مَیں نے جھوٹ کہا ہے یا میرے دل میں اس کے برخلاف کوئی بات ہے تو مَیں دعا کرتا ہوں کہ ایک سال کے اندر مجھے جذام ہو جائے یا اندھا ہو جاؤں یا کسی اور برے عذاب سے مَر جاؤں فقط۔ تب تمام حاضرین تین مرتبہ بلند آواز سے کہیں کہ آمین آمین آمین۔ اور جلسہ برخاست ہو۔

پھر اگر ایک سال تک وہ قسم کھانے والا ان تمام بلاؤں سے محفوظ رہا تو کمیٹی مقرر شدہ مولوی رُسل بابا کا ہزار روپیہ عزت کے ساتھ اس کو واپس دے دے گی۔ تب ہم بھی اقرار شائع کریں گے کہ حقیقت میں مولوی رُسل بابا نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت کر دی ہے۔ مگر ایک برس تک بہر حال وہ روپیہ کمیٹی مقرر شدہ کے پاس جمع رہے گا اور اگر مولوی رُسل بابا صاحب نے اِس رسالہ کے شائع ہونے سے دو ہفتہ تک ہزار روپیہ جمع نہ کرا دیا تو اُن کا کذب اور دروغ ثابت ہو جائے گا۔ تب ہر یک کو چاہیئے کہ ایسے دروغ گو لوگوں کی شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور اُن سے پرہیز کریں۔ واضح رہے کہ اس مخالف گروہ سے ہمیں عام طور پر تکلیف پہنچی ہے اور کوئی تحقیر اور توہین اور سب اور شتم نہیں جو اُن سے ظہور میں نہیں آیا۔ جب تکفیر اور گالیوں سے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو پھر بددعاؤں کی طرف رخ کیا اور دن رات بددعائیں کرنے لگے مگر ایسے بخیلوں سیاہ دلوں کی ظالمانہ بددعائیں کیونکر اُس جناب میں قبول ہوں جو دلوں کے مخفی حالات جانتا ہے۔ آخر جب بددعاؤں سے بھی کام نہ نکل سکا تو خدا تعالیٰ سے نومید ہو کر گورنمنٹ انگریزی کی طرف جھکے اور جھوٹی مخبریاں کیں اور مُفتریانہ رسالے لکھے کہ اس شخص کے وجود سے فساد کا اندیشہ اور جہاد کا خوف ہے۔ لیکن یہ دانا اور دقیقہ رس اور حقیقت شناس گورنمنٹ ایسی کم فہم تھوڑی تھی کہ ان چالاک حاسدوں کے دھوکہ میں آ جاتی۔ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ ایسے عقیدے تو انہیں لوگوں کے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو صدہا برسوں سے کہتے چلے آئے ہیں کہ ﴿۲۷﴾
اسلام کو جہاد سے پھیلانا چاہیئے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ان کا قول ہے کہ جب ان کا فرضی مہدی ظہور کرے گا یا کسی غار میں سے نکلے گا اور اُسی زمانہ میں ان کا فرضی عیسیٰ بھی آسمان پر سے اُتر کر کوئی تیز حربہ کفار کے قتل کے لئے اپنے ساتھ ہی آسمان سے لائے گا تو دونوں مل کر دنیا کے تمام کافروں کو قتل کر ڈالیں گے اور جس نے اسلام سے انکار کیا خواہ وہ یہود میں سے ہو یا نصاریٰ میں سے وہ تہ تیغ کیا جائے گا۔ یہ

نہیں ہو سکتے اور جو درخت خشک بھی ہو اور پھر زہریلہ وہ کیونکر محفوظ رکھنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ سب سے پہلے کاٹا جائے گا۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ان تینوں کا طاعون سے مرنا ایک نشان ہے بلکہ یہ تین نشان ہیں۔ اور اب ہم منتظر ہیں کہ اب ان کا جانشین قادیان میں کون ہوتا ہے اور کب وہ ان کی طرح میری نسبت اخبار میں شائع کرتا ہے کہ یہ شخص مکّار اور کاذب ہے اور ہم نے اس کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

اے قادیان کے آریو! خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور جھوٹ بولنے پر کمر بستہ نہ ہو جاؤ۔ وہ ایک دَم میں ظالم اور گستاخ آدمی کو فنا کر سکتا ہے۔ وہ عظیم الشان نشان جو تم نے دیکھے اگر کوئی شریف طبع آریہ دیکھتا تو قبول کر لیتا۔ کون انسان یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اس کی گمنامی اور کسمپرسی کے زمانہ کے بعد اُس پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لاکھوں انسان اُس کے تابع ہو جائیں گے اور مخالفوں کے مکروں سے وہ پیشگوئی نہیں ٹلے گی۔ اور کون ناداری کے زمانہ میں یہ خبر دے سکتا ہے کہ اس پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ ایک دنیا تحائف اور ﴿۱۵۶﴾
اموال کے ساتھ اُس کی طرف رجوع کرے گی اور خدا اُن کے دلوں میں الہام کرے گا کہ پورے صدق اور اخلاص سے اُس کی مدد کریں اور اُس کی راہ میں فدا ہوں۔ پس اے آریو! تمہیں معلوم ہے کہ میری گمنامی اور ناداری کے زمانہ میں جبکہ میں دنیا کی نظر سے پوشیدہ تھا خدا نے براہین احمدیہ میں یہی خبریں دی تھیں جو اب میں نے لکھیں اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ہر ایک طرف سے دنیا تیری طرف رجوع کرے گی اور لاکھوں انسان خدمت کے لئے حاضر ہو جائیں گے اور اس قدر لوگ آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو اُن کی ملاقات سے تھک جائے یا بدخُلقی کرے اور اُن کے آنے سے راہیں گہری ہو جائیں گی۔ اور ایک زمانہ تیری طرف اُلٹ آئے گا اور دشمن زور لگائیں گے کہ ایسا نہ ہو مگر خدا اپنی بات کو پوری کرے گا۔ پس تم سب سے پہلے اس پیشگوئی کے گواہ تھے پر دانستہ اپنی گواہی کو چھپایا۔

اے بے خوف اور سخت دل قوم! کیا تم نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو براہین احمدیہ میں نہیں پڑھا اور کیا تم اس کے گواہ نہیں ہو کہ درحقیقت یہ پیشگوئیاں اُس زمانہ کی ہیں کہ جبکہ کوئی عقل یہ رائے